۴۔ اوران لوگوں کا مقابلے کے لئے نکلنا۔

۵۔ نیز نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جنگ تو دھوکہ دہی ہوتی ہے۔

۶۔ نیز اللہ تعالیٰ کا مشرکین کے خلاف سخت ہوا چلانا اور لشکر بھیجنا۔

۷۔ یہاں تک کہ وہ ناکام ونامراد واپس لوٹ گئے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہثیم بن خلف نے اور ابن ناجیہ نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی عبدۃ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

اذ جآؤ کم من فوقکم و من اسفل منکم و اذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۱۰)

جب تمہارے دشمن (کفار ومشرکین) تمہارے پاس آن پہنچے تھے تمہارے اُوپر کی جانب سے۔ اور تمہارے نیچے کی سمت سے بھی۔ اور جس وقت آنکھیں غلطی کرنے لگی تھیں اور دل ہنسلیوں میں آن پہنچے تھے (مارے خوف کے کلیجے منہ کو آنے لگے تھے)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ سب جنگ خندق میں ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے، اس نے عبدۃ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الخندق۔ مسلم کتاب التفسیر ۴/۲۳۱۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ان کے والد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت :

یا ایھاالذین امنوا اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ جآء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودًا لم تروھا ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۱۰)

اے اہل ایمان! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تمہارے اُوپر ہے جب تمہارے لشکر آن پہنچے تھے، پھر ہم نے ان پر شدید ہوا چلادی تھی اور (مخفی) جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : جآء تکم جنود سے مراد ابوسفیان کی قوم مراد ہے یوم احزاب میں، نیز یہ آیت :

وَيَسْتَاذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ ۔

ان میں سے ایک گروہ نبی کریم ﷺ سے گھر جانے کی اجازت مانگ رہے تھے، وہ کہتے تھے کہ

ان بیوتنا عورۃ وماھی بعورۃ ان یریدون الافرارا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۱۳)

کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ کوئی غیر محفوظ نہیں تھے، بلکہ وہ وہاں سے فرار کا ارادہ رکئے ہوئے تھے۔

فرمایا کہ اس سے مراد بنو حارثہ تھے۔(تفسیر قرطبی ۱۴/ ۱۴۸)

انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں ہمیں ان پر چوری کا ڈر ہے۔

نیز یہ آیت :

ولما رأى المؤمنون الاحزاب ۔(سورۃ احزاب : آیت۲۲) آخر تک مکمل آیت۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے سورۃ بقرہ میں فرمایا تھا :

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولمایاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستهم البأسآء والضرّاء وزلزلوا حتیٰ یقول الرسول والذین اٰمنوا معه متیٰ نصراللّٰه ؟ الا ان نصراللّٰه قریب ۔

(سورۃ بقرہ : آیت ۲۱۴)

کیا سمجھتے ہو تم کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تا حال تمہارے پاس ان لوگوں کی سی حالت ابھی تک نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں۔ انہیں سختی پہنچی تھی اور وہ خوب جھنجوڑے گئے تھے یہاں تک کہ رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ تھے کہا کب آئے گی اللہ کی نصرت۔(اللہ نے فرمایا) خبردار بے شک اللہ کی نصرت قریب ہے۔

جب ان لوگوں کو آزمائش آن پہنچی یعنی مصیبت جب احزاب اور گروہوں کے خندق میں ملے تھے۔ اہل ایمان نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ اس سب کیفیت نے ان کے ایمان کو اور تسلیم و رضا کو اور زیادہ کر دیا۔(قرطبی ۱۴/ ۱۵۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن حکیم مروزی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان نے، ان کو عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے قتادہ سے اللہ کے قول کے بارے میں :

ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا اللّٰه ورسوله وصدق اللّٰه ورسوله ۔

جب اہل ایمان کفر کی تمام جماعتوں اور گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہی تو وقت ہے جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا سورۃ بقرہ میں :

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یأتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستهم البأسآء والضراء وزلزلوا ۔

کیا تم لوگ گمان کر بیٹھے ہو کہ بس تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے پاس ان لوگوں کی مثل آزمائش نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، ان کو تکلیف اور شدت پہنچی تھی اور وہ خوب جھنجوڑے گئے تھے۔

نیز فرمایا کہ

ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا اللّٰه ورسوله ۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن رومان نے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور یزید بن زیاد نے محمد کعب قرظی سے اور عثمان بن کعب بن یہوذا سے جو کہ بنو قریظہ سے ایک تھے، اس نے اپنی قوم کے کئی مردوں سے، وہ کہتے ہیں کہ معتب بن قشیر نے کہا کہ بنو عمرو بن عوف کے بھائی ہوتے تھے، گویا کہ محمد ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں میں سے کھائیں گے حالانکہ ہم میں سے ایک آدمی بھی اپنے پیشاب پاخانے جانے کے لئے بھی امن میں

نہیں ہے (کہ وہ امن سے پیشاب کرنے کے لئے جا سکے)۔حتیٰ کہ اوس بن قیظی نے اپنی قوم کے بھرے مجمع میں یہ کہا تھا بنو حارثہ میں سے کہ ہمارے گھر خالی نہیں یعنی اکیلے اور خطرے میں ہیں۔ یہ مدینے سے باہر تھے ہمیں اجازت دیں ہم اپنی عورتوں اور بچوں اور اولادوں کے پاس جائیں۔

جب انہوں نے رسول اللہ سے یہ بات کہی تو اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اُتاری۔ وہ جب ان سے فارغ ہو گئے جس آزمائش میں گھرے ہوئے تھے کہ اللہ کی نعمت کو یاد کرے ان پر اور اس پر کہ رسول اللہ ﷺ ان کو کافی ہو گیا تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے سوءظن پیدا ہونے کے باوجود۔ اور اہل نفاق کے مقالے کے باوصف جس نے بھی ان میں سے کچھ کہا تھا۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری :

یا ایھا الذین اٰمنوا اذ کروا نعمة الله علیکم اذ جآء تکم جنود ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۹)

آ گئے تھے یعنی تمہارے اُوپر کی جانب سے۔لہٰذا اللہ نے ان پر ہوا چلا دی تھے۔اور ایک لشکر جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

پہلے جنود سے مراد قریش اور عطفان مراد ہیں اور بنو قریظہ اور دوسرے سے مراد جس کو اللہ نے ان مذکورہ کفار پر بھیجا تھا شدید ہوا کے ساتھ وہ فرشتے تھے۔

اذ جآؤ کم من قو مکم و من اسفل منکم سے پڑھتے جایئے الظُّنُونَا تک

اس آیت میں جآؤ کم من قومکم سے مراد بنو قریظہ ہیں اور ان میں سے جو لوگ اسفل سے تمہارے نیچے کی طرف سے تمہارے پاس آئے تھے سے مراد قریش اور بنو غطفان تھے۔

ھنالك ابتلی المؤمنون و زلزلوا زلزالا شدیدا سے ماوعدنا الله و رسوله الاغرورا ۔

یہ آئی ہے مُعَتِّب بن قیسرہ اور اس کے اصحاب کے قول کے بارے میں اور ایک گروہ نے کہا تھا یا اھل یرب سے الافرادا تک۔ یہ اوس بن قیظی کے قول کے بارے میں اور اس کے ساتھیوں کے قول کے بارے میں ہے جو اسی قول پر ہے اس کی قوم سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۹۸۔۱۹۹)

حضور ﷺ اور مشرکین بیس راتوں سے زیادہ وہاں ٹھہرے رہے، لوگ پریشان اور خوف کی سی حالت پر تھے کہ قتال بھی نہیں ہو رہا تھا مگر محاصرہ اور تیر پھینکا جا رہا تھا۔

ابو عبداللہ نے اپنی روایت میں ابن اسحاق سے اپنی اسناد کے ساتھ اضافہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ کئی گھڑ سوار جو قریش میں سے تھے ان میں سے عمرو بن عبدود اور عکرمہ بن ابو جہل اور ضرار بن خطاب، ہبیرہ بن ابو وہاب انہوں نے قتال کے لئے ہتھیار پہن لئے اور ایسے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے، حتیٰ کہ بنو کنانہ کے ٹھکانوں کے پاس سے گزرے اور رُک گئے اور کہنے لگے کہ اے بنو کنانہ! جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ عنقریب تم جان لو گے کہ آج کے دن گھڑ سوار بہادر کون ہیں۔ اس کے بعد ان کو ان کے گھوڑے جلدی آگے لے آئے حتیٰ کہ خندق پر آ کر رُک گئے اور (یہ منظر خندق والا پہلی مرتبہ دیکھ کر) کہنے لگے کہ اللہ کی قسم یہ تدبیر (حکمت عملی) عرب اختیار نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے خندق کا تنگ مقام تلاش کیا اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کو مار مار کر خندق میں گھسا دیا۔ لہٰذا انہوں نے خندق کے ساتھ خالی جگہ اور دراڑ میں چکر لگایا۔ ادھر سے حضرت علی مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ نکلے کہ انہوں نے اس راستے کو یا دراڑ کو اختیار کیا جس سے وہ گھسے تھے حتیٰ کہ گھڑ سوار ان کی طرف متوجہ ہو کر قریب ہونے لگے اور عمرو بن عبدودّ قریش کا ایسا سوار تھا جو بدر والے دن قتال کر چکا تھا، یہاں تک کہ اس کو بدر کے زخمیوں میں سے اُٹھایا گیا تھا زخموں نے اس کو روک کر رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جنگ اُحد میں موجود نہیں تھا۔

خندق والا موقع آیا تو وہ باقاعدہ شعار اور خصوصی نشان لگا کر نکلا تا کہ اس کا مقابلہ دیکھا جا سکے۔ جب وہ خندق پر آ کر رکا اور اس کا گھوڑا بھی تو حضرت علی نے کہا، اے عمرو! تو قریش کو اللہ کی قسمیں دیا کرتا تھا کہ مجھے کوئی آدمی اگر دو میں سے ایک بات کی طرف بلائے گا تو میں دو میں سے ایک ضرور قبول کروں گا، عمرو نے کہا کہ جی ہاں میں نے کہا تھا۔ لہٰذا حضرت علی نے اس سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے کہا کہ پھر میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔ وہ کہنے لگا اے بھتیجے کیوں؟ میں تو اللہ کی قسم تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی نے کہا لیکن اللہ کی قسم میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔

یہ سنتے ہی عمرو طیش میں آ گیا اور اس نے گھوڑے سے نیچے چھلانگ لگا دی اور اپنے گھوڑے کی ٹانگوں پر تلوار مار کر اس کو کاٹ ڈالا یا زخمی کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ علی کے پاس آ گیا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور اس دوران علی نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا گھڑ سوار دستہ یعنی عمرو کے ساتھی شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ وہ خندق سے نکل گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۸۔۱۷۹، تاریخ ابن کثیر ۴/۱۰۵)

ابن اسحاق نے ان کا نکلنا اور عمرو کا مقابلہ کے لئے پکارنا دوسرے طریق پر ذکر کیا ہے اس اسناد میں جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص خندق والے دن آیا تھا وہ ہبیرہ بن وابو وہب مخزومی تھا اور ابو وہب کا نام جعدہ تھا۔ اور نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی مقابلے کے لئے نکلا تھا۔ وہ مقابلے کو چیلنج کر رہا تھا۔ لہٰذا اس کی طرف حضرت زبیر بن عوام مقابلے پر آئے تھے انہوں نے اس کو تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا تھا، حتیٰ کہ اس کو تلوار میں بھی گھاؤ آ گئے تھے مگر وہ یہ شعر کہتے ہوئے لوٹ گئے۔

انی امرؤ احمی واحمتی عن النبی المصطفیٰ الأمی

میں ایسا مرد ہوں کہ میں نبی کریم ﷺ کی حفاظت اور بچاؤ کرتا ہوں جو کہ اُمی ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۷)

اور ابن اسحاق نے اس کتاب کے ایک اور مقام پر ذکر کیا ہے کہ حضرت علی نے اس کو ہنسلیوں میں نیزہ مارا تھا جو کہ اس کے پیٹ میں نکل گیا تھا، جس سے وہ خندق کے اندر ہی مر گیا تھا۔

اور مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی طرف آدمی بھیجا وہ اس کی مردار لاش کو دس ہزار میں خریدنا چاہتے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ وہ دس ہزار تمہارے ہیں ہم لوگ مردہ کی قیمت نہیں کھاتے۔

کہتے ہیں کہ عمرو بن ودّ نکلا اور کہنے لگا کہ کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے؟ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے جبکہ عمرو لوہے میں چھپا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہی ہے عمرو۔ حضرت علی نے کہا میں اس کو کافی ہوں اے اللہ کے نبی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے تم بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں عمرو نے پکارا کیا کوئی جوان نہیں ہے؟ وہ ان کو اشتعال دلا رہا تھا اور کہنے لگا کہ کہاں ہیں وہ تمہاری جنت جس کے بارے میں تم گمان کرتے ہو کہ تم میں سے جو قتل کیا جائے وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیا تم لوگ میری طرف اپنے کسی جوان کو مقابلے کے لئے نہیں نکال سکتے؟ حضرت علی اُٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، اس نے تیسری بار للکارا اور اشعار کہنے لگا۔

عمرو بن عبد ودّ نے مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارتے ہوئے یہ اشعار کہے:

ولقد بححت من النداء بجمعکم: ھل من مبارز

ووقفت اذ جبن المشجع موقف القرن المناجز

ولــــذاك انــــــى لـــم ازل　　　متســـرعـــا قبـل الـهـزاهـز

انّ لشـجـــاعة فـــى الـفتـــى　　　والـجـود من خيـر الغـرائـز

البتہ تحقیق میرا گلا بیٹھ گیا ہے تمہارے مجمع کو یہ للکارتے ہوئے کہ کوئی ہے مقابلے میں آنے والا، میں ٹھہرا ہوا ہوں جس وقت بہادر بزدل ہو جاتے ہیں میں ایسے ڈٹا ہوا ہوں جیسے مقابلے کرنے والا مسلح بہادر کھڑا ہوتا ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ جلدی کر رہا ہوں یہاں سے ہلنے اور ٹلنے سے پہلے بے شک شجاعت جوان کے اندر اور سخاوت عمدہ صفات میں سے ہوتی ہے۔

حضرت علی اُٹھے اور عرض کی یارسول اللہ میں اس کا کام تمام کرتا ہوں حضور نے فرمایا یہ عمرو ہے علی نے کہا ہوتا رہے عمرو ہے تو بھی میں جاتا ہوں۔ لہٰذا ان کو اجازت دے دی۔ چلتے چلتے اس کے پاس گئے، وہ اس وقت کہہ رہا تھا :

لا تـعـجـلـن فـقـد اتـاك　　　مـجـيـب صـوتـك غيـر عـاجـز

ذو نية و بـــصـيــرة　　　والـصـدق منـجـى كل فـائـز

انـــى لأرجـــو ان اقيـــم　　　عـلـيـك نـائـحـة الـجـنـائـز

مـــن ضـربـة نـــجـــلاء　　　يبـقـى ذكـرهـا عند الهزاهز

تو جلدی ہرگز نہ کر ابھی آ گیا ہے تیرے پاس آواز اور پکار کا جواب دینے والا جو عاجز و کمزور نہیں ہے، صاحب عزم و صاحب بصیر ہے اور سچائی نجات دہندہ ہوتی ہے ہر کامیاب انسان کو۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں ٹھہرا رہوں گا جنازوں پر رونے والیوں کی طرح، جو مر گئے ہوں شریف النفس کی ضرب سے، باقی رہتا ہے ان کا ذکر چلے جانے کے باوجود۔

عمرو نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں علی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ابن عبد مناف۔ انہوں نے کہا کہ علی ابن ابوطالب۔ اس نے پوچھا کہ تیرے سوا اور کوئی ہے اے بھتیجے اور تیرے چچاؤں میں سے تم سے بڑا کوئی ہونا چاہئے، میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تیرا خون بہاؤں۔ حضرت علی نے کہا لیکن میں اللہ کی قسم میں ناپسند نہیں کرتا کہ میں تیرا خون بہاؤں۔ چنانچہ عمرو غصے میں آ گیا وہ نیچے اُتر آیا اور اس نے تلوار سونت لی اور وہ آگ کے شعلے طرح ہو گیا۔ اس کے بعد وہ غضبناک ہو کر حضرت علی کی طرف آنے لگا اور حضرت علی بھی اسی طرح مقابل آ گئے اپنی چمڑے کی کھال کے ساتھ اور اس پر کاری ضرب لگائی، عمرو بھی چمڑے کی کھال میں تھا اسے علی نے ضرب سے کاٹ دیا اور تلوار اسی میں رہ گئی۔ علی کی ضرب عمرو کے سر پر لگی تھی جس سے اس کے سر میں گہرا زخم آ گیا، دوسرا وار انہوں نے اس کے کندھے اور گردن کے درمیان کیا جس سے وہ گر گیا اور نجاج کود کر آ گیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر کی آواز سُنی تو سمجھ گئے کہ علی نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت علی نے اس کا کام تمام کر دیا اور آپ نے شجاعت پر مبنی اشعار کہے :

اعـلـيّ تـقتـحـم الـفـوادس هـكـذا　　　عـنـى وعـنـهـم اخـروا اصـحـابـى

اليـوم يـمـعـنـى الـفـراز حفيظتى　　　ومـصـمـم فـى الـراس ليس بنابى

کیا مجھ پر شہسوار اسی طرح حملے کرتے رہیں گے، لہٰذا ان سے اور مجھ سے میرے ساتھیوں کو پیچھے ہٹالو۔ آج کے دن میری تلوار مجھے فرار سے روکتی ہے جو کہ سر کو کاٹ ڈالنے والی ہے جو کہ ناکام نہیں ہے۔

کچھ دیگر اشعار بھی ذکر کئے گئے ان میں سے آخری شعر ہے :

عـبـد الـحـجـارة من سفاهة عقله　　　وعـبـدت رب مـحـمـد بـصـواب

اس کافر نے اپنی عقل کی حماقت و خرابی کی وجہ سے پتھر کی عبادت کی جبکہ میں درست اور بجا طور پر ربّ محمد کی عبادت کی ہے۔

اس کے بعد حضرت علی متوجہ ہوئے رسول اللہ کی طرف حالانکہ آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ عمر بن خطاب نے کہا آپ نے اس کی زرہ کیوں نہ کھینچ لی اس لئے کہ پورے عرب میں اس سے بہتر کسی کی زرہ نہیں ہے۔ حضرت علی کہنے لگے کہ میں نے اس پر وار کیا تو اس نے مجھ سے اپنا بچاؤ اپنے سامان کے ساتھ کیا تھا۔ لہٰذا مجھے شرم آئی ہے ابن چچازاد سے کہ میں اس سیسا مان نوچ لوں۔ اور ان کے گھڑ سواروں کی جماعت شکست کھا کر نکل گئی، حتیٰ کہ خندق سے نکال دیئے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۶۔۱۰۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر بن احمد اصفہانی نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن زید نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خندق والے دن عورتوں کے ساتھ ٹیلوں پر مقرر کیا گیا تھا یعنی محافظ کے طور پر اور میرے ساتھ عمرو بن ابوسلمہ بھی تھے، وہ میرے نیچے جھک جاتے تھے۔ میں ان کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کی طرف دیکھا کرتا کہ وہ کیسے لڑ رہے ہیں پھر میں نیچے ہو جاتا اور وہ میری پیٹھ پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کا قتال دیکھتے۔

چنانچہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ کبھی یہاں سے حملہ کرتے تو کبھی وہاں سے۔ وہ جس چیز کی ضرورت سمجھتے اُٹھانے کی وہ اس کے پاس آ جاتی۔ جب شام ہوئی اور وہ ہمارے پاس ہماری پناہ گاہ میں آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ ابا جان میں نے آپ کو بڑی گرم جوشی دکھاتے ہوئے دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا واقعی اے بیٹے تم نے یہ دیکھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ آج رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع کر کے کہا تھا فدا لك ابی و امی میرے ماں باپ تیرے لئے قربان۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۷۔۱۰۸)

کافروں کے نہ وجود میں کوئی چیز ہے نہ ہی اس کی قیمت میں

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو حجاج بن منہال نے اور سلیمان بن حارث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو عفان نے، وہ سب کہتے ہیں کہ ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو حجاج نے اور ابن عبدان کی ایک روایت میں ہے حجاج سے ان نے حکم سے، اس نے مقیم سے، اس نے ابن عباس سے کہ مشرکین میں سے ایک آدمی جنگ احزاب والے دن مارا گیا تھا، مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کی میت ہمارے پاس بھیج دیں ہم انہیں بارہ ہزار دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی چیز و بھلائی نہیں ہے نہ اس کے وجود میں نہ ہی اس کی رقم میں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن سہل نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ جنگ خندق والے دن بنوحارثہ کے قلعے میں محفوظ تھیں۔ وہ مدینے کے قلعوں میں سب سے زیادہ محفوظ قلعہ تھا اور اُم سعد بن معاذ قلعے میں ان کے ساتھ تھی۔ یہ واقعہ ان خواتین پر حجاب کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام جب خندق کی طرف روانہ ہونے لگے تھے تو آپ نے بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں محفوظ کر گئے تھے ان پر دشمن کے خوف کی وجہ سے۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ سعد بن معاذ وہاں سے گزرے۔ انہوں نے زرہ پہنی ہوئی تھی جو کہ چھوٹی تھی جس سے ان کے بازو نکلے ہوئے تھے اور تلوار ان کے ہاتھ میں تھی، آگ جلا رہی تھے (مطلب چمک رہی تھی)۔ وہ یہ شعر کہہ رہے تھے:

لبث قليلا فيشهد الهيجا حمل لا باس بالموت اذا حان الاجل

تھوڑی سی دیر ٹھہر جا وقت آیا چاہتا ہے۔ کوئی حرج نہیں کوئی ڈر نہیں موت کا جب اجل آ جائے۔

اُم سعد نے کہا تھا اے بیٹے مجاہدین کے ساتھ مل جایئے، اللہ کی قسم آپ پیچھے ہو گئے ہیں۔ سیدہ عائشہ نے کہا اے اُم سعد میں چاہتی ہوں کہ سعد کی زرہ زیادہ مکمل ہوتی یعنی پوری ہوتی اس زرہ سے تو بہتر ہوتا وہ اس کو تیر لگنے سے ڈر رہی تھیں۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت سعد کو عاصم بن عمر حبان بن قیس بن عرقہ نے تیر مارا تھا جس سے ان کی رگ اکحل (بازو کی رگ) کٹ گئی تھی۔ جب ان کو تیر لگ گیا تو اس نے کہا تھا کہ لے لو تم اس کو مجھ سے میں ابن عرقہ ہوں وہ بنو عامر بن لؤی میں سے ایک تھا۔ تو حضرت سعد نے کہا تھا اللہ اس کے چہرے کو آگ میں غرق آلود کرے۔

اے اللہ! اگر آپ نے اس جنگ میں قریش کو کچھ باقی چھوڑا تو مجھے ان کے لئے باقی رکھنا۔ بے شک مجھے کسی قوم کے ساتھ اس قدر جہاد کرنا محبوب نہیں جتنا اس قوم کے ساتھ جہاد محبوب ہے جنہوں نے تیرے رسول کو ایذا پہنچائی ہے اور اس کی تکذیب کی ہے اور اس کو اس کے شہر سے نکالا ہے۔ اور اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان رکھ دیا ہے (ختم کر دیا ہے) تو اس جنگ کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ اور مجھے موت نہ دے تا کہ بنو قریظہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لوں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۰۔۱۸۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے اس تحقیق نے حدیث بیان کی ہے میں جس کو جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا۔ اس نے عبیداللہ بن کعب بن مالک سے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت سعد کو جو تیر لگا تھا اس دن وہ ابو اسامہ جشمی نے مارا تھا جو کہ بنو مخزومی کے حلیف تھے۔ انہوں نے اس بارے میں شعر کہے تھے ان کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ صفیہ بنت عبدالمطلب حسا بن ثابت کے قلعے میں (حفاظت) تھی اور حضرت حسان ہم لوگوں کے ساتھ تھے۔ عورتوں اور بچوں کے ساتھ جس جگہ نبی کریم ﷺ نے خندق کھودی تھی۔ صفیہ کہتی ہیں کہ ایک یہودی آدمی گزرا وہ قلعہ یا حفاظت گاہ کے گرد چکر لگانے لگا۔ تحقیق محاربہ کی تھا بنو قریظہ نے اور ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو کچھ تھا انہوں نے کاٹ دیا۔ لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی ایک بس نہ رہا جو ہمارا اس سے دفاع کرتا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان اپنے دشمن کے سینے پر تھے۔ وہ ان کو چھوڑ کر ہماری طرف بھی نہیں لوٹ سکتے تھے۔

اچانک ہمارے پاس کوئی آنے والا آیا تو حسان سے کہا یہ یہودی ہے جو ہمارے خیمے کے گرد گھوم رہا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہو۔ میں بے خوف نہیں ہوں (یعنی مجھے ڈر ہے کہ جا کر اپنے پیچھے یہودیوں کو ہماری کمزوری کی خبر نہ دے۔ جبکہ رسول اللہ اور آپ کے اصحاب مصروف ہیں، ہمارے پاس آنے سے مجبور ہیں۔ آپ اُتر کر اس کی طرف جائیں اور اسے قتل کر دیں۔ حسان نے کہا اللہ تجھے معاف کرے اے عبدالمطلب کی بیٹی، اللہ کی قسم آپ جانتی ہیں کہ مجھے اس چیز کا اختیار نہیں ہے۔

صفیہ نے کہا جب حسان نے یہ بات کہی تو میں نے اپنے وسط میں سے خود کو گھر کے ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ اس کے بعد اسی کے سہارے میں نیچے اس کی طرف اُتر گئی۔ پس میں نے اس کو ستون کے ساتھ مار کر قتل کر دیا۔ پھر میں قلعے کی طرف لوٹ آئی، پھر میں نے اس نے سوچا کہ حسان نیچے اُترا اور اس کا سامان لوٹ لے مجھے کوئی چیز مانع نہیں تھی اس کا سامان لوٹنے سے مگر یہی کہ وہ آدمی ہے، میں نے کہا اے بنت عبدالمطلب مجھے اس کا سامان لوٹنے کی کوئی حاجت بھی نہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۲۔۱۸۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۰۹،۳۸)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفیہ بنت عبدالمطلب سے اسی کی مثل۔ اور اس نے اس میں سے زیادہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ پہلی عورت ہے جس نے ایک مشرک آدمی کو قتل کیا۔

حضور ﷺ کا مشرکین اور یہودیوں کے لئے بددعا کرنا کہ اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھردے

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رود باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن عمر نے بن شوذب مقری نے واسطی نے واسط میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن ایوب نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، اس نے شعبہ سے، اس نے حکم سے، اس نے یحییٰ بن جرار سے، اس نے حضرت علی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احزاب والے دن ایک راستے پر بیٹھے ہوئے تھے خندق کے راستوں میں سے۔ اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے مشغول کر دیا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔ یا یوں کہا تھا کہ ان کے پیٹوں کو۔ یہ الفاظ ہیں حدیث رود باری کے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے۔ (مسلم کتاب المساجد۔ حدیث ۲۰۴ ص ۱/۴۳۷)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابوسامہ نے، ان کو عبداللہ بن بکیر نے، ان کو ہشام بن ابوعبداللہ نے یحییٰ بن ابوکثیر سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ عمر بن خطاب یوم الخندق میں جب سورج غروب ہو گیا تھا اس کے بعد قریش کے کفار کو گالیاں دے رہے تھے اور کہا کہ یارسول اللہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے لگا ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے بھی نہیں پڑھی ابھی تک۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ اُترا۔ میرا خیال ہے کہ کہا تھا بطحاب کی طرف (مدینہ میں وادی تھی)۔ آپ نے نماز کا وضو کیا۔ ہم لوگوں نے بھی وضو کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھی سورج کے غروب ہونے کے بعد۔ اس کے بعد آپ نے مغرب پڑھی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ہشام دستوائی سے۔

(بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ۔ مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ حدیث ۲۰۹ ص ۱/۴۳۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حامد بن ابوحامد مقری نے، ان کو اسحاق بن سلیمان رازی نے، ان کو ابن ابوذائب نے مقبری سے، اس نے عبدالرحمن بن ابوسعید خدری سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ خندق والے دن محبوس ہو گئے تھے ظہر عصر مغرب اور عشاء سے، حتیٰ کہ ہماری طرف اس بات کی کفایت کی گئی۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری :

وكفى الله المؤمنين القتال وكان الله قويا عزيزا ۔

اللہ کی کفایت کی مؤمنو کو قتال سے، اللہ تعالیٰ قوی ہے غالب ہے۔

رسول اللہ اُٹھے، بلال سے کہا اس نے اقامت کہی پھر آپ نے ظہر پڑھائی۔ جیسے پہلے پڑھتے رہتے تھے، پھر اس نے اقامت کہی پھر آپ نے عصر پڑھائی جیسے پہلے اس کو پڑھتے رہتے تھے پھر اس نے مغرب کی اقامت کہی پھر آپ نے مغرب پڑھائی جیسے پہلے پڑھتے رہتے تھے۔ پھر آپ نے عشاء کی اقامت کہی پھر آپ نے عشاء پڑھائی جیسے اس کو پہلے پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہوا تھا۔ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۔ (بقرہ : ۲۳۹)

رسول اللہ ﷺ کی سیاسی تدبیر اور نُعَیم بن مسعود کی کوشش سے کفار ومشرکین اور یہود کا اتحاد پارہ پارہ ہوا

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالله حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں لوگ ابھی تک حالت خوف میں تھے۔ نعیم بن مسعود اشجعی اچانک رسول اللہ کے پاس آئے، ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ نعیم بن مسعود اشجعی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ بے شک میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میرے بارے میں قوم میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے۔ آپ مجھے اپنی بات کا حکم دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ آپ ہمارے اندر ایک آدمی ہے۔ پس رسوا کر ہماری طرف جس قدر تو استطاعت رکھتا ہے سواء اس کے نہیں کہ جنگ تو ایک دھوکہ ہوتی ہے۔ مگر وہ ہمارے لئے کھڑے نہیں ہو سکیں گے اور نہ ہی ہمارے ساتھ جنگ پر ٹھہر سکیں گے۔

لہٰذا نُعیم بن مسعود واپس چلے گئے حتیٰ کہ وہ بنو قریظہ کے پاس آیا اور ان سے کہا اے قریظہ کی جماعت کیونکہ وہ جاہلیت میں ان لوگوں کا دوست تھا۔ میں تمہارا دوست ہوں اور رفیق ہوں تم اس حقیقت کو خوب جانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اللہ کی قسم تم لوگ قریظہ والے، قریش اور غطفان محمد ﷺ کے لئے ایک مقام اور مرتبے کے حامل نہیں ہو بے شک یہ شہر تمہارا شہر ہے اس میں تمہارا مال ہے اس میں تمہارے بیوی بچے ہیں تمہاری عورتیں ہیں جبکہ قریش اور غطفان کے شہر الگ ہیں تم سے، وہ اپنے شہروں سے آ کر تمہارے پاس اُترے ہیں (آج ہیں کل نہیں ہوں گے) اگر انہوں نے فرصت دیکھی تو فرصت کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اُٹھائیں گے اور اگر انہوں نے موقع نہ سمجھا تو وہ اپنے اپنے شہروں میں لوٹ جائیں گے اپنے مالوں میں اور اپنی عورتوں میں اپنی اولادوں میں اور تمہارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان علیحدگی چھوڑ جائیں گے۔ پھر تمہیں اس کے ساتھ مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی۔

لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اگر وہ لوگ یہ کام کریں بھی تو تم لوگ ان کے ساتھ مل کر ایسے ہی نہ لڑو بلکہ تم لوگ ان کے شرفاء میں سے کسی کو بطور رہن زرضمانت اپنے پاس رکھو جس کے ذریعے تم ان سے عہد و پیمان کرو کہ وہ واپس نہیں ہٹیں گے حتیٰ کہ محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کریں گے۔ بنو قریظہ والوں نے اس سے کہا کہ واقعی آپ نے ہمیں صحیح کا مشورہ دیا ہے اور بڑی خیر خواہی کی ہے۔

(یہاں سے اپنا کام کرنے کے بعد) قریش کے پاس گئے۔ لہٰذا ابوسفیان کے پاس اور اشراف قریش کے پاس پہنچے اور کہنے لگے اے قریش کی جماعت! بے شک تم اچھی طرح جانتے ہو مجھے بھی اور اپنے آپ کو بھی اور میرے دور ہونے جدا رہنے کو۔ محمد سے بھی اور اس کے دین سے بھی۔ میں تمہارے پاس ایک نصیحت اور خیر خواہی لے کر آیا ہوں بشرطیکہ تم اس کو مجھ پر ہی چھپا دینا کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تم ایسے ہی کریں گے۔ آپ ہمارے نزدیک مشکوک اور تہمت زدہ تو نہیں ہو۔

اس نے کہا تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ بنو قریظہ یہودی ہیں، وہ لوگ نادم ہیں اس پر کہ جو کچھ وہ کر بیٹھے ہیں اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان۔ لہٰذا انہوں نے پیغام بھیجا ہے محمد (ﷺ) کے پاس کہ کیا آپ اس طرح سے ہم سے راضی نہیں ہوں گے کہ ہم قوم قریش سے رہن اور زرضمانت اس کے اشراف میں سے کچھ لوگوں کو لے لیتے ہیں اور ہم ان لوگوں کو آپ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہم لوگ (مل کر) ان کی گردنیں ماریں گے۔ اس بعد ہم لوگ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ ان کے خلاف آپ ان کو اپنے شہروں سے نکال دینا۔ کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ محمد ﷺ نے یہود کی یہ تجویز مان لی ہے۔ اب آپ لوگ ہوشیار ہو جائیے۔ اگر یہودی تمہارے پاس پیغام بھیج کر تمہارے جوانوں میں سے کچھ افراد مانگیں تو ان کو ایک بھی آدمی نہیں دینا اور بچ کر رہنا۔

اس کے بعد نُعیم بن مسعود بنوغطفان کے پاس گیا اور ان کو جا کر کہا، اے بنوغطفان! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں غطفان ہوں اور تم لوگوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ اس نے ان سے کہا جیسے اس نے قریش کے اس قبیلے سے کہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا، یہ ہفتے کا دن تھا شوال ۵ھ اللہ نے اس دن کو اپنے رسول کے حق میں بنا دیا تھا۔

ابوسفیان نے عکرمہ بن ابوجہل کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ یہودیوں کے پاس بھیجا کہ ابوسفیان تم لوگوں سے کہتے ہیں کہ گھوڑے اور اُونٹ مر رہے ہیں ہم لوگ رکنے اور ٹھہرنے کی جگہ پر نہیں ہیں یعنی زیادہ دیر ٹھہرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ لہٰذا تم لوگ باہر نکلو قلعوں سے محمد (ﷺ) کی طرف ہم اور تم لوگ مل کر اس سے لڑتے ہیں۔ ان لوگوں نے جواب بھیجا کہ ہفتے کے دن ہم لوگ کوئی بھی ایسا کام نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم لوگ ایسے تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں کے ساتھ نہیں لڑیں گے جب تک تم لوگ ہمیں اپنے کچھ مردوں کو ہمارے پاس رہن نہ رکھ دو یعنی بطور ز رضمانت آدمی جمع کروائیں۔ ہم ان کے ساتھ عہد و میثاق پکا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے جاؤ اور ہم اکیلے محمد (ﷺ) سے لڑتے رہیں۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم اسی بات سے تو نے ہمیں ڈرایا تھا۔

لہٰذا ابوسفیان نے دوبارہ یہودیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ اپنا ایک بھی آدمی تمہارے حوالے نہیں کریں گے اگر تم چاہو تو لڑائی کے لئے نکلو چاہو تو بیٹھے رہو۔ لہٰذا یہودیوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہی بات تو ہم لوگوں کو نعیم بن مسعود نے بتائی تھی کہ وہ لوگ مسلمانوں سے نہیں لڑیں گے اگر فرصت ملے گی تو اس کو غنیمت سمجھ کر کچھ کریں گے ورنہ واپس چلے جائیں گے اپنے شہر کی طرف اور ہمیں محمد (ﷺ) کے مقابلے میں اکیلا چھوڑ جائیں گے۔ لہٰذا یہودیوں نے پیغام بھیجا کہ اللہ کی قسم ہم تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے نہیں لڑیں گے جب تک کہ تم ہمارے پاس آدمی رہن کے طور پر جمع نہ کرا دو۔ ابوسفیان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

ادھر اللہ نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں پر شدید ہوا کا جھکڑ چلا دیا اور غطفان پر، اور ہوا کا یہ لشکر جس کو اللہ نے بھیجا تھا، لہٰذا اللہ نے ان کو رسوا کر دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۳۔۱۸۵)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن اومان نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ نُعیم بن مسعود افواہیں یا ادھر اُدھر کی باتیں پھیلانے والا آدمی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ بے شک یہودیوں نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ اگر آپ ہم سے اس طرح راضی ہو جائیں تو ہم ایسا کر لیتے ہیں کہ آپ بطور رہن کے کچھ آدمی قریش کے اور غطفان کے لے لیں ان کے شرفاء میں سے تو وہ ہم آپ کو دے دیں گے آپ ان کو قتل کر دینا۔

وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے اُٹھا اور ان لوگوں کے پاس گیا۔ ان کو اس بات کی خبر دی جب نُعیم پیچھے کو لوٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ درحقیقت دھوکہ دے کر جیتی جاتی ہے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ مسلم کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۸ ص ۱۳۶۲)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد مصری نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح زعفرانی نے، ان کو ابومعاویہ ضریر نے، ان کو اعمش نے مسعود بن مالک سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

نُصِرتُ بِالصَّبَا وَاُهلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ۔

مشرق کی طرف سے مسلسل چلنے والی ہوا کے ساتھ میری مدد کی گئی تھی اور جب قوم عاد اس کے مقابل سے یعنی مغرب سے چلنے والی تیز و تند ہوا کے ساتھ ہلاک کی گئی تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابومعاویہ سے۔ (مسلم کتاب الاستقاء۔ حدیث ۱۷ ص ۶۱۷)

اور بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث مجاہد سے اس نے ابن عباس سے۔

(بخاری کتاب الاستقاء۔ باب قول النبی ﷺ نصرت بالصباء۔ مسلم کتاب صلوٰۃ الاستقاء۔ حدیث ۱۷ ص ۶۱۷)

(۱۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابونجیاح سے، اس نے مجاہد سے، اللہ کے اس کے اس فرمان کے بارے میں :

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

فرمایا کہ اس سے مراد باد صبا ہے جو مشرقی ہوا جو یوم خندق میں چلائی گئی تھی۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۴۴)

یہاں تک کہ ان کی ہنڈیا اُلٹ دی تھیں اور اس ہوا نے ان کے خیمے اُکھاڑ پھینکے تھے۔ اور

وَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا ۔

اس سے مراد فرشتے ہیں۔ فرمایا کہ مگر ملائکہ نے اس دن قتال نہیں کیا تھا۔

باب ۷۰

حضور ﷺ کا حضرت حذیفہ بن یمان کو مشرکین کے لشکر کے پاس بھیجنا

اور ان کے لئے آثار نبوت کا ظہور ہونا اور مشرکین پر اس رات بھر ہوا کا چلنا اور لشکر کا آنا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کے قول کی تصدیق کرنا اس بارے میں جو حضور ﷺ نے اس سے وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا قید ہونے سے اور سردی لگنے سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابراہیم تیمی سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حذیفہ بن یمان کے ہاں تھے تو ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پالیا تو میں ان کے ساتھ مل کر قتال کروں گا اور آپ کی نصرت میں مبالغہ کروں گا یعنی خوب ان کی اور اصحاب کی نصرت کروں گا۔ چنانچہ حذیفہ نے اس سے کہا کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟

البتہ تحقیق میں نے خود کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ احزاب والی رات، اس رات کے اندر جو شدید ہوا والی رات تھی اور شدید سردی میں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو قوم کی خبر لے کر آئے یعنی مشرکین کی رپورٹ لے کر آئے، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ ہم لوگ خاموش ہوگئے، ہم میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پھر دوسری بار آپ نے فرمایا، پھر تیسری بار اسی طرح فرمایا۔ پھر فرمانے لگے اے حذیفہ! آپ جائیے، ہمارے پاس ان لوگوں (کفار و مشرکین) کی خبر لے آئیے۔ لہٰذا جب آپ ﷺ نے مجھے میرے نام کے ساتھ مخصوص کر کے فرمایا تو میں نے اس کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔ مگر آپ نے فرمایا جائیے میرے پاس قوم کی خبر لے کر آؤ، لیکن ان کو محمد پر تحریک نہ دینا، مطلب ہے کہ تم پکڑے نہ جانا کیونکہ اگر تم پکڑے گئے تو اس کا نقصان ہمیں اُٹھانا پڑے گا کیونکہ تم ہمارے نمائندہ اور رفیق ہو۔

کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوگیا۔ ایسے لگا جیسے میں حمام (گرم غسل خانے میں) چل رہا ہوں (یعنی مجھے وہ سردی محسوس ہی نہ ہوئی)۔ لوگ جس سردی سے پریشان تھے اور نہ ہی اس شدید ہوا سے مجھے کچھ سردی لگی بلکہ مجھے نبی کریم ﷺ کی اجابت کرنے کی برکت سے اللہ نے سب چیز سے عافیت دے دی۔ میں ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا اس وقت ابوسفیان اپنی پیٹھ سینک رہا تھا آگ کے ساتھ۔ میں نے اپنا تیر اپنی کمان کے جگر میں رکھا اور میں نے چاہا کہ میں اس کو ماردوں مگر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آ گئی کہ تم ان کو میرے خلاف موقع نہ دینا اگر میں اس کو تیر ماردیتا تو میں اس کا کام تمام کردیتا۔

کہتے ہیں کہ میں واپس لوٹ آیا ایسے جیسے میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا، بعد میں مجھے سردی محسوس ہوئی جب میں فارغ ہوگیا اور ٹھنڈا ہوگیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی وہ اضافی جیکٹ پہنائی جو آپ کے جسم اقدس پر تھی جس میں آپ نماز پڑھتے تھے۔ لہٰذا میں صبح تک سوتا رہ گیا۔ جب میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھ جا، اے بہت نیند کرنے والے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے اور اسحاق بن ابراہیم سے۔ (مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۹۹ ص ۱۴۱۴)

رسول اللہ کی دعا سے سردی کا نہ لگنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبداللہ طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم بن دکین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن عبداللہ بن ابوبردہ نے موسیٰ بن ابوالمختار سے، اس نے بلال عیسیٰ سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، یہ کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے ادھر اُدھر ہوگئے تھے جنگ احزاب والی رات میں، ان کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں سردی کی وجہ سے گھٹنے سکیڑے بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا اُٹھئے اے ابن یمان۔ آپ احزاب کے لشکر کی طرف جایئے اور جا کر ان کا حال دیکھئے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہیں کھڑا ہوا آپ کے آگے مگر آپ سے حیا کرتے ہوئے سردی کی وجہ سے جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا، اے ابن ایمان چلئے تمہارے اُوپر کوئی خطرہ نہیں ہے نہ گرمی کا نہ سردی کا۔ یہاں تک کہ آپ واپس میرے پاس آ جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ میں ان کے لشکر کی طرف گیا، میں نے دیکھا کہ ابوسفیان آگ جلائے بیٹھا ہے اور اس کے گرد ایک جماعت ہے اور احزاب (جماعتیں اور لوگ) اس سے تتر بتر ہوگئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں ان میں جا کر بیٹھ گیا۔ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے محسوس کرلیا کہ ان میں کوئی غیر آدمی داخل ہوا ہے، لہٰذا اس نے کہا تم میں سے ہر شخص اپنے برابر میں بیٹھے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ کر رکھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جلدی سے اپنا دایاں ہاتھ دائیں طرف والے پر مار کر اس کا ہاتھ تھام لیا اور بایاں ہاتھ بائیں طرف والے پر مار کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ میں کچھ دیر اسی طرح ان کے پاس بیٹھا رہا اس کے بعد میں اُٹھا اور چپ چاپ وہاں سے نکل آیا اور میں رسول اللہ کے پاس آ گیا۔ حضور کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے قریب ہونے کا اشارہ کیا، میں قریب ہوگیا پھر دوبارہ انہوں نے اور قریب ہونے کا اشارہ کیا میں اور قریب ہوگیا، حتیٰ کہ حضور ﷺ نے میرے اُوپر وہ کپڑا ڈالا جو حضور ﷺ کے جسم اطہر پر تھا جس میں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابن ایمان بیٹھئے کیا خبر ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ لوگ ابوسفیان کے ہاں سے بھاگ گئے ہیں، یعنی اس کو چھوڑ کر منتشر ہوگئے ہیں کوئی باقی نہیں رہا سوائے ایک گروہ کے جو کہ دس بارہ آدمیوں پر مشتمل ہے جو کہ آگ جلائے بیٹھے ہیں ابوسفیان انہیں میں بیٹھا ہے۔ اللہ نے اس پر سردی انڈیل دی ہے جیسے اس نے ہمارے اُوپر انڈیلی تھی۔ لیکن ہم اللہ سے اس چیز کی امید رکھتے ہیں جس کی امید وہ نہیں رکھتا۔ (مستدرک حاکم ۳۱/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حاتم دار بردی نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ برتی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوحذیفہ نے، ان کو عکرمہ بن عمار محمد بن عبید ابوقدرحہ حنفی نے

عبدالعزیز بن رضی حذیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی خلوت کا ذکر کیا ہے، اس کے رفقاء نے کہا خبردار اللہ کی قسم اگر ہم ان میں حاضر ہوتے تو ہم ایسا کرتے ایسا کرتے۔ حذیفہ نے کہا اس کی تمنا نہ کرو میں نے اپنے آپ کو احزاب والی رات دیکھا تھا کہ ہم لوگ صف باندھ کر بیٹھے ہوئے تھے ابوسفیان اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے احزاب میں سے، وہ ہمارے اُوپر تھے اور بنو قریظہ کے یہودی ہم سے نیچے کی جانب تھے۔ ہم اپنی اولادوں پر ان سے ڈرتے تھے ہمارے اُوپر ایسی کوئی رات نہیں آئی تھی مگر شدید اندھیری تھی اور نہ ایک زیادہ شدید باعتبار ہوا کے، اس کی ہوا کی آوازیں، بجلی کی کڑک کی مثل تھیں اور ان میں سخت اندھیرہ تھا، اس قدر کہ ہم میں سے کوئی آدمی اپنی اُنگلی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

منافق قسم کے لوگ نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں حالانکہ وہ خطرے میں نہیں تھے۔ جس نے بھی ان میں سے اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی، آپ ان کو اجازت دیتے تھے اور وہ کھسک جاتے تھے ہم لوگ تین سو کے لگ بھگ تھے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے آئے ایک ایک آدمی کے پاس یہاں تک کہ میرے پاس سے گزرے جبکہ میرے اُوپر دشمن سے بچنے کے لئے کوئی ڈھال وغیرہ نہیں تھی۔ اور نہ ہی سردی سے بچنے کے لئے کوئی شئ۔ مگر میری بیوی کی ایک چادر تھی وہ بھی میرے گھٹنوں سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ حضور ﷺ میرے پاس پہنچے تو میں اپنے گھٹنوں کے اُوپر دوزانوں بیٹھا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ میں حذیفہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ حذیفہ؟

کہتے ہیں کہ میں اور سکڑ کر زمین سے قریب ہوگیا مگر میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ! اس لئے کہ میں موسم کی وجہ سے اُٹھنا پسند نہیں کررہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ قوم مشرکین میں کوئی خیر کی بات ہونے والی ہے تم جاؤ کوئی خبر میرے پاس لے کر آؤ قوم کی۔ کہنے لگے کہ میں سب لوگوں سے زیادہ ڈرپوک تھا اور مجھے سردی بھی سب سے زیادہ لگتی تھی۔ لہٰذا میں نکل گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا:

اللّٰھم احفظه من بين يديه ۔ ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله ومن فوقه ومن تحته ۔

اے اللہ! اپنے سامنے اس کی حفاظت فرما، اس کے آگے سے اور اس کے پیچھے سے، اس کے دائیں سے اور اس کے بائیں سے اور اس کے اُوپر سے اور اس کے نیچے سے۔

کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اللہ نے نہ پیدا کیا کوئی خوف میرے دل میں اور نہ ہی کوئی سردی، مگر سب کچھ خوف وغیرہ میرے دل سے نکل گیا کچھ بھی اس میں سے میں نے نہ پایا۔

کہتے ہیں جب واپس لوٹنے لگا تو آپ نے فرمایا حذیفہ کہ ان لوگوں کو کوئی بات یہاں کی نہ بتانا واپس آنے تک بھی۔ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا، حتیٰ کہ میں قوم کے لشکر کے قریب ہوا۔ میں نے آگ کی روشنی میں جو انہوں نے جلائی ہوئی تھی۔ ایک موٹا کالا آدمی اپنے آگ پر گرم کر کے اپنی کوکھ پر پھیر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کوچ کرو کوچ کرو یہاں سے۔ میں نے اس سے قبل ابوسفیان کو نہیں پہچانا تھا۔ میں نے اپنی ترکش سے تیر نکالا سفید پروں والا، اسے میں نے کمان کے جگر پر رکھا تا کہ میں آگ کی روشنی میں اس پر تیر چلادوں، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آ گئی کہ کوئی بات نہ کرنا میرے پاس واپس آنے تک، پھر میں رُک گیا اور میں نے اپنا تیر واپس نکال لیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو شجاعت دی، دل کو مضبوط کر کے ان کی لشکر گاہ میں داخل ہوگیا۔ وہاں پر میرے قریب جو لوگ تھے وہ بنو عامر کے لوگ تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اے آل عامر کوچ کرو کوچ کرو نکل چلو تمہارے ٹھہرنے کی اب جگہ نہیں ہے اور لشکر کو شدید ہوا نے گھیر لیا تھا جو کہ ان کے لشکر سے ایک بالشت بھر آگے نہ بڑھتی تھی۔

اللہ کی قسم میں نے ان کے سامان پر شدید ہوا سے پتھروں کے گرنے کی آواز خود سُنی تھی۔ ہوا نے ان کو پریشان کر دیا تھا وہ ان کو پتھر مار رہی تھی، پھر میں یہ کوچ والی خبر سُن کر واپس حضور ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔ جب آدھا راستہ طے ہوگیا اس کے قریب قریب میں نے تقریباً

بیس گھڑسوار دیکھے جو رات کے اندھیرے میں جارہے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ تم اپنے صاحب کو خبر دے دینا کہ اللہ نے اس کے لئے (کفار و مشرک) قوم سے کفایت کردی ہے (یعنی اللہ نے حضور ﷺ کی طرف سے خود ہی ان سے نمٹ لیا ہے)۔

وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آیا۔آپ چادر لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔اللہ کی قسم جیسے میں لوٹا تو میرے پاس سردی بھی لوٹ آئی۔لہٰذا میں سردی سے تھر تھر کانپنے لگا۔حضور ﷺ نے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کیا،آپ نماز پڑھ رہے تھے میں ان کے قریب ہو گیا۔لہٰذا آپ نے اپنی وہ چادر مجھ پر لٹکادی اور نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ کو امر مشکل آن پڑتا تو آپ نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ میں نے حضور کو ان لوگوں کی خبر سُنائی اور میں نے بتایا کہ میں ان کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ کوچ کر رہے تھے۔اللہ نے آیت اُتاری :

یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمة اللّٰہ علیکم اذجآء تکم حنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۹)

اے اہل ایمان! اللہ کی نعمت یاد کرو تمہارے اُوپر جب تمہارے پاس میں لشکر آن پہنچے تھے ہم نے ان پر شدید ہوا بھیج دی تھی اور لشکر بھی جس کو تم لوگ نہیں دیکھ رہے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۱۴۔۱۱۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی ابراہیم بن معاویہ نیشاپوری نے، ان کو محمد بن مسلم بن وارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قید نہ کر دیا جاؤں۔آپ نے فرمایا کہ نہیں تم قید کئے جاؤ گے۔ میں نے کہا آپ مجھے حکم فرما دیجئے جو کچھ آپ چاہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور لوگوں میں داخل ہو جاؤ اور قریش کے پاس جا کر کہو، اے قریش کی جماعت حقیقت یہ ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ جب صبح ہو تو کہیں کہ کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہے لوگوں کی قیادت کرنے والے؟ کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ پھر تمہیں آگے کر دیں اور تم جنگ وقتال سے دوچار ہو جاؤ۔اور تمہارے اندر قتل واقع ہو جائیں۔ پھر بنو کنانہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ حقیقت اس طرح ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ بنو کنانہ کہ جب صبح ہو تو لوگ کہیں بنو کنانہ کہاں ہے؟

کہاں ہیں ماہر تیرانداز؟ مگر وہ تمہیں گم پائیں؟ تم جنگ میں جھونک دیئے جاؤ پھر تمہارے اندر قتل ہوں۔اس کے بعد بنو قیس کے پاس جاؤ اور جا کر کہو، اے قیس کی جماعت لوگ چاہتے ہیں کہ جب صبح ہو تو وہ یوں کہیں کہاں ہیں بنو قیس؟ کہاں ہے گھوڑوں کی پشت سے لگے رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ پھر وہ تمہیں آگے کر دیں اور جنگ وقتال میں لگ جاؤ اور تمہارے اندر قتل ہوں۔اپنے ہتھیار کو استعمال بالکل نہ کرنا یہاں تک کہ تم میرے پاس آ جاؤ اور مجھے دیکھ لو۔

لہٰذا میں چل پڑا میں ان لوگوں میں داخل ہو گیا، میں نے بھی جا کر ان کے ساتھ آگ سینکنا شروع کر دی ان کے آگ کے الاؤ پر اور میں نے باتیں بھی پھیلانا شروع کر دیں جن کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، حتیٰ کہ جب سحر قریب ہو گیا تو ابو سفیان کھڑا ہو گیا۔اس نے لات اور عزّیٰ کی پکار کی ان کی دہائی دی اور خوب شرک کیا۔ پھر کہا کہ کوئی آدمی دیکھے محمد بن یزید بن اسنان رکھاوی کو۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد بن خالد نے علقمہ بن مرشد سے، اس نے عمران بن سریع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ بن یمان کے ساتھ تھے۔اس نے طویل حدیث ذکر کی تھی اور اس میں اس نے نبی کریم ﷺ کی دعا بھی ذکر کہ نہ حفاظت کی۔اور ذکر کیا کہ علقمہ بن عُلاثہ نے آواز لگائی، اے عامر بے شک ہو، اس نے مجھ سے لڑائی کی ہے اور میں پیٹھ کے بل ہوں ان لوگوں کو سخت ہوا نے پکڑ لیا تھا اور اس کے اصحاب نے چیخ ماری۔ ابو سفیان نے جب یہ حالت دیکھی تو ان لوگوں کو حکم دیا کہ بس وہ سامان لاد دیں۔ان لوگوں نے سامان لادا جیسے وہ سامان تیار کر رہے تھے تو ویسے ہوا ان پر غالب آ رہی تھی ان کے بعض سامان پر۔

لہٰذا علقمہ بن مرثد نے کہا عطیہ کا بلی سے، وہ کہتے ہیں کہ حدیث میں یہ بات بھی تھی کہ جب حذیفہ واپس لوٹے تھے تو وہ حضور ﷺ کے اور مشرکین کے درمیانی مسافت میں اس کا گزر ایک گھوڑے کے پاس سے ہوا۔ اس لئے دو گھوڑے سوار نمودار ہوئے تھے۔ انہوں نے کہ تم اپنے صاحب (محمد ﷺ) کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان کو جا کر خبر دو کہ اللہ نے ان کی جان چھڑا دی ہے ان کفار و مشرکین سے لشکر کے سبب اور شدید ہوا کے سبب۔ پھر حذیفہ نے یہ آیت تلاوت کی :

فارسلنا علیھم ریحا و جنودًا لم تروھا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

اسی طرح ہمیں خبر دی محمد بن یزید نے اس میں جو اس نے حدیث پہنچائی ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن سعد سے، اس نے زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے کہا، اے حذیفہ ہم لوگ اللہ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ سے تمہاری صحبت کی شکایت کریں گے۔ آپ لوگوں نے ان کو پالیا تھا جبکہ ہم نے ان کو نہیں پایا، نہ ہی ہم نے ان کو دیکھا۔ حضرت حذیفہ نے جواب میں کہا کہ ہم لوگ بھی اللہ کی بارگاہ میں شکایت کریں گے تمہاری کہ تم ان کے ساتھ ایمان لے آئے حالانکہ تم نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے اے بھتیجے اگر آپ ان کو پالیتے تو آپ کی کیفیت کیا ہوتی؟ آپ کیسے ہوتے؟

البتہ تحقیق ہم نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا تھا خندق والی رات جو سخت سردی کی رات والی رات تھی۔ حالانکہ ابو سفیان اور اس کے ہم نوا ایک میدان میں اُترے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے اس وقت فرمایا کونسا آدمی جاتا ہے وہ ہمارے لئے کفار کی خبر لے آئے، اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر فرمایا کہ کونسا جوان ہے جو چاہتا ہے جا کر ہمارے لئے کفار و مشرکین کی خبر لے آئے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کا رفیق بنائیں گے۔ اللہ کی قسم ہم لوگوں میں سے کوئی آدمی نہ اُٹھا سخت سردی کی وجہ سے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کونسا آدمی جو چاہتا ہے اور کفار و مشرکین کی خبر لے آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرا رفیق بنائیں گے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی نہ اُٹھا (اس ہدایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم رسول مُصطفیٰ نہیں بلکہ اختیاری تھا تا کہ صحابہ پر عدم اجابت رسول کا اعتراض نہ ہو جائے)۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے مشورہ دیا کہ آپ حذیفہ کو بھیج دیجئے۔ میں نے کہا کہ آپ کیوں کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ! میں نے عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ جائیں گے؟ میں نے کہ اللہ کی قسم مجھے پرواہ نہیں ہے کہ مجھے کوئی قتل کر دے۔ میرے پاس بیٹھا ہوا۔ میں پہنچ گیا تو میرے قریب ان لوگوں میں سے ایک آدمی تھا وہ آگ سینک رہا تھا میں نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس خوف سے کہ وہ مجھے نہ پکڑ لے۔ میں نے اس سے پاچھا کہ کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں نے کہا اچھا ہے۔

جب صبح ہوگئی تو اس نے آواز دی کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ ان لوگوں نے کہا کہ یہ رہے ہم موجود ہیں یہ وہی تو ہے جس کو ہم لوگ شام کو ساتھ لائے تھے۔ کہاں ہیں بنو کنانہ؟ کہاں ہیں تیر انداز؟ وہ بولے یہ رہے موجود ہیں۔ یہ وہ ہیں جو کل شام کو ہم ساتھ لائے تھے کہاں ہیں بنو قیس گھوڑوں پر پیٹھ سے لگے رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ وہ بولے ہم حاضر ہیں، یہ وہ ہیں جس کو کل ہم گذشتہ شام کو لائے تھے۔ پھر وہ ایک دوسرے کو بے یار و مددگار چھوڑ گئے الگ ہو گئے، ایک دوسرے کو رسوا کر دیا۔ اللہ نے ان پر شدید ہوا بھیجی کہ اس نے نہ ان کی کوئی دیوار چھوڑی مگر اس کو گرا دیا، نہ کوئی برتن چھوڑا مگر اسے اُلٹ دیا، حتیٰ کہ میں نے ابو سفیان کو دیکھا وہ بوکھلا کر چھلانگ لگا کر بیٹھے ہوئے پیروں، رسی سے بندھے ہوئے اُونٹ پر چڑھ بیٹھا اور اس کو اُٹھانے اور چلانے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ بے چارہ اُٹھ ہی نہ سکا۔

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں کوئی کاروائی نہ کروں اپنے ہتھیار کے ساتھ تو میں اس کو قریب سے تیر مار کر ہلاک کرسکتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آیا۔ میں حضور کو ابوسفیان کے بارے میں اُونٹ پر بیٹھنے والی خبر دے رہا تھا اور حضور ہنستے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے حضور ﷺ کے نوک والے دانت دیکھے۔

(دلائل ابی نعیم ۴۳۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۶۔۱۸۷۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۵۴۷۔۵۴۹)

باب ۷۱

نبی کریم ﷺ کا احزابِ کفار ومشرکین کے خلاف بددعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن ماتی سبیعی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے، ان کو عبداللہ بن ابوروفی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب (کفار ومشرکین ویہود) کے خلاف بددعا فرمائی تھی:

اللهم منزل الكتاب سريع الحساب هازم الاحزاب ۔ اللهم اهزمهم وزلزلهم ۔

اے اللہ! قرآن کو نازل کرنے والے، بہت جلد حساب لینے والے لشکروں کو شکست دینے والے اے اللہ! ان کو شکست دے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اسماعیل سے۔

(بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۰۶۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۲۱ ص ۱۳۶۳)

(۲) ہمیں خبردی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبردی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سعید نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ۔ اَعَزَّ جُنْدَهٗ ۔ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ ۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اسی نے اپنے لشکر کو غلبہ دیا اور اکیلا تمام گروہ پر غالب آیا۔ اس کے بعد کوئی شی باقی نہیں رہے گی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۱۴۔ فتح الباری ۷/۴۰۶)

☆☆☆

باب ۷۲

تمام احزاب کے چلے جانے کے بعد نبی کریم ﷺ کا فرمان

کہ اب ہم ان کفار ومشرکین کے ساتھ لڑیں گے، وہ ہم سے نہیں لڑ سکیں گے

لہٰذا حقیقت میں ایسا ہی ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد فضل قطان نے بغداد میں، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن عمر بن علی بن حرب طائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حزب نے، ان کو ابوداؤد حفری نے، ان کو سفیان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستومیہ نحوی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویوسف یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے اور قبیعہ نے، ان کو سفیان نے اسحاق سے، اس نے سلیمان بن صُرد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا جنگ احزاب والے دن اب کے بعد ہم ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہیں لڑ سکیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔ (بخاری ۴۸/۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عروہ دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن خالد وہبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے سلیمان بن صرد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب احزاب یعنی تمام گروہ ان سے چلے گئے تھے کہ اب ہم نے ان کے ساتھ جہاد کریں گے وہ ہم سے نہیں لڑ سکیں گے، ہم خود چل کر ان کی طرف جائیں گے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن آدم کی حدیث سے، اس نے اسرائیل سے۔ (بخاری ۴۸/۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، آپ نے فرمایا کہ جب خندق والے دن خندق سے واپس لوٹ گئے یعنی جن لوگوں سے دفاع کے لئے خندق کھودی گئی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا اس روایت کے مطابق جو ہم کو پہنچی تمہارے اس مسلسل کے بعد قریش ہرگز تم سے نہیں لڑنے آئیں گے بلکہ اب تم خود ان سے لڑنے جاؤ گے۔ لہٰذا حقیقتاً واقعی اور نفس الامری میں ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد قریش ان سے یعنی مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نہ آسکے۔ حضور ﷺ خود ہی اس کے بعد ان سے غزوہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے لئے مکہ فتح کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۰۶/۳)

☆☆☆

باب ۴۳

۱۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً۔

عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان دوستی اور محبت ڈال دے، جن سے تم دشمنی رکھتے ہو۔

۲۔ اور رسول اللہ ﷺ کا اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ عقد نکاح کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن خلف بن مرزبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن منصور رمادی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوزید عبدالرحمن بن محمد قاضی نے، ان کو ابوحامد احمد بن محمد بن بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن سوار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عیسیٰ بن یزید نے، ان کو حدیث بیان کی شبابہ نے، ان کو خارجہ بن مصعب نے کلبی سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں:

عسى الله ان يجعل بينكم و بين الذين عاديتم منهم مودة۔

عین ممکن کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان اُلفت ومحبت پیدا کردے جن سے تم دشمنی رکھتے ہو۔

ابن عباس نے فرمایا کہ وہ محبت ومودۃ وہ تھی جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کردی تھی وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا عقد نکاح کردینا تھا۔ (تفسیر قرطبی ۵۸/۱۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۴۳/۴)

لہٰذا وہ اُم المؤمنین بن گئیں۔

وصار معاوية خال المؤمنين۔

اور حضرت معاویہ مسلمانوں کے ماموں بن گئے۔

اور کلبی کی روایت میں اسی طرح ہے۔ اور ہمارے علماء اس طرف گئے ہیں یعنی علماء شوافع اس لئے کہ مصنف شافعی المسالک بھی۔ کہ یہ ایک ایسا حکم ہے جو ازواج سے آگے متعدی نہیں کیا جائے گا، بس وہ مؤمنین کی مائیں بن گئیں تحریم وحرمت کے اندر۔ اور یہ حرمت ان کے بھائیوں اور بہنوں کی طرف متعدی نہیں ہوگی نہ ہی ان کی بیٹیوں تک متعدی ہوگی۔ واللہ اعلم

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو احمد بن نہیرہ نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن مبارک معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے اُم حبیبہ سے کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ نجاشی کی طرف کوچ کر گیا تھا اور وہاں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ بعد میں نبی کریم ﷺ نے اُم حبیبہ کے ساتھ عقد کرلیا تھا۔ جب وہ حبشہ کی سرزمین پر تھیں اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجاشی نے ہی عقد کرادیا تھا اور اس کا مہر اس نے خود ہی چار ہزار درہم ادا کیا تھی اور اُم حبیبہ کو اس نے حضور کے ساتھ عقد کرنے کے بعد شرجیل کے ساتھ بھیج دیا تھا اور اپنی طرف سے نجاشی نے محترمہ کو سامان تیار کر کے دیا تھا (جہیز)۔ نبی کریم ﷺ نے وہاں پر اُم حبیبہ کے پاس بھی نہیں بھیجا تھا اور دیگر ازواج رسول کی مہریں چار سو درہم تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۴۳/۴)

فائدہ: سیدہ اُم حبیبہ کا نام رملہ بنت ابوسفیان صخر بن حرب تھا اور ایک قول یہ ہے کہ نام ھند تھا مگر مشہور رملہ ہے یہی صحیح ہے اہل علم کے نزدیک۔ مترجم

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بنی اسد بن حزیمہ سے عبیداللہ بن جحش ارض حبشہ میں بحالت عیسائیت فوت ہو گئے تھے جبکہ ان کی عورت اُم حبیبہ بنت ابوسفیان بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس کا نام رملہ تھا اس کے بعد دوسرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا تھا۔

علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ عروہ کا یہ قول کرنا کہ حضرت عثمان نے اُم حبیبہ کا عقد رسول اللہ سے کروایا تھا یہ قول غریب ہے۔ اس لئے کہ حضرت عثمان حبشہ سے واپس لوٹ آئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور حضور نے ان کو ان کی زوجہ رقیہ کی تیمارداری سپرد کی تھی۔

حضور ﷺ کا نکاح اُم حبیبہ کے ساتھ عثمان بن عفان نے ارض حبشہ میں کر دیا تھا۔ اُم حبیبہ کی ماں صفیہ بنت ابوالعاص عفان بن ابوالعاص کی بہن تھی جو کہ حضرت عثمان کی پھوپھی تھی۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان نے عیسیٰ بن یونس نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ وہ شخص جو اُم حبیبہ کے نکاح کا ولی بنا تھا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا اس کا نام خالد بن سعید بن العاص تھا۔ عمرو بن اُمیہ اور ضمری نکاح کا پیغام لے کر گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۳/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۴۳/۴)

شاہ حبشہ نجاشی نے بنت ابوسفیان کا رسول اللہ ﷺ سے عقد کر دیا تھا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ابوجعفر محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی کی طرف بھیجا تھا۔ اس نے اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا حضور کے بیاہ کر دیا تھا اور اس نے خود ہی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے چار سو دینار (مہر کے) دے دیئے یا روانہ کر دیئے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۳/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۱۴۳/۴)

نجاشی نے اُم حبیبہ کو رسول اللہ ﷺ سے نکاح کا پیغام دیا انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن حارث اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد بن حیان اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زبیر بکار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن حسن نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن عمرو بن زہیر سے، اس نے اسحاق بن عمرو سے یہ کہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان فرماتی تھیں مجھے معلوم نہیں تھا حالانکہ میں ارض حبشہ میں تھی مگر نجاشی نے نمائندہ کے ساتھ (وہ ایک لڑکی تھی اسے ابرہ کہا جاتا تھا وہ نجاشی کے کپڑوں کی تیاری اور اس کے تیل وغیرہ کی ذمہ داری پر مقرر تھی) ایک دن اس نے مجھ سے آنے کی اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ آ کر کہنے لگی کہ بادشاہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف خط لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ان کے ساتھ کر دوں۔

میں نے اس لڑکی سے کہا اللہ تجھے خوشخبری سنائے کسی خیر کی۔ وہ کہنے لگی کہ بادشاہ تم سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کسی آدمی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کر دیجئے جو آپ کی طرف سے وکیل بن کر رسول اللہ کے ساتھ بیاہ دے یعنی آپ کا ان سے نکاح کر دے۔ میں نے خالد بن سعید کو بلا کر اس کو وکیل مقرر کر دیا۔

سیدہ اُم حبیبہ نے اس رشتے سے خوش ہو کر پیغام لانے والی کو مالا مال کر دیا تھا

اور میں نے خوشی سے ابرہ نامی لڑکی کو چاندی کے دو کنگن دیئے، چاندی کی دو پازیب دیں جو میں نے پہن رکھے تھے اور چاندی کی انگوٹھیاں دیں جو میرے دونوں پیروں کی اُنگلیوں میں پہنی ہوئی تھیں۔ اس لئے کہ اس نے مجھے یہ خوش خبری آ کر دی تھی۔ جب اس دن شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب کو حکم دیا اور ان کو بھی جتنے مسلمان وہاں پر موجود تھے اس عظیم نکاح میں شرکت کے لئے۔

نجاشی نے اُم حبیبہ کے نکاح کا خطبہ پڑھا تھا

نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا تھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ۔ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ وَاِنَّهُ الَّذِیْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَتَبَ اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْيَانَ ۔ فَاَجَبْتُ اِلٰی مَادَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ وَاَصْدَقْتُهَا اَرْبَعَ مِاْئَةِ دِيْنَارٍ ۔

ثم سکب النجاشی الدنانير بين يدی القوم ۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو انتہائی مقدس بادشاہ ہے سلامتی دینے والا، پناہ دینے والا، غالب ہے، زبردست ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک وہ وہی ہیں جس کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ امابعد بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس خط لکھا کہ میں ان کے ساتھ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا رشتہ و بیاہ کرا دوں۔ میں نے ان کی بات مان لی جس کی طرف مجھے بلایا ہے رسول اللہ ﷺ نے اور میں نے اس کو چار سو دینار مہر میں دی ہے۔

یہ کہہ کر نجاشی نے دنانیر لوگوں کے آگے اُنڈیل دیئے .... اتنے میں خالد بن سعید نے کلام کیا اور اس نے یوں خطاب کیا۔

خالد بن سعید کا خطبہ

الحمد لله احمدهٗ واستغفره واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسوله ارسله با لهدی و دين الحق ليظهره علی الدين كله ولو كره المشركون امابعد، فقد اجبت الیٰ مادعا اليه رسول الله وزوجته بنت ابی سفيان فبارك لرسوله ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں میں اسی کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے بخشش مانگتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے اس کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس کو ادیان پر غالب کر دے۔ اگرچہ مشرک ناپسند بھی کریں۔ امابعد تحقیق میں نے اجابت کی ہے یعنی بات مان لی ہے اس چیز کی طرف جس کی طرف رسول اللہ نے حکم فرمایا ہے اور میں نے اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا ان کے ساتھ بیاہ کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس عقد اور شادی کو اپنے رسول کے لئے مبارک بنائے (اس طرح یہ نکاح ہو گیا)۔

اگلے لمحے نجاشی نے مہر والے دینار خالد بن سعید کے حوالے کر دیئے انہوں نے لے لئے۔ اس کے بعد لوگوں نے اُٹھ کر جانے کا ارادہ کیا۔ نجاشی نے کہا کہ نہیں آپ لوگ سب بیٹھے رہیں۔ بے شک انبیاء کی سنت ہے کہ تم جب شادی بیاہ کرو تو شادی بیاہ پر کھانا کھلایا جائے۔ پھر اس نے کھانا منگوایا سب نے کھانا کھایا اس کے بعد چلے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۳۔۱۴۴)

ابوعبداللہ بن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ نجاشی نے ان کا بیان حضور کے ساتھ کر دیا تھا ۶ھ میں اور نبی کریم ﷺ نے اُم سلمہ کے ساتھ نکاح کیا تھا ۴ھ میں۔ اور محمد بن اسحاق بن یسار اس طرف گئے ہیں کہ آپ نے اُم حبیبہ کے ساتھ شادی کی تھی اُم سلمہ کے ساتھ شادی سے پہلے وہ زیادہ مناسب ہے۔

☆☆☆

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کا

اُم سلمہ بنت ابو اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے ساتھ شادی کرنا اور حضور ﷺ نے اُم سلمہ کے لئے دعا فرمائی جس کی قبولیت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول نے اُم حبیبہ کے بعد اُم سلمہ کے ساتھ عقد نکاح کیا تھا یعنی ہند بن ابو اُمیہ۔ اس سے قبل وہ ابوسلمہ کے ہاں تھی یعنی عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ وہ سب کے ساتھ ہجرت کر کے ارض حبشہ پر گئے تھے، اس کے بعد دونوں مدینے میں آ گئے تھے۔ لہٰذا ان کو زخم لگا تھا اُحد میں۔ لہٰذا وہ اسی زخم میں فوت ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۵۲/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہ کے ساتھ شوال میں شادی کی تھی اور شوال میں ہی اسے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

حضرت اُم سلمہ کا رسول اللہ سے نکاح کے بعد عزت میں اضافہ .... (۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن جریج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حبیب بن ابوثابت نے یہ کہ عبدالحمید بن عبداللہ بن ابوعمرو نے اور قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں کہ ان دونوں نے اس کو خبر دی کہ ان دونوں نے سُنا ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے، وہ خبر دیتے ہیں کہ اُم سلمہ زوجہ رسول نے اس کو خبر دی کہ وہ جب مدینے میں آئی تو اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ وہ ابو اُمیہ بن مغیرہ کی بیٹی ہے مگر ان لوگوں نے اس بات کو نہ مانا، یہ کس قدر جھوٹ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگ حج پر آنے کے لئے تیار ہوئے تو کہنے لگے کہ آپ اپنے گھر والوں کے پاس خط لکھیں، میں نے ان کو لکھ دیا ہے۔ پھر وہ مدینے میں آئے تو میرے بارے میں تصدیق کر کے گئے۔ لہٰذا ان کی عزت مدینے والوں کی نظر میں دوبالا ہو گئی۔

اُم سلمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے فاطمہ کو جنم دیا تو اس کے بعد میرے پاس رسول اللہ ﷺ آئے، انہوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا میں نے جواب دیا کہ میری جیسی عورتوں سے نکاح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ میرے بچے نہیں ہوں گے (یا بچہ جننے کی حالت میں نہیں ہوں)۔ اور دوسری بات یہ کہ میں بہت زیادہ غیرت کرتی ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ حضور نے فرمایا، جہاں تک بات ہے بچوں کی تو میں بڑا بہت بڑا ہوں اور جہاں تک بات ہے غیرت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے گا۔ باقی رہا عیال دار ہونا تو وہ عیال اللہ کے رسول کے سپرد ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضور ﷺ جب ان کے پاس آتے تھے تو فرماتے تھے، کیسی ہیں آپ اے زناب، کہاں ہیں زناب۔ چنانچہ عمار بن یاسر آئے تھے، حضور ﷺ نے آپ کو باہر کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہی منع کرتی ہے رسول اللہ کو حالانکہ وہ اس کو دودھ پلاتی تھیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ آئے اور فرمایا کہ کہاں ہے زناب، وہ کہنے لگی قریبہ بنت ابواُمیہ اور اس سے موافقت کی تھی جب لے لیا تھا ان کو عمار بن یاسر نے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں تمہارے پاس آج رات کو آؤں گا۔ کہتی ہیں کہ میں نے چکی تیار کر لی اور میں نے جَو کے دانے بھی نکال کر رکھ دیئے جو کہ ایک تھیلی میں تھے اور میں نے چربی نکال کر اس کو نچوڑا۔ آپ تشریف لائے رات گزاری، آپ نے صبح کی تو فرمایا جب صبح کر لی بے شک تیرے لئے اہل خانہ پر ایک عزت و شرافت ہے۔ اگر تم چاہو تو میں ساتویں دن تمہارے پاس آنے کی باری مقرر کر دیتا ہوں، اگر میں ساتویں دن کی باری مقرر کر دوں تو میں اپنی ساری راتوں کی باری ساتویں دن مقرر کر دوں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۹۱/۴)

(۴) ہم نے روایت کی ہے عمر بن ابوسلمہ سے اس حدیث میں یہ کہ نبی کریم نے فرمایا تھا اُم سلمہ سے بہرحال جو آپ نے اپنی غیرت کی بات کا ذکر کیا ہے تو بے شک میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ اس کو دور کر دیں گے تم سے۔ کہتی ہیں کہ اس کے بعد وہ عورتوں میں اسطرح تھیں جیسے یہ ان میں سے ہے ہی نہیں اور وہ قطعاً اس طرح اپنے اندر غیرت نہیں پاتی تھیں جو عورتیں اپنے اندر غیرت کا جذبہ پاتی ہیں۔

باب ۷۵

حضور ﷺ کا سیدہ زینب بنت جحش کے ساتھ شادی و عقد کرنا

حضور ﷺ کے ساتھ زینب بنت جحش کی شادی اُم سلمہ کے بعد ہوئی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ان کو اسحاق سے، وہ کہتے ہیں پھر شادی کی رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہ کے بعد زینب بنت جحش کے ساتھ، جو کہ عبداللہ بن جحش کی بہن تھی۔ وہ بنو اسد بن خزیمہ کی عورتوں میں سے ایک تھی۔ اور وہ اس سے قبل حضور ﷺ کے غلام زید بن حارثہ کے پاس تھی۔ اللہ نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ رسول اللہ انتقال فرما گئے لیکن ان سے آپ کی اولاد نہ ہو سکی۔ انہیں کا لقب اُم حَکَمْ تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۲/۴)

زینب بنت جحش کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ نے آسمان پر کیا تھا

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابومحمد عبداللہ احمد بن سعد حافظ نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو حماد بن زید نے ثابت بنانی سے، ان کو انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زینب کی شکایت لائے۔ رسول اللہ یہ فرمانے لگے :

اِتَّقِ اللّٰهَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

اللہ سے ڈریں اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں (یعنی طلاق وغیرہ نہ دیں)

حضرت انس ؓ نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کسی بات کو چھپانے والے ہوتے تو اسی بات کو چھپاتے۔ سیدہ زینب ازواج رسول پر فخر کیا کرتی تھیں۔ فرماتی تھیں تم لوگوں کا بیاہ تمہارے گھر والوں نے کیا تھا اور مجھے اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اُوپر بیاہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد سے اس نے محمد بن ابوبکر سے۔ (بخاری کتاب التوحید۔ فتح الباری ۱۳/۴۰۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن دینار العدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن فضل البجلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، ان کو حماد بن زید ثابت سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زینب بنت جحش کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ اَهۡلَكَ

اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی روک کر رکھئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

وَتُخۡفِىۡ فِىۡ نَفۡسِكَ مَا اللّٰهُ مُبۡدِيۡهِ ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۳۷)

اے پیغمبر آپ اپنے دل میں جس بات کو چھپا رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں محمد بن عبدالرحیم سے، اس یعلی بن منصور سے، اس نے حماد سے مختصراً۔ (کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۶/۵۲۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن بلال نے، ان کو محمد بن اسماعیل احمسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے علی بن زید بن حدنان سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین نے کہا کہ حضرت حسن کیا کہتے ہیں اس آیت کے بارے میں :

وَتُخۡفِىۡ فِىۡ نَفۡسِكَ مَا اللّٰهُ مُبۡدِيۡهِ

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، نہیں بلکہ اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو معلوم کرا دیا تھا کہ زینب عنقریب ان کی بیوی ہوگی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۵)

حضرت زینب کا دیگر ازواج پر فخر کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عیسیٰ بن طہمات نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا حضرت انس سے وہ کہتے تھے کہ سیدہ زینب بنت جحش دیگر ازواج نبی پر فخر کیا کرتی تھیں کہ اللہ نے میرا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آسمانوں پر کیا تھا اور یہ کہ انہیں کے بارے میں حجاب اور پردے کی آیت اُتری تھی۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۵۳)

اے اہل ایمان! تم لوگ پیغمبر کے گھروں میں یونہی بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو، ہاں مگر جب تمہیں اجازت دے دی جائے پھر جایا کرو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عیسیٰ سے۔ (بخاری کتاب التوحید۔ فتح الباری ۱۳/۴۰۳)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا زینب کے ساتھ شادی کرنا بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کا واقعہ پیش آنے کے بعد ہوا تھا۔ لیکن میں نے یہی پسند کیا کہ اس کا ذکر اس جگہ پر ہو جہاں ہم نے اُم سلمہ کے نکاح کا ذکر کیا ہے۔ وباللہ التوفیق

ابن مندہ نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح ۳ھ میں کیا تھا۔ اس طرح دیکھا ہے میں نے اس کو اس کی کتاب میں۔ اور ابن اسحاق کا قول زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

بروز منگل بتاریخ ۹/ ذوالعقدہ ۱۴۲۸ھ
۲/ نومبر ۲۰۰۷ء کو بوقت رات گیارہ بجے
دلائل النبوۃ جلد سوم کا ترجمہ ختم ہوا

بفضل اللہ وبنعمتہ والحمدللہ علی ذالك اللھم اجعل ھذا العمل
ھدایۃ للناس ونجاۃ لی یوم الحساب

تمت

دلائل النبوۃ - جلد چہارم

باب ۷۶

نبی کریم ﷺ کی غزوۂ احزاب سے واپسی اور بنوقریظہ[1] کی طرف روانگی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فاریابی نے اور عمران بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان نے (ح)۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو ابن نُمیر نے ہشام سے اس نے اپنے والد سے اُس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آئے اور انہوں نے ہتھیار اُتار کر رکھے اور غسل کر لیا تو ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ نے ہتھیار اُتار لئے اللہ کی قسم ہم نے اب تک نہیں اُتارے۔ اب آپ چلیں ان کی بنوقریظہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہیں پر اور (یہ کہتے ہوئے) بنوقریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

(بخاری، کتاب المغازی فتح الباری ۷:۴۰۷۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۵ ص ۱۳۸۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو جریر بن حازم نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن ہلال نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں بلند ہونے والے غبار کو بنوغنم کی گلی سے جبرائیل علیہ السلام کی سواری سے جب وہ بنوقریظہ کی طرف جا رہی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۱۸ فتح الباری ۷/ ۴۰۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر الرزاز نے ان کو خبر دی احمد بن ملاعب نے ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جویریہ بن اسماء نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ان میں اعلان فرمایا تھا جس دن تمام احزاب ان سے واپس لوٹ گئے تھے یہ کہ کوئی بھی یہاں ظہر کی نماز نہ پڑھے مگر بنوقریظہ میں (چل کر پڑھیں) لوگوں سے قدرے تاخیر ہوگئی انہوں نے نماز کا وقت فوت ہو جانے کا اندیشہ محسوس کیا۔ یعنی انہوں نے یہیں نماز پڑھ لی۔ اور کچھ دوسرے لوگوں سے کہا کہ نہیں ہم نماز نہیں پڑھیں گے مگر اسی جگہ پر جہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی سرزنش نہ فرمائی۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۱۹۔ فتح الباری ۷:۴۰۷۔۴۰۸۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۹ ص ۱۳۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمر ادیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ نے یعنی ابن محمد بن اسماء نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جویریہ نے نافع سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اندر اعلان کر دیا تھا جس دن تمام گروہ (کفار و مشرکین) واپس چلے گئے تھے کوئی شخص یہاں پر نماز ظہر نہ پڑھے بلکہ بنوقریظہ میں چل کر پڑھے۔ کہتے ہیں لوگوں نے نماز کا وقت فوت ہونے کا خوف کیا لہٰذا انہوں نے بنوقریظہ میں پہنچنے سے قبل یہیں نماز پڑھ لی اور دوسروں نے کہا ہم نماز یہاں نہیں پڑھیں گے بلکہ وہیں چل کر پڑھیں گے جہاں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اگرچہ ہم سے وقت فوت بھی ہو جائے۔

---

[1] (دیکھئے مغازی للواقدی ۲:۴۹۲۔ ابن ہشام ۳:۱۸۷۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۷۴۔ انساب الاشراف ۱/ ۱۶۷۔ بخاری ۵:۱۱۱۔ تاریخ طبری ۲:۵۸۱۔ ابن حزم ۱۹۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۱۶۔ عیون الاثر ۲/ ۹۴۔ نہایۃ الارب ۱۷/ ۱۸۶۔ سیرۃ حلبیہ ۲/ ۴۲۷۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۷۔ شرح مواسب ۲/ ۱۲۶۔

حضور اکرم ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی سرزنش نہیں فرمائی تھی اسماعیل کہتے ہیں میری کتاب میں اسی طرح ہے "الظُہر"۔

میں کہتا ہوں کہ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن اسماء سے اسی طرح اس کو بخاری نے اُسی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ظہر کی جگہ "العصر" کہا ہے۔ اور اس طرح کہا ہے اہل مغازی نے موسیٰ بن عقبہ سے اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے دونوں سے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن خالد بن خلّی نے ان کو بشر بن شعیب نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے یہ کہ ان کے چچا عبداللہ بن کعب نے اس کو خبر دی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے تھے احزاب کی طلب اور تعاقب سے اور آپ نے ہتھیار اتار دیئے تھے اور غسل بھی کر لیا تھا اور خوشبو کی دھونی بھی لے لی ان کو اچانک جبرائیل علیہ السلام ان کے سامنے آئے اور فرمایا کس نے آپ کو جنگ اور محاربہ پر سے روک دیا ہے کیا میں دیکھ نہیں رہا کہ آپ نے ہتھیار اُتار کر رکھ لیے ہیں۔ جبکہ ہم نے ابھی تک نہیں اُتار کر رکھے۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا کر چلے اور لوگوں کو آپ نے تاکید کا حکم دیا کہ وہ نماز عصر یہاں پر نہ پڑھیں یہاں تک کہ وہ بنوقریظہ پہنچ جائیں۔

کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے دوبارہ ہتھیار زیب تن کیے۔ مگر وہ بنوقریظہ تک نہ پہنچے تھے کہ سورج غروب ہو گیا۔ لوگوں میں شدید اختلاف ہوا غروب آفتاب کے وقت۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تاکیدی کا حکم دیا تھا کہ ہم یہاں پر نماز نہ پڑھیں بنوقریظہ میں جا کر ہی پڑھیں۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے تاکیدی حکم میں ہیں ہمارے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور لوگوں میں سے ایک گروہ نے طلب ثواب کی نیت کر کے پڑھ لی۔ تیسرے گروہ نے (جانے جانے کی تگ و دو میں لگ کر) نماز ہی ترک کر دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا انہوں نے وہاں جا کر بنوقریظہ میں ہی نماز ادا کی حصول ثواب کی نیت سے رسول اللہ ﷺ تینوں فریقوں میں سے کسی کی سرزنش نہیں فرمائی تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۱۷۔۱۱۸)

غزوۂ بنوقریظہ میں فرشتوں کا ہتھیار بند شرکت کرنا

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نے بطور اولا کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل ابوبکر قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن موسیٰ بن حماد بربری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق ابوعبداللہ مُسَیّی نے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن نافع نے ان کو عبداللہ بن عمر نے اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے۔ ایک آدمی نے ہم لوگوں پر سلام کیا جبکہ ہم لوگ گھر نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی یکا یک ہم نے دیکھا تو وہ دِحیہ کلبی تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے بتایا کہ یہ دحیہ کلبی نہیں جبرائیل علیہ السلام مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں بنوقریظہ کی طرف جاؤں انہوں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے ہتھیار اُتار دیے ہیں مگر ہم لوگوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے۔

ہم نے مشرکین کا تعاقب کیا ہے یہاں تک کہ ہم مقام حمراء الاسد تک پہنچے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ غزوہ خندق سے واپس آ گئے تھے لہٰذا نبی کریم ﷺ گھبرا کر اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور اپنے اصحابہ سے فرمایا میں تمہیں تاکیدی کا حکم دیتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھنا جب تک کہ تم بنوقریظہ کے پاس نہ پہنچ جاؤ۔ مگر سورج غروب ہو گیا ان لوگوں نے بنوقریظہ میں پہنچنے سے قبل لہٰذا مسلمانوں میں سے ایک جماعت نے کہا نبی کریم ﷺ نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ تم لوگ نماز چھوڑ دو (بلکہ جلدی وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا) لہٰذا انہوں نے نماز پڑھ لی تھی دوسری جماعت نے کہا اللہ کی قسم بیشک ہم رسول اللہ ﷺ حکم اور مقصد میں ہیں لہٰذا ہمارے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور ایک جماعت نے نماز پڑھ لی ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے اور ایک جماعت نے نماز ترک کر دی ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے مگر نبی کریم ﷺ نے تمام فریقوں میں سے کسی کو غلط نہیں کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے اور آپ کئی مجالس کے ساتھ گزرے جو ان کے اور بنوقریظہ کے درمیان تھیں آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ایک شخص گزرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس دحیہ کلبی گزرے تھے جو کہ سفید خچر پر سوار تھے ان کے نیچے ٹکڑا چادر کا بچھا ہوا تھا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دحیہ کلبی نہیں تھے بلکہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے بنو قریظہ کی طرف بھیجے گئے تھے تا کہ وہ ان کو ہلا دیں جھنجھوڑ دیں اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وہ چھپ جائیں آڑ کے ساتھ یہاں تک کہ آپ ان کو اپنا کلام سنوائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو (یعنی بنو قریظہ کو) للکارا اے بندروں سوروں کے بھائیو۔ ان لوگوں نے کہا اے ابو القاسم آپ فحش گوئی کرنے والے تو نہیں تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں محاصرے میں لے لیا حتیٰ کہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر قلعوں سے نیچے اُتر آئے تھے۔ اس لیے کہ وہ لوگ سعد کے حلیف تھے انہوں نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ ان کے ساتھ مُثلہ کریں ان کی عورتوں کو بچوں کو قید رکھا جائے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴: ۱۱۸۔ مستدرک للحاکم ۳: /۳۴۔ ۳۵) دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۳۷۔ سیرۃ الشادیہ ۵/۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو مقدام بن داؤد نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی میرے چچا سعید بن عیسیٰ نے ان کو عبدالرحمٰن بن اشہر انصاری نے ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر اپنے بھائی عبید اللہ بن عمر سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے کودنے کی شدید آواز سنی تو آپ اس آواز کی طرف باہر نکلے میں بھی حضور اکرم ﷺ کے پیچھے ہولیا تا کہ دیکھوں کیا ہو رہا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ایک آدمی کی گر سواری کے خچر کی گردن کے بالوں یعنی اس کی ریال پر سہارا لگائے کھڑے ہیں میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے مجھے جو نظر آئے اور وہ پگڑی باندھے ہوئے تھے اور اس کی پگڑی کے بل اس کے کندھوں کے درمیان پیچھے رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے تو میں نے پوچھا آپ تیزی سے اُٹھے تھے میں بھی پیچھے نکلا کہ میں دیکھوں۔ میں نے دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا واقعی تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اس نے مجھے حکم دیا کہ میں بنو قریظہ کی طرف نکلوں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں مجھے خبر دی یحییٰ بن سعید اس نے عُمرہ سے ان نے عائشہ سے اس کی مثل۔

۲۔ اور آپ کو روایت کیا ہے خالد بن مخلد نے عبداللہ بن عمر سے اس نے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

۳۔ اس حدیث کا شاہد۔ سیدہ عائشہ کے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے میں ہے۔ اور سیدہ کے اس قول میں کہ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ غبار صاف کر رہے ہیں جبرائیل علیہ السلام کے چہرے سے میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کون ہے دِحیہ کلبی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہے۔

۴۔ مغازی یونس بن بکیر میں ہے روایت کیا گیا ہے عنبسہ بن ازہر اس نے سماک بن حرب سے اس نے عکرمہ سے۔ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کی روایت کے بارے میں ہے۔ (جبرائیل علیہ السلام) صحابہ کے پاس سے گذرے تھے۔ لہٰذا نبی کریم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گزرا تھا انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہمارے پاس سے دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار گذرے تھے اس پر اس کا پالان تھا اس کے اُوپر موٹے ریشم کا پوش ڈالا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اللہ نے ان کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا تھا کہ وہ ان کے سمیت ان کے قلعوں کو ہلا دے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالدے۔

۵۔ نیز مغازی یونس میں ہے۔ محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زھری نے کہ ہمیں ان کے بارے میں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے اس نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابو طالب کو بھیجا بنو قریظہ کے پاس میں نے اس ان کے ساتھ دیکھا تھا۔ لوگوں نے اس سے جلدی کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۸)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے آپ کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر رجزامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فلیح نے اس سے موسیٰ بن عقبہ نے ان سے شہاب نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے اور روایت کے الفاظ اس کے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بنعتاب عبدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ غسل خانے میں بالوں میں کنگھی کر رہے تھے۔ایک طرف بالوں میں کنگھی تھی کہ ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آ گئے۔گھوڑے پر سوار تھے۔ان پر ان کے ہتھیار بھی تھے۔ وہ مسجد کے دروازے پر رک گئے۔جنازوں کے مقام پر۔رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے۔جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے کیا آپ نے ہتھیار اُتار کر رکھ دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں جبرائیل نے کہا لیکن ہم نے نہیں اُتارے ہیں اس وقت سے جب سے تیرے دشمن آ کر اُترے تھے تیرے پاس۔میں مسلسل ان کے تعاقب میں رہا۔اب اللہ نے ان کو شکست دے دی ہے۔

کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کے چہرے پر غبار کے آثار تھے۔جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنوقریظہ کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا ہے۔میں انہی کی طرف جا رہا ہوں ان تمام فرشتوں کے ساتھ جو میرے ساتھ ہیں۔صلوات اللہ علیہم۔تاکہ میں ان کے قلعوں سمیت ان کے دل ہلا دوں۔آپ لوگوں کو ساتھ لے کر نکلے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ جبرائیل علیہ اسلام کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے تھے آپ ایک مجلس سے گذرے جو بنوغنم کے لوگوں کی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گھوڑے پر سوار شخص ابھی گذرا ہے انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہمارے پاس دحیہ کلبی گذرے تھے۔سفید خچر پر تھے۔ان کے نیچے ایک بچھونا پڑا ہوا تھا۔یا موٹے ریشم کا ٹکڑا تھا۔اس شخص کے اوپر ہتھیار سجے ہوئے تھے۔اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔نبی کریم ﷺ دحیہ کلبی کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنوقریظہ میں ملو آ کر وہیں جا کر نماز عصر پڑھنا۔حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے جانے کے لئے اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے جن کو اللہ نے چاہا بنوقریظہ کی طرف روانہ ہو گئے چنانچہ نماز عصر کا وقت ہو گیا جب کہ وہ لوگ راستے میں تھے۔انہوں نے نماز کا ذکر کیا بعض نے بعض سے کہا کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم نماز عصر بنوقریظہ میں جا کر پڑھنا دوسروں نے کہا کہ یہ نماز ہے لہٰذا انہوں نے نماز پڑھ لی۔اور ایک جماعت نے ان میں سے نماز مؤخر کر دی اور انہوں نے بنوقریظہ میں ہی جا کر نماز پڑھی۔سورج کے غروب ہو جانے کے بعد صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کا ذکر کیا جنہوں نے ان میں سے نماز کے لئے جلدی کی تھی۔اور اس کا جنہوں نے اسے مؤخر کر دیا تھا۔انہوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب میں سے کسی کی بھی سرزنش نہیں فرمائی تھی۔

اور کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؓ نے آتے دیکھا تو سامنے آ کر عرض کی کہ آپ واپس لوٹ جائیے یا رسول اللہ ﷺ۔بیشک اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے یہودیوں کو کافی ہے۔(یہ بات اس لئے کہی کہ انہوں نے یہودیوں کی کچھ بکواس سنی تھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اور آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں جس کو انہوں نے ناپسند کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی سنیں۔حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ مجھے واپس جانے کی بات کیوں کہہ رہے ہیں؟ مگر حضرت علی ﷺ نے (از راہ ادب) وہ بات رسول اللہ ﷺ کو نہ بتائی بلکہ اس کو انہوں نے چھپا لیا۔(مگر رسول اللہ ﷺ بھانپ گئے) آپ نے فرمایا شاید تم نے میرے بارے میں ان سے کوئی تکلیف دہ بات سُنی ہے۔چلیں آپ رہنے دیں بیشک اللہ کے دشمن اگر مجھے دیکھ لیں گے تو ایسی کسی بات کہنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے جیسی تم نے سنی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ ان کے قلعے کے پاس اُترے تو وہ لوگ اس کے اُوپر تھے آپ نے بُلند آواز کے ساتھ ان کے اشراف کی ایک جماعت کو بلایا یہاں تک کہ ان کو سنوایا۔اور فرمایا ہماری بات مان جاؤ اے جماعت یہود اے بندروں کے بھائیو۔تحقیق تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ذلت اور رسوائی نازل ہو چکی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا مسلمانوں کے لشکروں کے ساتھ دس سے زیادہ راتیں یہ محاصرہ جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے حُیَیّ بن اخطب یہودی (بنونظیر جلاوطن قبیلے کے سردار کو) اور واپس بھیج دیا۔حتیٰ کہ وہ بھی بنوقریظہ کے قلعے میں داخل ہوگیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں شدید رعب ڈال دیا باہر سے ان پر مسلمانوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔

چنانچہ (یہودیوں کو کوئی تدبیر کامیاب ہوتی نظر نہ آئی تو) انہوں نے ابولُبابہ بن عبدالمنذر کے آگے فریاد کی۔کیونکہ وہ لوگ انصار حلیف تھے۔ابولُبابہ نے ان سے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں آؤں گا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اس بات کی اجازت دیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھے (ان کو ملنے کی اجازت دی ہے)۔چنانچہ ابولُبابہ یہودیوں کے پاس پہنچے تو یہودی ان کے آگے روئے اور کہنے لگے کہ اے ابولُبابہ آپ کیا ہمیں مشورہ دیتے ہیں؟ اور ہمیں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔اس لئے کہ ہمیں لڑنے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔چنانچہ ابولُبابہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور اپنی انگلیوں کو اپنی گردن پر پھیر کر ان کو دکھایا اور بتایا کہ تمہارے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ابولُبابہ جب واپس لوٹے تو وہ پشیمان ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ ان کو فتنہ عظیم پہنچ گیا ہے۔انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے انور کی طرف (ازراہ شرمندگی) نظر اُٹھا کر نہیں دیکھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ نہیں کرلوں جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میرے دل سے۔ابولُبابہ وہاں سے سیدھا مدینے میں لوٹ آیا اور آکر اس نے مسجد میں نصب کھجور کے تنوں کے بنے ہوئے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو باندھ دیا۔لوگوں کا خیال ہے کہ وہ تقریباً بیس راتیں بندھا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسے ذکر کیا گیا جب ابولبابہ نے تاخیر کی کیا ابولبابہ ابھی تک اپنے حلیفوں سے فارغ نہیں ہوئے؟ لوگوں نے بتایا کہ یارسول اللہ ﷺ تحقیق اللہ کی قسم وہ قلع سے واپس لوٹ چکا ہے۔مگر ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضرور ابو لبابہ کے ساتھ کوئی امر پیش آگیا ہے۔جس ذمہ داری پر وہ تھے۔چنانچہ مسجد نبوی سے ایک آدمی آیا اس نے آکر بتایا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے ابو لبابہ کو دیکھا وہ کھجور کے تنوں سے بنے ہوئے مسجد کے ستون میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے اسی کے ساتھ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے جانے کے بعد ضرور اس کو کوئی فتنہ پیش آگیا ہے۔اگر وہ میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتا۔جب اس نے یہ کام کردیا ہے (یعنی خود کو باندھ دیا ہے) میں اس کو اس کی جگہ ہرگز نہیں بلاؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۱۱۸۔۱۱۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں ایک ابوالاسود نے وہ کہتے ہیں کہ عُروہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر میں کنگھی کر رہے تھے۔ایک طرف کی کنگھی ہی کی تھی کہ ان کے بارے میں اللہ کا حکم آگیا۔جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہوکر آئے ان کے جسم پر ہتھیار بھی تھے دلوں نے یہ قصہ ذکر کیا اسی مفہوم میں جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے۔مگر اس نے ان سے یہ قول زیادہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو لے کر نکلیں۔کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ واپس گھر ہی میں گئے اور آپ نے ہتھیار زیب تن کیے خروج کرنے کا اعلان فرمایا اور صحابہ کو حکم دیا کہ ہتھیار اُٹھالیں۔چنانچہ لوگ گھبرا کر جنگ کیلئے نکلے۔

لہٰذا علی بن ابوطالب کو آپ نے بھیجا مقدمے؟ یعنی پہلے حصے پر اور جھنڈا اس کے حوالے کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ روانہ ہوکر ان لوگوں کو بنوقریظہ کے قلعے پر جاکر روکے اس نے ایسے ہی کیا حضور اکرم ﷺ بھی ان کے قدموں پر پیچھے پیچھے چلے آپ انصار کی ایک مجلس پر گذرے بنوغنم میں وہ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس ابھی کوئی گھوڑے سوار گذرا ہے انہوں نے بتایا کہ دِحیہ کلبی گذرے تھے۔ان کے نیچے سرخ ریشمین کپڑے کا ٹکڑا تھا۔اس نے ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔راویوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔حضور اکرم ﷺ دِحیہ کلبی کو جبرائیل کے مشابہ قرار دیتے تھے۔اس کے بعد راویوں نے بقیہ قصہ اس کے مثل ذکر کیا تھا ہاں مگر کسی نے دس رات سے زیادہ کی بات نہیں کہی۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۱۱۹)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد اسحاق بن یسار نے محمد بن کعب بن مالک سلمی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا تھا پچیس راتوں تک یہاں تک کہ حصار نے تو ان کو سخت مشقت میں واقع کر دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا اور حیی بن اخطب بنی قریظہ کے ساتھ داخل ہو گئے تھے ان کے قلعے کے اندر جب قریش اور غطفان واپس لوٹ گئے تھے۔ کعب بن اسد سے ایفاء عہد کرنے کے لئے اس نے جو ان سے عہد کیا ہوا تھا۔ جب یہودیوں نے یقین کرلیا کہ رسول اللہ ﷺ واپس (محاصرہ چھوڑ کر) لوٹنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ان سے مقابلہ کریں گے۔ کعب بن اسد نے کہا اے جماعت یہود بیشک تمہارے ساتھ ایسی مصیبت آئی ہوئی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس بارے میں، میں تمہارے سامنے تین صورتیں پیش کرتا ہوں تم جو چاہو ان میں سے اختیار کرلو۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں۔ انہوں نے بتایا پہلی صورت تو یہ ہے کہ ہم لوگ اس شخص (محمد ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور اس کی تصدیق کرلیں۔

اللہ کی قسم یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ وہ نبی مُرسل ہے۔ (اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ) کہ یہ شخص وہی ہے جس کا تذکرہ تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ (لہٰذا ایسا کر کے) تم لوگ اپنے خون بچاؤ اپنے مال بچاؤ اور اپنی عورتوں کو بھی بچاؤ۔ (یہودیوں نے جواب دیا) کہ ہم لوگ تو راۃ کے حکم اور فیصلے کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی اس کی جگہ پر کسی اور کو تبدیل کریں گے۔ اس نے کہا کہ جب تم لوگوں نے میری پہلی تجویز ماننے سے انکار کر دیا ہے تو دوسری صورت یہ ہے کہ۔ آؤ ہم لوگ اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کو خود قتل کر دیں۔ اس کے بعد ہم صرف مرد تلواریں سونت کر نکلیں ہم اپنے پیچھے کوئی بوجھ ایسا نہ چھوڑیں جو ہمیں فکر مند کر سکے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کرے۔ اگر ہمیں ہلاک ہونا پڑے تو ہم بے فکر ہو کر ہلاک ہو سکیں ہم اپنے پیچھے اپنی کوئی نسل باقی نہ چھوڑیں جس کی ہمیں فکر لاحق ہو سکے۔ اور اگر ہم غالب آ گئے تو میری بقاء کی قسم البتہ ضرور ہم لوگوں کو عورتیں بھی مل جائیں گی اور اولادیں بھی ہو جائیں گی ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان مسکینوں کو قتل کر دیں۔ ان کو مار دینے کے بعد زندہ رہنے میں کوئی فائدہ نہیں اس نے کہا کہ جب تم نے میری دوسری تجویز بھی مسترد کر دی ہے تو تیسری صورت یہ ہے کہ آج رات ہفتے کی رات ہے ممکن ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب اس رات میں ہمیں امان دے دیں۔

لہٰذا نیچے اُتر جاؤ۔ شاید ہم ان لوگوں سے کوئی غفلت کا موقع پالیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ۔ کیا ہم لوگ اپنی ہفتے کے دن کی عزت کو بھی خراب کر دیں۔ اور ہم اس میں وہ کام کریں جو ہمارے بڑوں اور پہلوں نے کیے تھے اور ان کو وہ حالت پیش آئی تھی جو تم جانتے ہو کہ ان کی شکلیں مسخ ہو گئی تھیں۔ کعب بن اسد نے کہا نہیں کوئی رات گذاری کسی ایک آدمی نے بس جب سے پیدا ہوا کوئی ہوشیار اور عقلمندی کی۔ (یعنی تم لوگ ہمیشہ سے احمق چلے آئے ہو) اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہماری طرف ابولبابہ بن عبدالمنذر کو بھیج دیجئے وہ لوگ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کچھ مشورہ لیں گے رسول اللہ ﷺ نے اسے ان کے پاس بھیج دیا انہوں نے جب اس کو دیکھا تو مرد اس کے پاس اُٹھ اُٹھ کر آئے اور عورتوں نے ان طرف پناہ لی اور بچوں نے بھی۔ اس کے سامنے بولنے لگے وہ بھی ان کی حالت دیکھ کر نرم دل ہو گئے انہوں نے اس سے پوچھا کہ ابولبابہ آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں کہ محمد کے حکم پر نیچے اُتر آئیں اس نے کہا کہ جی ہاں اُتر آئیں۔ مگر اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے ان کو بتایا اپنے حلق پر ہاتھ پھیر کر کے کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ ابولبابہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے قدم مسلسل اس کے بعد کانپنے لگے جب میں نے سمجھ لیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔

اس کے بعد ابولبابہ اپنا سامنہ لے کر واپس مدینے چلے آئے رسول اللہ ﷺ کا سامنا نہیں کیا (شرم کی وجہ سے) یہاں تک کے مسجد کے ستونوں میں سے ستون کے سامنے خود کو باندھ دیا اور کہنے لگے کہ میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرلے۔ میری اس غلطی کے اندر جو میں نے کی ہے۔ اور اس نے اللہ سے عہد کر لیا کہ وہ بنو قریظہ کبھی نہیں جائے گا۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ اس شہر میں کبھی نہیں دیکھیں گے

جس شہر میں، میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو چونکہ واپس آنے میں ان کی آپ نے تاخیر محسوس کی تو معلوم ہونے پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کے لئے استغفار کرتا۔ بہرحال جب اس نے یہ کام کیا ہے تب تو میں اس کو اس کی جگہ سے نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی خود توبہ قبول کرے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۸۔۱۹۰)

اس طرح کہا ہے ابن اسحاق نے اپنی اسناد کے ساتھ اور سعید بن مسیّب نے گمان کیا ہے کہ ان کا خود کو توبہ کے ستون کے ساتھ باندھ دینا ان کے غزوۂ تبوک سے تخلّف کے اور پیچھے رہنے کے بعد تھا جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا تھا۔ اور انہوں نے ان پر سرزنش کی تھی ان کے اس فعل پر جو انہوں نے یوم قریظہ میں کہا تھا۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے ان لوگوں کے سامنے جو پیچھے رہ گئے۔ واللہ اعلم اور علی بن ابوطلحہ اور عقبہ بن سعید کی ابن عباس سے روایت میں ان کے باندھنے کے بارے میں ہے جب وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ ابن مسیّب کے قول کو پکا کرتا ہے۔

(۱۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن عبداللہ قسیط نے یہ کہ ابولبابہ کی توبہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی جب وہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے وہ فرماتی ہیں کہ میں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے جب وہ ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ میں نے کہا میں اس کو اس بات کی خوشخبری سناؤں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ جانتی ہیں تو سنائیں۔ لہٰذا میں اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہوگئی اور میں نے کہا اے ابولبابہ خوش ہوجا تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمالی ہے۔ یہ واقعہ ہم لوگوں پر پردے کے حکم اترنے سے پہلے کا ہے۔ لہٰذا لوگ اس کو کھولنے کے لئے دوڑے مگر اس نے یہ کہہ کر منع کردیا کہ رسول اللہ ﷺ خود اپنے ہاتھ سے مجھے کھولیں گے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ جب صبح کی نماز کے لئے نکلے تو آپ نے خود ان کو کھول دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۱)

باب ۷۷

بنو قریظہ کے یہودیوں کا حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر

قلعوں سے نیچے اُترنا اور ان کے قتل ہونے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے کے حوالے سے جو کچھ واقعات پیش آئے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن شاکر نے ان کو عفان نے ان شعبہ نے ان کو خبر دی سعد بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے وہ حدیث بیان کرتے تھے حضرت ابوسعید خدری سے وہ کہتے ہیں کہ اہل قریظہ سعد بن معاذ کے کہنے پر نیچے اُترے تھے رسول اللہ ﷺ نے سعد کے پاس پیغام بھیجا وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب وہ مسجد کے قریب آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہوجاؤ اپنے سردار کی طرف یوں فرمایا تھا کہ اپنے بہتر آدمی کی طرف۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ لوگ ابھی تیرے ہی حکم پر اُترے ہیں

تو سعد نے فرمایا کہ ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا جائے اور ان کی اولادوں کو قید کیا جائے رسول اللہ نے فرمایا کہ آپ نے ان کے خلاف فیصلہ دیا ہے تو یہ اللہ کے حکم کے ساتھ دیا ہے۔ اور کبھی فرمایا کہ بادشاہ کے حکم کے ساتھ۔ یہ الفاظ حدیث عفان کے ہیں۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ سے ہے۔ (بخاری کتاب الجہاد۔ مسلم کتاب الجہاد۔ باب جواز قتل من نقض العہد)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب بنوقریظہ والوں نے حضور سے یہ مکالمہ کیا تھا کہ ان کے معاملے میں ایک آدمی کو فیصل مقرر کر دیں۔ آپ نے فرمایا کے میرے اصحاب میں سے تم لوگ جس کو چاہو چن لو۔ لہٰذا انہوں نے سعد بن معاذ کو منتخب کیا۔ رسول اللہ ﷺ بھی اس بات پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے کہنے پر نیچے اتر آئے (خود کو حضور اکرم ﷺ کے حوالے کر دیا) حضور اکرم ﷺ ان کے ہتھیار اور اسلحہ کے بارے میں حکم دیا وہ آپ کے خیمے میں جمع کر دیا گیا۔ اور ان لوگوں کے بارے میں حکم دیا ان کی غنکلیں کسی گئیں تو وہ جکڑے گئے۔ اور دار اسامہ میں بند کر دیئے گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے سعد بن معاذ کو بلا لیا وہ دیہاتی گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ لوگوں کا گمان ہے کہ اوپر بچھونے کا خچر کا زین چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ان کے پیچھے بنوعبدالاشہل کا ایک آدمی بھی آ گیا۔ لہٰذا ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا۔ اور اس نے بنوقریظہ کا بڑا حق جتلایا ان کو اور اس نے ان کے حلیف ہونے کا ذکر بھی کیا۔ اور وہ بھی جو انہوں نے سعد کو یوم بعاث میں عذر کیا تھا اور اس آدمی نے یہ بھی کہا کہ ان لوگوں نے آپ کو منتخب کیا تھا آپ کے ماموں آپ کی قوم میں سے اس امید کے ساتھ کہ آپ ان کے ساتھ شفقت اور مہربانی کریں گے۔ اور آپ پر نرمی کریں گے آپ ان کو باقی رکھوائیں (یعنی ان کو بچوالیں بیشک وہ آپ کے لئے باعث عزت ہیں باعث قوت وشوکت ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس آدمی نے بہت زیادہ بات کی مگر سعد نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

حتیٰ کہ جب قریب پہنچ گئے تو اس آدمی نے پوچھا کیا آپ مجھے واپس جواب نہیں دیں گے میں نے جو آپ سے کلام کیا ہے اس بارے میں۔ لہٰذا سعد نے کہا کہ تحقیق میرے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اللہ کے کام کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔ لہٰذا وہ آدمی سعد کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا انہوں نے پوچھا کہ کیا رپورٹ لائے ہو۔ اس نے ان کو خبر دی کہ وہ لوگ ان کو (قریظہ والوں کو) باقی نہیں چھوڑیں گے۔ اور اس نے وہ پوری بات ان کو بتائی جو اس نے کہی تھی۔ اور سعد نے ان کو جواب دیا تھا۔ سعد نے ان لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ ان کے جنگجو افراد کو قتل کر دیا جائے۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے اور ان کے مال (مجاورین میں) تقسیم کر دیئے جائیں۔ اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا تھا آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا۔

اہل معازی کا گمان ہے کہ وہ چھ سو جنگجو تھے وہ دار ابوجہل کے پاس بلا کر فرش پر قتل کئے گئے تھے جب کہ اس وقت کوئی بلاط وفرش نہیں بنا ہوا تھا اور حضور نے ان کے مال تقسیم کر ڈالے تھے ان لوگوں میں جو لوگ مسلمانوں میں سے موجود تھے۔ اور وہ تمام گھوڑے جو مسلمانوں کے لئے تھے چھتیس گھوڑے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ہر گھوڑے سوار کے لئے دو دو حصے تقسیم کیے تھے۔ اور حیی بن اخطب نکال کر لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تجھے اللہ تعالیٰ نے رسوا کر دیا ہے؟ اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا۔ کہ آپ مجھ پر غالب ہو چکے ہیں۔ میں تیرے ساتھ لڑنے کے معاملے میں اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہیں کروں گا۔ اور آپ کے معاملے میں شدت اور سختی اختیار کرنے پر بھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے

بارے میں حکم دیا اس کی بھی گردن ماردی گئی۔ یہ سارا معاملہ سعد بن معاذ کے سامنے کیا گیا۔ قیدیوں میں ایک عمرو بن سعد یہودی بھی تھا جب قتل کرنے کے لئے اس کو لینے گئے تاکہ اس کو قتل کریں تو۔ انہوں نے اس کو موجود نہ پایا ابن عمرو نے کہا کہ صحابہ نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کو نہیں دیکھ رہے اور یہ ہے اس کی جگہ محبوس ہونے کی جس کے اندر وہ تھا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسے بھاگ نکلا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم سے غائب ہو گیا ہے ایسی صورت کے ساتھ جس کو اللہ ہی جانتا ہے اس کے نفس کے بارے میں "تہدستان قسمت راچہ سود"۔

اور ثابت بن قیس بن شماس بنو حارث بن خزرج کا بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے زبیر اور اس کی بیوی ہبہ اور عطیہ کے طور پر دے دیجئے آپ نے وہ دونوں ہبہ کر دیے۔ لہٰذا ثابت نے زبیر کی طرف رجوع کیا اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس وقت زبیر بڑی عمر کے تھے اور اندھے ہو چکے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کیا کوئی آدمی اپنے بھائی بھی نہیں پہچانے گا ثابت بن قیس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں آج کے دن تجھے اُس کا بدلہ دوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ کیجئے بیشک شریف انسان شریف کو بدلہ دیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ سے مانگ لیا ہے انہوں نے آپ کو میرے لیے ہبہ کر دیا ہے۔ میں نے کھولدیا ہے تجھ سے اسارت کو۔ زبیر نے کہا (میں نابینا ہو گیا ہوں) مجھ کو پکڑ کر چلانے والا نہیں ہے۔

کیا تم نے میری بیوی بھی لے لی ہے اور میرے بیٹے۔ چنانچہ ثابت رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گیا اس نے آپ سے اس کی اولاد بھی مانگ لی یعنی زبیر کی اولاد اور اس کی بیوی۔ آپ نے وہ دونوں اس کو ہبہ کر دیے۔ چنانچہ ثابت زبیر کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیری طرف تیری بیوی اور تیرے بچے واپس کر دیے ہیں۔ زبیر نے کہا۔

فَحَائِطٌ لِیُ فِیهِ اُغْدُقٌ لَیسَ لِی وَلَا هُلِیٌ عَیشٌ لا بِه

میرا ایک باغ بھی ہے اس میں میرا میٹھے پانی کا چشمہ بھی میرا اور میرے گھر والوں کا اس کے سوا کوئی گزارہ نہیں ہے۔

لہٰذا پھر ثابت بن قیس رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر گئے اور ان سے جا کر زبیر کے باغ کا سوال کیا آپ ﷺ نے وہ بھی اس کو ہبہ کر دیا۔ لہٰذا ثابت زبیر کی طرف لوٹ کر آئے اور اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا اھل بھی اور تیرا مال بھی تجھے واپس لوٹا دیا ہے اب تو مسلمان ہو جا اور بچ جا اس نے کہا کہ۔ جو کچھ دو مجلسیں کریں (یعنی جو فیصلہ وہ کریں گے وہی کروں گا) اس نے اپنی قوم کے کچھ مردوں کے نام ذکر کیے۔ لہٰذا ثابت نے اس کو بتایا کہ وہ قتل کر دیے گئے ہیں۔

حضور ﷺ ان سے فارغ ہو چکے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ھدایت دے دے۔ اور ابھی تجھے کسی خیر کے لئے باقی رکھا ہے۔ زبیر نے کہا میں اللہ کے واسطے تجھ سے اور میرے اس احسان کے بدلے میں سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ لاحق کر دے (یعنی مجھے قتل کر دے) ان کے مارے جانے کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت ثابت نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی حضور اکرم ﷺ نے زبیر کے قتل کا حکم دے دیا وہ بھی قتل کر دیا گیا۔ (الدرلابن عبدالسر ۱۸۰۔۱۸۲، سیرۃ ابن ہشام ۱۹۶/۳)

(۱) جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ کے معاملے میں اپنا فیصلہ نافذ فرمادیا۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ان مقامات کی مصیبت اُٹھالی۔ (۳) تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اُتارا اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنا احسان جتلایا جو اللہ نے ان پر انعام فرمایا تھا۔ (۴) خصوصاً اس وقت جب اس نے ان کے دُشمن پر تیز اور تند ہوا چلادی تھی۔ (۵) اور ایسے لشکر بھیجے تھے جنہیں وہ دیکھ نہ سکتے تھے۔ (۶) ان لشکروں کے مقابلے پر جو اہل مدینہ پر بالائی سمت سے آئے تھے۔ (۷) اور وہ جوان کے نیچے کی سمت سے آئے تھے (جب خوف کے مارے)۔ (۸) آنکھیں غلطی کرنے لگی تھیں اور دل ہتھیلیوں میں آن پڑے تھے۔ (۹) اور لوگ اللہ کے ساتھ نامناسب گمان کرنے لگے تھے۔ جب آزمائش مصیبت آن پڑی تھی۔ (۱۰) اور منافقین کی سخت باتیں۔ (۱۱) اور ان میں سے ایک جماعت نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہمیں تو اللہ نے اور اس کے رسول نے دھوکے کا وعدہ دیا تھا۔

(۱۲) اوران میں سے ایک جماعت نے اللہ کی نصرت اوراس کے رسول کی نصرت سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ (۱۳) اور وہ اپنے بھائی بندوں کو بلا کررسول اللہ کا ساتھ چھوڑنے کا کہہ رہے تھے۔ (۱۴) اللہ نے ان لوگوں کی زبان کی تیزی کا ذکر بھی نازل کیا۔ (۱۵) اور جنگ سے ان کی کمزوری کا ذکر کیا ہے۔ (۱۶) اس کے بعد مسلمانوں کا ذکر کیا ہے۔ (۱۷) اور آزمائش اور مصیبت کے وقت ان کے تصدیق کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (۱۸) اور یہ ذکر کیا ہے کہ فَمِنۡهُمۡ من قضىٰ نحبه ومنهم من ينتظرو ما بدلوا تبديلا۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو اپنی حاجت اور دلی خواہش شہادت حاصل کرنے والی پوری کر چکے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ابھی تک شہادت کی آرزو لئے بیٹھے ہیں۔ مگر انہوں نے دین نہیں تبدیل کیا۔ (۱۹) اس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ ورداللہ الذین کفروا بغیظهم لم ينا لوا خيرًا و كفى الله المؤمنين القتال و كان الله قويًا عزيزًا (احزاب:۲۵) کہ اللہ نے کافروں کوان کے غیظ وغضب سمیت واپس لوٹایا تھا وہ کوئی کامیابی نہ حاصل کر سکے۔ اللہ نے اہل ایمان کے لئے قتال سے کفایت فرمائی (یعنی لڑائی کئے بغیر ان کا کام بنادیا) اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبے والا ہے۔ (۲۰) اس کے بعد اللہ نے بنوقریظہ کا ذکر فرمایا اوران کی طرف سے اور رسول کی دشمنی کا مظاہرہ کرنے کا ذکران الفاظ کے ساتھ فرمایا وانزل الذين ظاهروهم من اهل الكتاب من صياصيهم وقذف في قلوبهم الرعب (الاحزاب:۲۶)۔ اللہ نے ان لوگوں کوان کی گڑھیوں اور قلعوں سے اتارا تھا اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان سے رفاقت بنارکھی تھی۔ اوران کے دلوں میں دھاک بیٹھادی تھی۔ (۲۱) نیز اللہ نے یہود پر مسلمانوں کے تسلط کا ذکر کیا ان کو قتل کرنے اور قیدی بنانے کے بارے میں۔ (۲۲) اور یہ احسان جتلایا کہ واورثكم ارضهم وديارهم واموالهم وارضالم تطؤها وكان الله على كل شيءٍ قدير ا (احزاب:۲۷) کہ اللہ نے ہی تمہیں ان کی زمینوں کا وارث بنایا اوران کے گھروں کا اوران کے مالوں کا اور ایسی زمین کا جس پر تیرے قدم نہ رکھے تھے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۲۳) نیز قرآن مجید میں یہ مذکورہ وضاحتیں جب آپ پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ انتیس آیات میں نازل کی گئی ہیں جن کی ابتداء اس آیت سے ہے۔ يا ايها الذين آمنوا اذكروا نعمة الله عليكم اذجاء تكم جنود فارسلنا عليهم ريحًا وجنودالم تروها وكان الله بما تعلمون بصيرا۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کوخبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کوان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے ان کو عروہ بن زبیر نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ میں محاصرہ قائم کیے رکھا یہاں تک کہ انہوں نے خود مطالبہ کیا کہ انکے اور اپنے درمیان ایک ثالث مقرر کردیں جو کہ فیصلہ کرے تا کہ اس کے فیصلے پر وہ نیچے اتر آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب میں سے تم جس کو چاہو پسند کرلو ثالثی کے لئے۔

اس کے بعد راوی نے اس قصے کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ والی روایت کے مفہوم میں۔ مگر اس قول کا اضافہ کیا ہے۔

وَاَرۡضاً لَّمۡ تَطَئُوۡهَا۔ فَيَزۡعَمُوۡنَ اَنَّهَا خَيۡرُ ولا احسبها الا كل ارض فتحها الله عَزَّوَجَلَّ عَلَى وَالۡمُسۡلِمِيۡنَ اَوۡ هُوَ فَاتِحُهَا اِلىٰ يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ

ایسی زمین جس پر تم نہیں چلے ہو۔ (کے الفاظ جو قرآن میں آئے ہیں اس سے مرادلوگوں کا گمان ہے کہ وہ ارض خیر ہے۔ جب کہ میں اس کو ہر وہ زمین خیال کرتا ہوں جس کو اللہ نے مسلمانوں پر فتح کردیا ہے یا جس کو وہ فتح کرنے والا ہے قیامت تک اور سب مراد ہے)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحق نے۔ اس نے قصہ ذکر کیا ہے یہودیوں کے سعد بن معاذ کے حکم پر اُترنے کا اوراس کا جو کچھ سعد سے کہا گیا تھا اور سعد نے جو کچھ کہا تھا ابن اسحق نے کہا ہے پھران لوگوں سے اُترنے کا مطالبہ کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینے میں محبوس کردیا تھا دار زینب بنت حارث میں وہ ایک عورت تھی بنونجار میں سے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے خندقوں لوگوں کے مقام کی رات بازار مدینہ میں آج جو بازار مدینہ ہے (مصنف کے عہد میں ۳۸۴ھ میں) آپ نے وہاں خندق کھودی اس کے بعد وہ لوگ وہاں بھیجے گئے ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماردی گئیں ان لوگوں کو اس مقام کی طرف گلوں میں

طوق ڈال کر لایا گیا ان میں اللہ کا دشمن حُیَیّ بن اخطب تھا اور کعب بن اُسید وہ قوم کے سردار تھے وہ لوگ آٹھ سو افراد تھے یا نوسو۔ ان کو زیادہ سے زیادہ قرار دینے والے کہتے ہیں کہ آٹھ یا نوسو کے درمیان تھے۔ ان لوگوں نے کعب بن اسد سے کہا تھا وہی ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گروہ گروہ کر کے لے جا رہے تھے اے کعب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ (محمد) کیا کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا ہر ہر جگہ پر تم نہیں سمجھ سکتے۔

کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ بلانے والا مطعون نہیں کیا جاتا۔ اور یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ جس جس کو تم میں سے لے جایا گیا وہ واپس نہیں آیا۔ یہ تو اللہ کی قسم قتل بھی ہے۔ یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فارغ ہو گئے۔ حُیَیُّ بن اخطب (یہودی سردار کو لایا گیا یہ سب سے بڑا سازشی اور شری تھا جس نے مکے والوں کو بنو غطفان کو حضور کے مقابلے پر لا کر کھڑا کیا تھا اور بنو قریظہ سے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ ختم کر دیا تھا) اس کے جسم پر قَفّاحی پوشاک تھی (یعنی سرخ چوغہ یا) سرخ پوشاک وہ ہر طرف سے بیٹھا ہوا تھا انگلی کے پورے کے برابر تاکہ اس کو اُتار کر دوسرا استعمال نہ کر سکے اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو کہنے لگا خبردار اللہ کی قسم میں آپ کی دشمنی میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جو اللہ کو رسوا کرنا چاہتا ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے لوگو بیشک بات یہ ہے کہ اللہ کے حکم پر تو کوئی ڈر خوف کوئی ملال نہیں ہے ہر بات لکھی ہوئی ہے اور تقدیر ہے۔ یہ ایک جنگ تھی اللہ نے جس کو بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا اس کے بعد وہ بیٹھ گیا۔ لہٰذا اس کی گردن اڑا دی گئی۔ پس کہا تھا جبل بن جوال بن جوال بنو ثعلبہ میں سے تھا۔ دار قطنی نے کہا ابو عمیر نے کہا کہ وہ یہودی تھا جو مسلمان ہو گیا تھا)۔

لعمرُکَ مالام ابن اخطب نفسه ولکنّه من یَخذُلِ اللّٰه یُخذَلِ

یُجاهد حتی ابلغ النفس جهدها وقَلقَلَ یبغی العِز کل مقلقل

تیری بقا کی قسم ابن اخطب نے اپنے نفس کو ملامت تو نہیں کی مگر یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ کو رسوا کرتا ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اس نے سخت جدوجہد کی یہاں تک کہ اس میں اس کی جان چلی گئی متحرک آدمی تھا وہ عزت غلبے کا خواستگار تھا اور ہر پھرتیلا اور متحرک آدمی عزت وغلبہ کا خواستگار ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ اشعار خود حُیَیّ بن اخطب نے کہے تھے۔

(۵) ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے زہری نے حدیث بیان کی ہے کہ زبیر بن باطا قرظی کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی ان کا گذر ثابت بن قیس بن شماس کے پاس ہوا تھا۔ پھر ابن اسحٰق نے ان کے قصے کو موسیٰ بن عقبہ کے مفہوم کے مطابق ذکر کیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مکمل۔ اور ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے ان میں جس نے اس سے ثابت کے بارے میں پوچھا تھا۔ وہ کعب اسد تھے اور حُیَیّ بن اخطب اور دیگر۔ پھر کہا کہ میں تم سے پوچھتا ہوں یعنی درخواست کرتا ہوں تم سے اے ثابت اسد اس احسان کے بدلے میں جو میں نے تیرے سے کیا تھا وہ یہ ہے کہ مجھے میری قوم کے ساتھ لاحق کر دے (یعنی مجھے بھی مروا دے) اللہ کی قسم ان لوگوں کے بعد زندہ رہنے میں کوئی صبر نہیں کر سکتا جب تک کہ میں اپنے دوستوں سے نہ مل جاؤں۔ لہٰذا ثابت ان کو بھی آگے لے گئے اور ان کی بھی گردن مار دی گئی۔ جب ابو بکر صدیق ؓ کو ان کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ وہ اپنے دوستوں سے مل گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ میں جلا دے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قتل کا حکم دیا تھا ہر اس شخص کے لئے جو ان میں سے جوان ہو چکے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے حال یعنی بنو قریظہ کے مال تقسیم کر دیئے تھے اور ان کی عورتوں کو اور ان کی اولادوں کو مسلمانوں کے درمیان۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے وہ فرماتے ہیں کہ تقسیم اور حصہ دہی نہیں واقع ہوئی مگر بنو قریظہ کے بارے میں جدوجہد کرنے والے نمازیوں میں اس دن گھوڑے چھتیس تھے گھڑ سواروں کے لئے۔ اس مال بنو قریظہ میں رسول اللہ ﷺ نے دو دو حصے مقرر کیے تھے۔ دو حصے گھوڑوں کے اور دو حصے آدمیوں کے۔ لہٰذا اس تقسیم کی سنت اور طریقے پر تقسیمات جاری رہتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس دن مقرر کیے تھے گھوڑ سوار کے لئے اور اس کے گھوڑے کے لئے تین حصے۔ یعنی ایک کا ایک حصہ اور اس کے گھوڑے کے دو حصے۔ اور پیدل کا ایک حصہ۔

(۶) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید بنو عبداللہ الاشھل کو بھیجا تھا بنو قریظہ کے قیدیوں کے ساتھ نجد کی طرف اس نے ان کے بدلے میں گھوڑے اور اسلحہ خریدا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی ذات کے لئے ان میں منتخب کیا تھا۔ ان کی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو جو کہ بنو عمرو بن قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ رہی تھی حضور اکرم ﷺ کی وفات تک۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی ملکیت میں تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پیش کش کی تھی کہ آپ ﷺ ان سے شادی کر لیں۔ اور اس پر پردے کا حکم لاگو کر دیں۔ وہ کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے اپنی ملکیت میں (لونڈی کی حیثیت سے) چھوڑ دیں یہ بات زیادہ ہلکی پھلکی ہوگی آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تھا۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو قیدی بنایا تھا اس نے اسلام کے ساتھ تعصب رکھ لیا تھا اور یہودیت کے سوا سے انکار کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو علیحدہ کر دیا تھا۔ اور آپ اپنے دل میں اس کی اس اداء سے ناخوش تھے۔ حضور ﷺ ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اچانک آپ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آہٹ سنی آپ نے فرمایا کہ یہ ثعلبہ بن سَعیہ ہے مجھے بشارت دینے آرہا ہے ریحانہ کے مسلمان ہونے کی۔ اتنے میں اس نے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ ابھی ابھی ریحانہ مسلمان ہوگئی ہے اس بات نے حضور اکرم ﷺ کو خوش کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۶۔۱۹۸۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۲۵۔۱۲۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے (رحمتہ اللہ علیہ) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ عبدالملک بن عمیر سے اس نے عطیہ قرظی سے وہ کہتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قید ہونے والوں میں سے تھا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان قیدیوں میں جو جوان ہو چکے ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں میں ان میں سے تھا جو ابھی تک جوان نہیں ہوئے تھے۔ لہٰذا میں (زندہ) چھوڑ دیا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۷)

باب ۷۸

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعاء اپنے زخم کے بارے میں

اور ان کی دعاء کی قبولیت اور اس بارے میں ان کی کرامت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن رافع نے اور حسین بن منصور نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن نُمیر نے ان کو ھشام نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی ہیں۔ حضرت سعد کو تیر لگ گیا تھا خندق والے دن اس کو قریش میں سے ایک آدمی نے نشانہ مارا تھا۔ اس کو حبان بن عرفہ کہتے تھے۔ اس نے ان کو رگ اکحل پر مارا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگا دیا تھا تاکہ آپ ان کی قریب سے عیادت کر لیا کریں۔ (ابوداور کتاب الجنائز حدیث ۳۱۰۱ ص ۳/۱۸۶)

جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس لوٹے اور آپ نے اسلحہ اتار کر رکھ دیا اور غسل بھی کر لیا۔ تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس پہنچے۔ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں۔ اللہ کی قسم ہم نے تو ابھی تک نہیں اُتارے۔ آپ نکلیں ان کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں اس نے بتایا کہ یہاں پر اور انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نکلے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے

حکم پر اُترے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں حکم اور فیصلہ سعد کی طرف پھیر دیا۔ سعد نے کہا کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو ان میں سے لڑنے کے قابل ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولادوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے مال مجاہدین میں تقسیم کر لئے جائیں۔ میرے والد نے بتایا کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تحقیق آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ (ابن نُمیر کہتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت سعد کا زخم ان کو چھوڑنے کے لئے خشک ہو گیا تھا۔ انہوں نے دعا کی۔ اے اللہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھے تیری رضا کے لئے اس قوم کے ساتھ جنہوں نے آپ کے رسول کی تکذیب کی ہے اور ان کو نکالا اور لڑنے سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔

اے اللہ میں گمان کرتا ہوں آپ نے ہی ان کے اور ہمارے درمیان جنگ بند کرا دی ہے۔ اگر قریش کی جنگ سے کچھ باقی رہ گئی ہے تو مجھے ان کے لیے زندہ رکھ میں تیری رضا کے لئے ان سے لڑوں گا۔ اور اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو پھر تو اس زخم کو دوبارہ جاری کر دے اور میری موت اس کے اندر رکھ دے۔ کہتے ہیں کہ یہ دعا کرتے ہی ان کا زخم نرم ہو کر دوبارہ پھوٹ پڑا۔ مسجد میں جو ان کے اھل خیمہ گئے بنو غفار ہی سے ان کو اس خون نے ڈرا دیا جو ان کی طرف بہہ کر جا رہا تھا انہوں نے آواز لگا کر پوچھا اے اھل خیمہ یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہماری طرف آ رہا ہے۔ جب کہ وہ سعد کا خون تھا جو ان کا زخم تازہ ہونے سے بہہ رہا تھا چنانچہ اس سے اُن کا انتقال ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زکریا بن یحیٰ سے اُس نے عبداللہ بن نمیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے اس نے عبداللہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی، باب رجع النبی ﷺ من الاحزاب۔ مسلم کتاب الجہاد۔ حدیث ۶۵ ص ۱۳۸۹)

اور اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحٰق بن یسار نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ انہوں نے اپنی دعا میں کہا تھا کہ اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دو۔ اور مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں بنو قریظہ سے۔ (مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۷ ص ۱۳۹۰/۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو علی حسن بن محمد روزباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابو مسرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی۔ المقری نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے ان کو ابو زبیر نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ احزاب والے دن حضرت سعد بن معاذ کو تیر مارا گیا۔ انہوں نے ان کی رگ اکحل کاٹ دی تھی رسول اللہ ﷺ نے آگ کے ساتھ ان کے زخم کو داغ دیا تھا۔ لہٰذا ان کا ہاتھ پھول گیا تھا پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا خون بہا پھر دوبارہ اس کو داغ دیا پھر ان کا ہاتھ پھول گیا جب سعد نے اس کو دیکھا تو دعا کی اے اللہ میری روح نہ نکالنا اس وقت تک کہ جب تک کہ میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں بنو قریظہ کے بارے میں انہوں نے اپنی اس رگ کو کس کر باندھ دیا۔ لہٰذا اس سے ایک قطرہ بھی نہ گر رہا تھا۔

حتیٰ کہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر نیچے اتر آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں۔ اس سے مسلمان مدد حاصل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا۔ کہ تم اللہ کے حکم کو پہنچ گئے ہو ان کے بارے میں (یعنی تم نے اللہ کی مرضی کے مطابق فیصلہ کیا ہے) وہ لوگ چار سو افراد تھے جو حضور اکرم ﷺ ان کے قتل سے فارغ ہو گئے تو ان کی رگ دوبارہ کھل گئی اور وہ انتقال کر گئے اللہ ان پر رحم فرماتے۔ (ترمذی کتاب السیر۔ حدیث ۱۵۸۲ ص ۱۴۴/۴۔ ۱۴۵۔ سند احمد ۳:۳۵۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن علی بن معاویہ العطار نیساپوری نے ان کو ابو حامد احمد بن محمد بن احمد بن بالویہ عفصی نے ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن محمد قریشی نے ان کو ابن ادریس نے عبداللہ سے انہوں نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک یہ وہ آدمی ہے جس کے لئے عرش الٰہی ہل گیا ہے یعنی سعد بن معاذ اور ان کے

جنازے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے لے کر گئے ہیں البتہ تحقیق اس کو بھیجا گیا تھا پھر اس کو کھولدیا گیا ہے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی اور ابن سلمہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معتمر نے اپنے والد سے اُس نے حسن سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے عرش رحمٰن حرکت میں آ گیا تھا اس کی روح کے آنے کی خوشی کی وجہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے ان کو ان کے والد نے اور شعیب بن لیث نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی لیث بن سعد نے یزید بن ھاد سے اس نے معاذ بن رفاعہ سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور پوچھا کہ یہ کون نیک بندہ تھا جو فوت ہوا ہے اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور خوشی سے عرش جھوم گیا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو اچانک وہ سعد بن معاذ تھے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کی قبر پر بیٹھ گئے وہ ورد کیے جا رہے تھے وہ ابھی بیٹھے ہوئے ہی تھے اچانک آپ نے دومرتبہ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہا لوگوں نے بھی یہ سن کر سبحان اللہ کہا پھر کہا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حیران ہوتا ہوں اس عبد صالح کی وجہ سے اس کے اوپر اس کی قبر میں سختی کی گئی حتی کہ اب اس کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ (سند احمد ۳/ ۳۲۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن رفاعہ بن رافع زُرقی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میری قوم کے مردوں میں سے جن کو میں چاہتا ہوں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ رات کے اندر ریشم کے عمامے کو سر پر سجائے ہوئے کہنے لگے اے محمد ﷺ یہ کون میت ہے جس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور عرش اس کے لیے خوشی سے متحرک ہو گیا؟ لہٰذا رسول اللہ ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے جلدی کرتے ہوئے سعد بن معاذ کی طرف گئے آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ اسی وقت ہی ان کی روح قبض ہوئی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳: ۲۰۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۲۹)

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس عاصم نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن رفاعہ بن رافع نے ان کو خبر دی محمد بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن جموح نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ اپنی قبر میں رکھے گئے رسول اللہ ﷺ نے سبحان اللہ کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سبحان اللہ کہا اس کے بعد آپ نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کس وجہ سے سبحان اللہ کہا تھا آپ نے فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی حتی کہ اللہ نے اسے کھولدی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۰۳)

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن عبداللہ نے کہ انہوں نے سعد کے گھر آئے کسی فرد سے پوچھا تھا تمہارے پاس اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے قول میں سے کیا بات پہنچی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ کوتاہی کرجاتے تھے پیشاب کرنے کے بعد بعض دفعہ وضو کرنے یا استنجا کرنے میں۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

باب ۷۹

حضرت ثَعلَبہ اور اُسید ابناء سَعیَہ کا اور اَسَدُ بن عبید کا مسلمان ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مُقری اسفرائنی نے وہیں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحق وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وھب بن جریر بن حازم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے محمد بن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر نے اس نے بنوقریظہ کے ایک بوڑھے سے اس نے کہا کہ ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آدمی آیا تھا اس کا نام تھا ابن الہیبان۔ اللہ کی قسم ہم نے کبھی کوئی آدمی اس سے بہتر نہیں دیکھا وہ ہمارے سامنے مقیم رہا جب بارش بند ہو جاتی تھی تو ہم اس سے کہتے تھے کہ ہمارے لیے بارش طلب کیجئے وہ کہتا تھا نہیں ایسے نہیں اللہ کی قسم بلکہ بارش کی دعا کرنے جانے سے قبل تم لوگ صدقہ کرو وہ کہتے تھے کہ کیا صدقہ کریں؟ وہ کہتا تھا کہ ایک صاع کھجوریں یا ایک مدجَو ہم لوگ صدقہ کرتے تھے وہ ہمیں لے کر ہمارے میدان میں جاتا بس اللہ کی قسم ابھی تک وہ اپنی مجلس سے اُٹھتا تھا کہ ہمارے ساتھ گھاٹیاں پانی کی بھر کر بہنے لگتیں۔

اس نے صرف ایک دومرتبہ نہیں بلکہ کئی بار ایسے کیا تھا جب اس کی وفات ہونے لگی تو اس نے کہا اے جماعت یہود۔ کیا تم لوگ مجھے دیکھتے نہیں ہو کہ میں شراب اور خمیر کی (یعنی کھانے پینے والی) سرزمین سے بھوک اور تکلیف والی زمین پر آ گیا ہوں مجھے کیا چیز یہاں لے کر آئی ہے ہم نے کہا کہ تم یہ بہتر جانتے ہو اس نے بتایا کہ مجھے ایک نبی کی توقع اور آرزو یہاں لے آئی ہے جو ابھی مبعوث ہونے والا ہے۔ اور یہی اس کا شہر ہوگا ہجرت کرنے کے بعد۔ وہ بھیجا جائے گا خون بہانے کے حکم کے ساتھ اور اولادوں کو قید کرنے کے ساتھ (مراد جہاد ہے) یہ بات تمہیں اس کے پاس جانے سے مانع نہ بنے اور تم سے پہلے ان سے کوئی اور نہ ملنے پائے (یعنی تم پیچھے نہ رہ جانا بلکہ اس کو جان لینا)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنوقریظہ کے ایک شیخ (معمر آدمی) سے کہ انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعیہ اُسید بن سعیہ اسلام اور اسد بن عبید بنو ہزل کی جماعت کا مسلمان ہونا کس وجہ سے ہوا تھا۔ یہ لوگ بنوقریظہ میں سے نہیں تھے۔ نہ ہی بنونضیر میں سے تھے بلکہ وہ اس سے اُوپر تھے۔ میں نے بتایا کہ مجھے نہیں معلوم۔ اس نے بتایا کہ ہم لوگوں کے پاس شام کے ملک کے یہودیوں میں سے ایک آدمی آیا تھا اسے ابن الہیبان کہا جاتا تھا۔ پھر اس (معمر شخص نے) روایت جریر کے مفہوم کے مطابق قصہ ذکر کیا۔ اور اس نے اس بات کا اضافہ کیا کہ جب وہ رات آئی تھی جس رات قریظہ کی بستی فتح ہوگئی تھی۔ تو ان تین آدمیوں نے کہا تھا۔ وہ اس وقت کڑیل جوان تھے۔

اے جماعت یہود یہ شخص (محمد ﷺ) وہی ہے جس کا ذکر تم لوگوں سے ابن الہیبان نے کیا تھا۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا تھا؟۔ انہوں نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم بیشک وہ اللہ وہی ہے اے جماعت یہود۔ بیشک یہ اللہ کی قسم البتہ وہی ہے اپنی صفت کے ساتھ۔ اس کے بعد وہ نوجوان اترے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور انہوں نے اپنے مال چھوڑ دیئے اولادیں چھوڑ دیں اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ صحابہ نے کہا کہ ان کے مال قلعے میں تھے مشرکین کے ساتھ جب قلعے فتح ہوئے۔ یہ مال ان کو واپس کر دیئے گئے۔ ابن اسحق کے خیال کے مطابق اسی رات عمرو بن سُعدی قرظی نکلا اور وہ

رسول اللہ ﷺ کے محافظ (چوکیدار) کے پاس گذرا اس رات کو محمد بن مسلمہ اس ذمہ داری پر مامور تھے۔ انہوں نے جب اس کو دیکھا تو پوچھا کہ کون ہے یہ؟ اس نے نے بتایا کہ میں عمرو بن سُعد ہوں۔ اور وہ یعنی عمرو وہی تھے جنہوں نے بنوقریظہ کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے غداری و دھوکہ کرنے میں۔ اور اس نے کہا تھا کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کبھی بھی دھوکہ نہیں کروں گا۔ محمد بن مسلمہ نے جب اسے پہچان لیا تو پڑھا۔ اللھم لاتحرضی عثرلت الکرام پھر اس کا راستہ انہوں نے چھوڑ دیا وہ چلا گیا۔ حتی کہ وہ رات اس نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گذاری مدینے میں۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا آج تک اس کا پتہ نہ چل سکا کہ وہ دھرتی پر کہاں گیا رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ ایسا آدمی تھا اللہ نے جس کو نجات دے دی تھی اس کے عہد پر قائم رہنے اور ایفاء عہد کرنے کی وجہ سے۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ وہ جکڑا گیا تھا ان لوگوں کے ساتھ جو جکڑے گئے تھے۔ بنوقریظہ میں سے جب وہ نیچے اُتر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر۔

اس کے بعد۔ اس کی بوسیدہ رسی کا ٹکڑا پھینک دیا گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ خندق کے اور بنوقریظہ کے معاملے پر قرآن نازل فرمایا۔ سورۃ احزاب کی صورت میں اس میں اللہ نے ذکر فرمایا ہے جو کہ اس میں آزمائش اور اللہ کی نعمت واحسان ان پر نازل ہوا تھا۔ اور اس کا ذکر کہ اللہ نے مسلمانوں کی کفایت کی تھی دشمنوں کے احزاب اور گروہوں سے۔ جب اس مصیبت کو اللہ نے ان سے دور کر دیا تھا۔ سوء ظن پیدا ہو جانے کے بعد اور اھل نفاق کے قول کے بعد جو انہوں نے سوء ظن پیدا کر لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یا ایھاالذین امنوا اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذجاء تکم جنود' فارسلناعَلَیھِمْ رِیحاً وَ جُنُودًا لَم تَرَوْھَا۔ الخ

اے اہل ایمان اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تمہارے پاس اس وقت ہوا جب تمہارے پاس کفار کے لشکر آ چکے تھے کہ ہم نے ان لشکروں پر شدید ہوا بھیج دی تھی اور ایسے لشکر بھیج رہے تھے جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔

باب ۸۰

ابورافع عبداللہ بن ابوالحقیق کا قتل ہونا

(اس کو سلام بن ابوالحقیق بھی کہا جاتا ہے)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو محمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ جب غزوۂ خندق کا معاملہ اختتام کو پہنچا اور حضور اکرم ﷺ نے بنوقریظہ کو (نیچے اترنے کا) حکم دیا۔ تو ابورافع سلام بن ابوالحقیق ان لوگوں میں سے تھا جس نے رسول اللہ ﷺ پر احزاب وگروہ جمع کرائے تھے (یعنی لشکر کشی کروائی تھی۔ ادھر قبیلہ اوس کے (مسلمان) غزوۂ اُحد سے قبل کعب بن اشرف یہودی سردار کو رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھنے کی پاداش میں قتل کر چکے تھے۔ وہ نہ صرف خود دشمنی رکھتا تھا بلکہ لوگوں کو بھی اس دشمنی پر اُکساتا تھا۔ اب بنوخزرج (کے مسلمانوں نے) سلام بن ابوالحقیق کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تھی وہ خیبر میں تھا۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی تھی اس بارے میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳: ۲۳۱۔ البدایۃ والنھایۃ ۴/ ۱۳۷)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمیں زہری نے خبر دی ہے عبداللہ بن کعب بن مالک سے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے حفاظت اور دفاع فرمایا تھا اس میں یہ سبب اور ذریعہ بھی تھا کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج رسول اللہ ﷺ کے دفاع کرنے میں آپس میں

مقابلہ کرتے تھے جیسے دونر باہم مقابلہ کرتے ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک جب کوئی کام کرتا رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں تو دوسرا بھی ضرور کرتا۔ جب قبیلہ اوس والوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کردیا (جو کہ دشمن رسول تھا) تو خزرج نے ایسا آدمی سوچا جو عداوت رسول میں اس جیسا ہو۔ چنانچہ انہوں نے خیبر میں موجود ابن ابوالحقیق کو سوچا اور طے کرلیا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس بات کی ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے عبداللہ بن عتیک نکلے اور ابوقتادہ اور عبداللہ بن انس اور مسعود بن سنان اور اسود بن خزاعی جو کہ حلیف تھے بنو اسلم کے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان میں فلان بن سلمہ تھے۔ یہ لوگ اس مہم پر روانہ ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ اور اوپر چڑھ گئے۔ مگر اس کی بیوی نے ان کو محسوس کرلیا اور اس نے چیخ ماری بات یہ تھی کہ وہ جب روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو منع کیا تھا کہ وہ عورتوں کو اور بچوں کو قتل نہیں کریں گے۔ ایک آدمی نے ان میں سے اس عورت پر تلوار اُٹھائی ہی تھی مارنے کے لئے۔ مگر اس کو رسول اللہ ﷺ کا منع کرنا یاد آگیا، عورتوں کے قتل سے لہٰذا اس نے فوراً اپنا ہاتھ باندھ لیا کہتے ہیں کہ اتنے میں سب نے جلدی سے اس پر تلواریں نکال لیں اور عبداللہ بن اُنیس نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھی اوپر چڑھ گئے اور اسے قتل کردیا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳: ۲۳۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۳۷)

یہی روایت بیان کی ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے اس نے اپنی والدہ سے اس نے عبداللہ بن اُنیس سے یہ کہ اسے قتل کیا تھا ابن عُتیک نے اور ابن اُنیس نے اس پر دوبارہ حملہ کر کے ختم کردیا اور یہ بھی کہا گیا کہ ابن عتیک نے اسے قتل کیا اور اس نے دوبارہ اس کا کام بھی تمام کردیا صحیح وہ ہے جو ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحیٰی بن آدم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زائدہ نے اپنے والد سے اس نے ابواسحٰق سے اس نے براء بن عازب سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کا ایک گروہ ابورافع کی طرف بھیجا تھا۔ لہٰذا اس پر عبداللہ بن عُتیک رات کے وقت داخل ہوگیا اور اسے قتل کردیا جب وہ سو رہا تھا۔ اور روایت کیا ہے اس کو بخاری نے صحیح میں اسحٰق بن نصر سے اور دیگر سے اس نے یحیٰی بن آدم سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۳۸۔ فتح الباری ۷/ ۳۴۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن حسین خثعمی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عثمان بن الودی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شریح بن مسلمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یوسف ابن ابواسحٰق نے اپنے والد سے ان نے ابواسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعُتیک کو اور عبداللہ بن عُتبہ کو چند لوگوں کے ساتھ بھیجا تھا ابورافع کی طرف۔ وہ لوگ گئے قلعے کے قریب ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ یہیں ٹھہرو میں جا کر دیکھتا ہوں کہتے ہیں کہ میں نے نرمی کی کہ میں کسی وسیع قلعے میں داخل ہو جاؤں کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا گدھا گم ہوگیا تھا وہ آگ کے شعلے لے کر اس کو ڈھونڈنے نکلے تھے۔ کہتے ہیں مجھے خوف آیا کہ وہ کہیں مجھے پہچان نہ لیں۔

لہٰذا اس نے سر کو ڈھانپ لیا اور اس طرح بیٹھ گیا کہ جیسے میں پیشاب کرنے بیٹھا ہوں کہتے ہیں کہ اتنے میں دربان نے آواز لگادی جو اندر داخل ہونا چاہتا ہے جلدی اندر آجائے میرے دروازہ بند کرنے سے پہلے کہتے ہیں کہ میں جلدی سے اندر داخل ہوگیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں قلعے کے دروازے کے پاس واقع گدھوں کے باندھنے کے کمرے میں چھپ گیا۔ کہتے ہیں ان لوگوں نے ابورافع کے پاس عشاء کا کھانا کھایا اور باتیں کرتے رہے حتی کہ رات کا ایک حصہ گذر گیا اس کے بعد سب لوگ اپنے گھروں کو لوٹ گئے جب آوازیں بند ہوگئیں اور میں نے کوئی حرکت نہ سنی اس وقت میں نکلا۔ کہتے ہیں میں نے دیکھ لیا تھا کہ دروازے کی کنجی دربان نے ایک آلے میں رکھ دی ہے میں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ لوگ نکل کر مجھے پکڑ نہ لیں۔

لہٰذا میں آہستہ آہستہ چل کر گیا پھر میں نے ان کے گھروں کے دروازے باہر سے بند کر دیئے اس کے بعد میں ابورافع کی طرف اُوپر کو چڑھ گیا سیڑھی پر گھر میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس کا چراغ بجھا ہوا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آدمی کہاں ہے میں نے آواز لگا دی اے ابورافع اس نے پوچھا کہ کون ہے۔ یہ کہتے ہی میں آواز کی جانب لپکا آگے بڑھ کر میں نے اس کو تلوار ماری اس نے چیخ ماری مگر اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا کہتے ہیں کہ میں آگے گیا جیسے کہ میں اس کی فریاد سننے کے لئے آرہا ہوں میں نے پوچھا کیا ہوا اے ابورافع؟ میں نے آواز بدل لی تھی۔ اس نے کہا کیا تجھے پریشانی نہیں ہو رہی تیری جان کے لئے ہلاکت ہو میرے پاس کوئی آدمی داخل ہو گیا ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے۔

کہتے ہیں کہ میں اور اس کے قریب ہوا اور میں نے ایک اور تلوار ماری اس کو مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اب اس نے ایک چیخ ماری اور اتنے میں اس کے گھر والے اُٹھ گئے کہتے ہیں کہ میں نے جلدی سے آواز بدلی ایسے ہو گیا جیسے میں اس کی فریاد سننے آیا ہوں وہ پشت پر لیٹا ہوا تھا میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھ دی اندھیرے میں اور اس پر سہار کرتے ہوئے اوپر چڑھ گیا وہ اس کو کاٹتی ہوئی پار نکل گئی یہاں تک میں نے اس کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی اس کے بعد میں گھبرا کر نکلا اور سیڑھی پر آیا اترنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں سیڑھی سے گر گیا جس کی وجہ سے میرے پیر کا جوڑ نکل گیا۔ لہٰذا میں نے ان کو باندھ لیا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا وہ اُچک رہا تھا۔ میں کہا تم لوگ جاؤ جا کر رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک کہ میں اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ کہتے ہیں کہ جب صبح ہو گئی تو موت کی خبر دینے والے نے کہا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا تو میرے ساتھ کوئی تکلیف و بیماری نہیں تھی میں نے اپنے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے سے قبل ہی پا لیا اور میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن عثمان سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۰۔ فتح الباری ۳۴۱/۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی منیعی نے اور حسن نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کئی آدمیوں کو ابورافع یہودی کے پاس بھیجا۔ اور ان پر عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر کیا۔ ابورافع رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتا تھا اور ایذا پہنچانے پر مدد کرتا تھا۔ اور وہ اپنے قلعے میں تھا ارض حجاز میں وہ لوگ قلعے کے پاس پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ شام کے وقت مویشیوں کے ساتھ سرِ شام واپس چلے گئے تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنی اصلی جگہ پر بیٹھ جاؤ میں جاتا ہوں جا کر گیٹ میں سے نرم روش اختیار کرتا ہوں شاید کہ میں داخل ہو جاؤں۔

کہتے ہیں کہ وہ دروازے کے قریب گیا پھر اُس نے اپنے کپڑے کے ساتھ گھونگھٹ کر لیا گویا کہ وہ قضاء حاجت کر رہا ہے حالانکہ لوگ اندر داخل ہو رہے تھے۔ لہٰذا گیٹ میں سے (اس کو اندھا بندہ سمجھ کر) آواز لگائی اے اللہ کا بندہ رک تم اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو داخل ہو جاؤ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں۔ میں داخل ہو گیا اور اندر جا کر چھپ گیا جب دیگر لوگ داخل ہو چکے تو دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد گیٹ کی چابیاں ایک کیل پر لٹکا دی گئیں۔ کہتے ہیں میں اُٹھ کر چابیاں اُٹھائیں اور دروازہ کھول دیا۔ ابورافع کے پاس رات کو کہانیاں سنائی جاتی تھیں۔ وہ اُوپر کی منزل پر تھا۔ جب اس کے قصہ گو اس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف اُوپر کو چڑھ گیا جونہی میں کسی دروازے سے جاتا تو اس کو اندر سے بند کرتا جاتا۔ میں نے سوچا کہ اگر لوگ میرے بارے میں جان لیں تو میری طرف نہ پہنچ سکیں حتی کہ میں اس کو قتل کر لوں۔

چنانچہ میں اس کے پاس جا پہنچا مگر وہ اندھیرے کمرے میں تھا اپنے بستر کے بیچ میں مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ گھر میں کس طرف ہے؟ میں نے آواز دی اے ابورافع اس نے پوچھا کہ کون ہو۔ لہٰذا میں اس کی آواز کی طرف جھک گیا اور میں نے اس کو گھما کر ایک تلوار ماری اندھیرے میں اور میں ڈر بھی رہا تھا۔ مگر میں کچھ نہ کر سکا اتنے میں اس نے چیخ ماری۔

کہتے ہیں کہ میں گھر سے نکل گیا میں ذرا سی دیر رک کر پھر اس کی طرف داخل ہوا میں نے کہا کیسی آواز ہے اے ابورافع اس نے کہا تیری ماں کی ہلاکت گھر کے اندر کوآدمی ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے کہنے لگے کہ پھر میں نے ایک تلوار ماری اور اس کو زخمی کر دیا مگر میں اس کو قتل نہیں کر سکا۔ اس کے بعد میں نے تلوار کا سینہ اس کے پیٹ پر رکھ دیا حتی کہ وہ اس کی پیٹھ میں اتر گئی میں نے جان لیا کہ میں نے اب اس کو قتل کر دیا ہے۔ لہٰذا میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی تک پہنچا میں نے پیر رکھا میں نے سمجھا کہ میں زمین پر آ گیا ہوں مگر میں چاندنی رات میں گر گیا جس سے میری ہڈی ٹوٹ گئی۔ لہٰذا میں نے خود اس کو اپنے عمامہ سے باندھا۔ پھر چل پڑا حتی کہ میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا میں نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا حتی کہ میں جان لوں کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے کہ نہیں؟ جب مرغے نے آواز دی تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دیتا ہوں۔ لہٰذا میں اپنے دوستوں کے پاس پہنچا میں نے کہا کہ بچ گیا ہوں بچ گیا ہوں۔ اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے ان کو خبر دی۔ لہٰذا آپ نے کہا اپنا پیر سیدھا کر میں نے سیدھا کیا حضور اکرم ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا ایسا ہو گیا جیسے میں نے کبھی اس کی شکایت نہیں کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن موسیٰ نے اس نے عبداللہ بن موسیٰ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۴۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے کہتے ہیں سلّام بن ابوالحقیق یہودی نے بنوغطفان میں تحریک چلائی اور ان کے اردگرد مشرکین عرب کے اندر وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال کی دعوت دیتا رہا اور ان کے لیے بڑے بھاری انعام مقرر کرتا رہا۔ لہٰذا ان سب کے ساتھ بنوغطفان بھی جمع ہو گئے۔ اور حُیی بن اخطب یہودی سردار (جو بنوقریظہ کے ساتھ نکلا تھا) مکے میں جا کر اہل مکہ کو بہکاتا رہا اس نے ان سے یہ بات کی کہ تمہاری برادری کے لوگ عرب ان شہروں میں پریشان ہیں وہ اولاد کے منتظر ہیں اور مال کے منتظر ہیں اور بن وغطفان تو ہماری (یہودیوں کی) بات مان گئے ہیں۔ (ان حالات میں) رسول اللہ ﷺ نے ابن ابوالحقیق کے پاس عبداللہ بن عتیک بن قیس بن اسود کو بھیجا۔ اور ابوقتادہ بن ربعی کو اور اسود خزاعی کو۔ اور ان پر آپ نے امیر مقرر کیا عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ اس کے پاس رات کے وقت گھس گئے اور اس کو قتل کر دیا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عُتیک کو اور عبداللہ بن انیس کو اور مسعود بن سنان بن اسود کو اور ابوقتادہ بن ربعی بن بلادمہ کو بنوسلمہ میں اور اسود بن خزاعی کو جو کہ ان کے حلیف تھے ان کو نجدہ کہا جاتا تھا اس کتاب کے علاوہ میں اور اسعد بن حُرام وہ البُرک میں سے ایک تھے بنواسود کے جو کہ حلیف تھے بنواسود کے رسول اللہ ﷺ نے ان پر امیر مقرر کیا تھا عبداللہ بن عُتیک کو وہ لوگ رات کے وقت ابورافع بن ابوالحقیق یہودی کے پاس اترے خیبر میں انہوں نے اس کو اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۳)

کہا موسیٰ بن عقبہ نے کہ ابن شہاب نے کہا ہے کہ کہا ابن کعب نے وہ لوگ (ابوالحقیق کو قتل کرنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا اَفْلَحَتِ الْوُجُوْہُ - کامیاب ہیں چہرے۔ ان لوگوں نے جواب میں عرض کی آپ کا چہرہ سدا کامیاب رہے یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ کیا تم نے اس (دشمن خدا اور رسول کو) قتل کر دیا ہے؟ بولے کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تلوار پکڑواؤ آپ نے اس کو میان سے نکالا اور فرمایا کہ ہاں یہی اس کا کھانا تھا۔ تلوار کی دھار پر دیکھ کر فرمایا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۹)

☆☆☆

باب ۸۱

اِبنِ نُبَیح ھُذَلی کا قتل اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی بغدادی نے اور ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اُنیس سُلمی کو بھیجا تھا۔ ابوسفیان بن خالد ھذلی لحیانی کو تاکہ وہ اس کو قتل کر آئے وہ مکے میں وادی عُرنہ میں (عرفات کے قریب) رہتا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انس سُلمی کو بھیجا تھا سفیان بن عبداللہ بن نبیح ھُذَلی لحیائی کے پاس وہ مکہ سے باہر عُرنہ میں تھا یا عرفہ میں اس نے اپنے پاس لوگ جمع کر رکھے تھے تاکہ ان کے ساتھ مل کر وہ رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اسے قتل کر دے عبداللہ بن انیس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسا ہے کس طرح ہے یعنی اس کی صفت (یعنی حلیہ) وغیرہ مجھے بتائیں آپ نے فرمایا کہ جب آپ اس کو دیکھیں گے تو اس سے ڈر جائیں گے اور اس سے خوف زدہ ہو جائیں گے۔ عبداللہ نے کہا کہ میں کسی شئی سے بھی ہرگز نہیں ڈرتا ہوں۔

عبداللہ روانہ ہو کر لوگوں سے مل گئے۔ اور بنوخزاعہ کے ساتھ لاحق ہو گئے جو بھی ملتا وہ اس سے کہتے کہ میں سفیان سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ میں اس کے پاس رہوں اور اس کے ساتھ ہو جاؤں۔ لہٰذا وہ سفیان سے اس وقت ملے جب وہ بطن وادی عُرنہ میں پیدل چل رہا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے رحا کا ایک گروہ تھا۔ جو مکے کے باسی تھے عبداللہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کو دیکھا تو میں اس سے ڈر گیا اور خوف زدہ ہو گیا اور میں اس سے دور یا الگ ہو گیا میں نے دل میں سوچا سچ فرمایا تھا اللہ نے اور اس کے رسول نے پھر گھات لگا کر اس کے لئے بیٹھ گیا حتیٰ کہ جب لوگ اس سے ہٹ گئے تو میں نے اس پر اچانک حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اہل مغازی کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی خبر عبداللہ بن انیس کے قتل کرنے سے پہلے مل گئی تھی۔ موسیٰ نے کہا انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے واللہ اعلم کہ رسول اللہ ﷺ اس کو عصا بھی دیا تھا۔ یا اس کو تھام کر رکھا۔ لہٰذا وہ اس کے پاس رہا حتیٰ مرنے کے وقت اس نے وصیت کی تھی وہ عصا اس کے کفن میں رکھ دیا گیا تھا اس کے چمڑے اور کفن کے درمیان اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن انیس کو ابن نبیح کی طرف کہاں سے بھیجا تھا کیا مدینہ سے یا کہیں اور جگہ۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور عروہ کی روایت میں عصا کا تذکرہ نہیں ہے۔

(عیون الاثر ۲/۵۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۴۱۔ صالحی ۵/۵۷۔ الدلائل لابی نعیم ۴۵۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن سعد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابراہیم عبدی نے ان کو حدیث بیان کی نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عبداللہ سے یعنی ابن عبداللہ بن اُنیس نے اپنے والد عبداللہ بن انیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ ابن نُبیح ھُذلی میرے ساتھ لڑنے کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ وادی نخلہ میں ہے یا کہا تھا کہ عُرنہ میں ہے تم اس کے پاس جاؤ اور جا کر اسے قتل کر آؤ میں نے کہا

یارسول اللہ ﷺ اس کی کوئی صفت بتائیں مجھے کوئی حلیہ وغیرہ تاکہ میں اس کو پہچان سکوں آپ نے فرمایا کہ تیرے اور اس کے درمیان علامت یہ ہے کہ تم اس کو دیکھو گے تو اس کی کھال سکڑی ہوئی اکٹھی ہورہی ہوگی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں تلوار لٹکا کر روانہ ہوگیا۔حتیٰ کہ میں اس کے پاس پہنچ گیا۔(یا جلدی پہنچا دیا گیا) عورتوں کے ہودج میں جن کے ساتھ منزل کو تلاش کیا جاتا ہے جب کہ اس وقت عصر کا وقت ہوچکا تھا میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے وہ صفت پالی جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے بیان کی تھی جلد کا سکڑا ہوا ہونا۔ میں اس کی طرف چلا گیا اور مجھے ڈر لگا کہ اس کے اور میرے درمیان بات چیت طویل ہوگئی تو وہ میری نماز سے مجھے مشغول کردے گا۔

لہٰذا میں نے نماز پڑھ لی اور میں اس کی طرف چلتا گیا۔ میں اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرتا گیا جب میں اس کے پاس پہنچ گیا۔اس نے پوچھا کہ کون جوان ہو۔ میں نے بتایا کہ عرب میں سے ایک آدمی ہوں۔ میں نے آپ کے بارے میں سنا ہے۔اور آپ کی جماعت کے بارے میں جو آپ نے اس آدمی (محمد ﷺ) کے مقابلے کے لیے جمع کی ہے۔ میں بھی اسی سلسلے میں آیا ہوں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم لوگ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں تھوڑا سا اس کے ساتھ چلتا گیا۔حتیٰ کہ جب اس نے مجھے موقع دیا مجھے قدرت ملی تو میں نے یکا یک اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کردیا۔ پھر میں جلدی سے نکل گیا۔اور اس کی عورتوں کو اس کے اُوپر اُوندی پڑی ہوئی چھوڑ آیا (یعنی روتی ہوئی)۔

جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا اَفْلَحَ الْوَجْهُ کامیاب رہے یہ چہرہ، میں نے کہا میں نے اس کو قتل کردیا ہے یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مجھے ساتھ لے کر اپنے گھر میں چلے گئے انہوں نے مجھے ایک عصا (لکڑی وغیرہ) دی اور فرمایا کے ان کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا اے عبداللہ بن انیس میں اس کو لے کر لوگوں کے پاس آیا انہوں نے پوچھا اے عبداللہ بن انیس یہ کیسا عصا ہے آپ کے ساتھ میں نے بتایا کہ یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا ہے۔اور مجھے حکم دیا ہے کہ اس کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا انہوں نے کہا کہ کیا آپ دوبارہ حضور اکرم ﷺ کے پاس نہیں جائیں گے آپ ان سے اس کے بارے میں پوچھنا۔

کہتے ہیں کہ میں میں لوٹ کر آپ کے پاس واپس گیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے یہ مجھے بھلا کیوں دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن میرے اور آپ کے درمیان نشانی ہوگی بیشک کم ہی لوگ اس دن عصا پر سہارا لگائے ہوئے ہونگے۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ جوڑے رکھا تھا وہ ہمیشہ ان کے پاس رہی حتیٰ کہ جب وہ فوت ہونے لگے تو حکم دیا کہ وہ ان کے کفن کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ لہٰذا دونوں ساتھ ہی دفنائے گئے۔ (سند احمد ۳/۴۹۶)

اس کو روایت کیا ہے عبدالوارث بن سعید نے محمد بن اسحٰق بن یسار سے اور اس نے کہا کہ وہ گئے تھے۔

خالد بن سفیان ھُذَلی کے پاس۔ (سیرہ ابن ہشام ۴/۲۲۸)

☆☆☆

باب ۸۲

غزوۂ بنو مُصطَلِق (اسی کو غزوۂ مُرَیسیع) بھی کہتے ہیں

اوراس میں آثار نبوت کا ظہور[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابومریم اس نے ابولھیعہ سے اس نے ابوالاسود نے عروۃ سے وہ کہتے ہیں کہ بنومصطلق اور بنولحان شعبان ۵ھ میں ہوا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحٰق نے ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے حزامی نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے اس نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے ذکر مغازی رسول اللہ میں کہ آپ نے بنومصطلق اور بنولحیان سے قتال کیا تھا شعبان ۵ھ۔اور ہم نے روایت کی ہے قتال سے کہ انہوں نے کہا کہ غزوہ مریسیع ۵ھ میں ہوا تھا ہجرت۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اصفہانی نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ غزوہ مُرَیسیع ۵ھ میں ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نکلے تھے پیر کے دن جب شعبان کی دوراتیں گذر چکی تھیں۔اور حضور اکرم ﷺ مدینے میں آئے تھے ماہ رمضان میں۔اور آپ نے مدینے پر زید بن حارثہ کو نائب مقرر کیا تھا۔واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی شعیب بن عباد نے مسور بن رفاعہ سے وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے۔سات سوافراد میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنومُصطَلِق کے ساتھ جہاد کیا جو قبیلہ خزاعہ میں سے تھے شعبان ۷ھ میں۔اسی نے کہا ہے ابن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحیٰ بن حبان نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے ہر ایک نے کچھ نہ کچھ حدیث بیان کی ہے ان میں سے زیادہ جامع حدیث وہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے (کیونکہ) آپ کو اطلاع ملی تھی کہ بنومُصطَلِق آپ کے مقابلے کے لیے اکھٹے ہو رہے ہیں۔اور ان کا قائد حارث بن ابوضرار۔جویریہ زوجہ رسول اللہ ﷺ کا والد تھا۔

حضور اکرم ﷺ چلتے رہے حتی کہ مقام مُرَیسیع میں پہنچ گئے یہ پانی کا مقام تھا بنومصطلق کے پانیوں میں سے۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے کے لئے پوری تیاری کر رکھی تھی۔لہٰذا لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور لڑ پڑے اس لڑائی میں رسول اللہ ﷺ نے بنومصطلق کو شکست دی ان میں سے جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل بھی ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹوں کو اور مالوں کو اور عورتوں کو بطور غنیمت تقسیم کر دیا۔ان کو مفت دیا۔اور اس پر نگرانی کی مقام قدیہ سے اور ساحل سے۔(سیرۃ ابن ہشام ۲۴۸/۳)

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۶۳/۲،۔سیرۃ ابن ہشام ۲۴۷/۳۔مغازی للواقدی ص ۴۰۴/۱۔بخاری ۱۱۵/۵۔تاریخ طبری ۶۰۴/۲۔انساب الاشراف ۶۴/۱۔ ابن حزم ۲۰۳۔دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۴۷،۔تاریخ ابن کثیر ۱۵۴/۴۔نہایۃ الارب ۱۶۴/۱۷۔عیون الاثر ۱۲۲/۲۔سیرۃ حلبیہ ۳۶۴/۲۔سیرۃ شامیہ ۴۸۶/۴۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو محمد بن عبداللہ بن اخی زہری نے اور معمر بن راشد نے آخر میں انہوں نے کہا کہ بیشک بنو مصطلق خزاعہ میں تھے وہ الفرع میں اترے تھے۔ وہ لوگ بنومدلج کے حلیف تھے۔ اور ان کا سردار حارث بن ابوضرار تھا۔ وہ اپنی قوم کا بھی سردار تھا اور ان سب کا جن پر وہ قادر تھا عرب میں سے۔ اس نے ان سب کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے بلایا تھا انہوں نے گھوڑے خریدے اور ہتھیار خریدے اور رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لئے تیاری کر لی تھی۔ لہٰذا ان کے اونٹ سوار لوگوں نے اپنے زاویے سے پیش قدمی بھی کر لی تھی وہ اپنی اور ان کی خبریں دے رہے تھے رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچ گئی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے بریدہ سلمی کو روانہ کیا اس نے اس بارے میں معلومات حاصل کیں اور واپس آ گئے اور اسی بات کی خبر انہوں نے مسلمانوں کو دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور سب نے ان کے مقابلے میں روانگی کے لئے جلدی کی۔ (المغازی للواقدی ۱/۴۰۴-۴۰۵)

(۶) واقدی نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عبداللہ بن ابوالابیض نے اپنے والد سے اس نے اپنی دادی سے یہ جویریہ کی خادمہ تھی وہ کہتی ہیں کہ میں نے جویریہ بنت حارث سے سنا وہ کہتی تھیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے اور ہم لوگ مقام مریسیع میں تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے۔ ہمارے پاس وہ آ گیا ہے جس سے مقابلہ کرنے کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے اس قدر لوگ اور گھوڑے اور ہتھیار دیکھے جن کی کثرت کو میں بیان نہیں کر سکتی۔ جب میں مسلمان ہو گئی تو اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا تو ہم واپس لوٹ آئے۔ لہٰذا میں مسلمانوں کی طرف دیکھنے لگی وہ ایسے نہیں جیسے میں ان کو خیال کرتی تھی۔ بس میں سمجھ گئی ہوں کہ وہ ایک رُعب تھا اللہ کی طرف سے جو مشرکین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی تھا جو کہ مسلمان ہو گیا تھا اس کا اسلام کو بہت اچھے طریقے سے تھا وہ کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے سفید چمکیلے مرد دیکھے تھے سفید گھوڑوں پر سوار تھے ہم لوگوں نے انہیں نہ کبھی پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھے۔ (مغازی للواقدی ۱/۴۰۸-۴۰۹)

(۷) واقدی نے کہا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مقام مریسیع تک جا پہنچے وہ ایک پانی کا مقام ہے حضور اکرم ﷺ وہاں اترے اور آپ کے اور چمڑے کا ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ اور ان کے ساتھ ان کی عورتوں ہی سے ایک عائشہ اور ام سلمی تھیں وہ لوگ سب (یعنی مسلمان اور مشرکین) اسی پانی کے مقام پر اکٹھے ہو گئے تھے وہ لوگ خوب تیاری کر چکے تھے اور قتال کے لئے پوری طرح تیار تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی صف بندی کی۔ اور مہاجرین کا جھنڈا ابوبکر کو دیا اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کو دیا کہا جاتا ہے کہ مہاجرین کا جھنڈا عمار بن یاسر کے پاس تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمر بن خطاب کو حکم دیا اس نے لوگوں میں اعلان کیا کہ آپ لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لو اور اس کلمے کی بدولت اپنے نفسوں کو بچا لو۔ اور اپنے مال بچا لو۔ حضرت عمر نے اعلان کیا۔ ان لوگوں نے انکار کیا۔ لہٰذا پہلا شخص جس نے تیر پھینکا وہ انہی میں سے ایک آدمی تھا اس کے بعد لوگوں نے ایک گھنٹے تک مسلسل تیر اور بھالے برسائے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ سب لوگ مل کر حملہ کر دو۔ لہٰذا مسلمانوں نے مل کر یکبارگی ایک ہی آدمی کی طرح حملہ کر دیا۔ لہٰذا مشرکین کا کوئی آدمی نہ بچ سکا اسی افراد ان میں سے مارے گئے باقی ان کے سارے لوگوں کو آپ نے قید کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مردوں عورتوں کو اُونٹوں بکریوں سب کو قید کیا اور قبضے میں لے لیا۔ مسلمانوں میں سے صرف ایک آدمی شہید ہوا تھا۔ ابوقتادہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ کہتے ہیں کہ مشرکین کا جھنڈا بردار صفوان ذوسقرہ تھا میرے لئے کوئی رکاوٹ نہیں تھی حتی کہ میں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ فتح ہو گئی۔ ان کا شعار اور پہچان یہ لفظ تھا۔ یَا مَنْصُوْرُ اَمِتْ (اس کا مطلب ہے کہ موت کا حکم ہے اس سے مراد نصر و مدد کی اچھی خال پکڑنا تھا۔ مارنے کے بعد شعار کے لیے حصول غرض کے ساتھ انہوں نے اس کلمے کو اپنے درمیان علامت قرار دیا تھا اس کے ذریعے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے رات کی تاریکی کی وجہ سے)۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن ہارون نے ان کو خبر دی ابن یموت نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع کی طرف لکھا میں ان سے دعا پوچھنا چاہتا تھا قتال سے پہلے کی کہتے ہیں کہ اس نے لکھا نہ یہ بات ابتداء اسلام میں تھی تحقیق رسول اللہ ﷺ غارت کو لوٹ ڈالی تھی بنو مصطلق پر وہ

لوگ ان کو لوٹ رہے تھے حالانکہ ان کے مویشی پانی کے گھاٹ پر پانی پلائے جاتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے لڑنے والے مردوں کو قتل کیا تھا۔ اوران کے قیدیوں کو قید رکھا تھا اس دن آپ کو حاصل ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ للوانی نے کہا تھا۔ کہ جویریہ بنت حارث۔ نافع کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عمر نے یعنی اس بارے میں۔ اور وہ اس لشکر میں تھے۔

بخاری مسلم نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن عون کی حدیث سے۔ (بخاری۔ کتاب العتق۔ حدیث ۱۵۴۱۔ فتح الباری ۱۷۰/۵۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱ ص ۱۳۵۶)

تمہارے عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہر نفس جس کا پیدا ہونا قیامت تک مقدر ہو چکا وہ ہو گا

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو ابو ربیع نے ان کو اسماعیل بن جعفر نے انہوں نے ربیعہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے محیریز سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ داخل ہوئے میں اور ابو صرمہ حضرت ابوسعید خدری کے پاس ابو صرمہ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوسعید کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ عزل کے بارے میں کچھ ذکر فرماتے ہوں (یعنی عورت سے صحبت کرتے وقت انزال اندر نہ کرنا بلکہ باہر ضائع کرنا تا کہ حمل نہ ٹھہرے) انہوں نے بتایا کہ جی ہاں (پس منظر اس کا کچھ یوں تھا کہ) ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر غزوۂ بنو مصطلق میں لڑ رہے تھے ہم لوگوں نے عرب کے شرفاء اور معززین کو قیدی بنالیا تھا۔ ہمارے اُوپر اپنی (مجرد رہنے یعنی) بیویوں سے علیٰحدہ رہنے کی مدت طویل ہوگئی تھی ہم لوگوں نے رغبت کی صحبت کرنے میں مگر ہم نے ارادہ کیا کہ ہم فائدہ تو اٹھائیں۔ (یعنی صحبت تو کریں) مگر ہم عزل کریں (انزال باہر کریں) ہم نے سوچا ہم لوگ ایسا تو کریں مگر رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے موجود ہیں ان سے مسئلہ کیوں نہ پوچھ لیں۔ لہٰذا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ تمہارے اُوپر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم نہ کرو۔ نہیں لکھا اللہ عزوجل نے پیدا ہونا کسی روح کا جو کہ ہونے والی ہے قیامت مگر وہ عنقر ہو کر رہے گی۔

صحیح بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے اس نے اسماعیل سے۔

(بخاری کتاب البیوع۔ فتح الباری ۴۲۰/۴۔ مسلم کتاب النکاح حدیث ۱۲۵ ص ۱۰۶۱)

حاشیہ میں ڈاکٹر عبدالمعطی نے لکھا ہے (ضروری حاشیہ) عَزل کے معنی ہیں شرم گاہ سے ذکر کو انزال کے وقت کھینچ لینا جذب ہونے و حمل ہونے کے خوف سے (لاعلیکم ان لاتفعلوا) اس کا مطلب ہے کہ تمہارے اُوپر کوئی ضرور نقصان نہیں ہے ترک عزل میں (یعنی عزل نہ کرنے) اور اندر انزال کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے کہ ہر نفس اللہ نے جس کے پیدا ہونے کو مقدر کر دیا ہے وہ اس کو پیدا فرمائے گا لازمی طور پر پیدا کرے گا خواہ تم عزل کرو یا نہ کرو۔ تو تمہارے عزل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

ایک سردار کی بیٹی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا مثالی سلوک
غلامی سے آزادی دلوائی۔ اپنی عزت بنایا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق میں قیدی ہونے والی عورتوں کو تقسیم کیا تو (قرعہ ڈالا گیا اور) تو جویریہ بنت حارث قرعہ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی یا اس کے چچا کے حصے میں آئی تھیں۔ لہٰذا جویریہ نے اس آدمی سے مکاتبت کر لی تھی۔ وہ شیریں سخن حُسن ملیح کی مالک عورت تھی۔ نہیں دیکھتا تھا کوئی ایک اس کو مگر اس کا دل کھینچ لیتی تھیں۔ (جیت لیتی تھیں)۔

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنی مکاتبت کے بارے میں مدد مانگی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے اس کو ناپسند کیا۔ اور میں نے دل میں کہا حضور عنقریب خود اس سے یہی کیفیت ناپسندیدگی دیکھ لیں گے جو میں دیکھ رہی ہوں۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو کہنے لگی یا رسول اللہ میں جویریہ ہوں بنت حارث جو اپنی قوم کے سردار تھے۔ تحقیق مجھ پر آزمائش ومصیبت آن پڑی ہے جو آپ کے اُوپر مخفی نہیں ہے (غلامی سے نجات پانے کے لئے) میں نے اپنے نفس کی مکاتبت کر لی ہے (یعنی اتنا اتنا مال دیکر متعلقہ آدمی سے آزاد ہونے کی تدبیر کی ہے)۔ لہٰذا آپ میری (آزادی کے لئے) میری مدد کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہوگا کہ میں تیری طرف سے تیری مکاتبت کا (طے شدہ مال میں) ادا کردوں (اور یوں تجھے آزاد کرا کر) تم سے نکاح کرلوں۔ جویریہ نے کہا ٹھیک ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث کے ساتھ نکاح کرلیا ہے۔ آپ لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ تو (اس رشتے کی عظمت کے پیش نظر) رسول اللہ ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے (اس احترام کو ملحوظ رکھ کر) ان تمام لوگوں کو چھوڑ دیا جو بنو مصطلق میں سے ان کے ہاتھ میں قیدی اور غلام بن گئے تھے۔ بس البتہ تحقیق اسی (جویریہ کے) سبب سے بنو مصطلق کا ایک سو گھرانہ آزاد کر دیا گیا۔ (سیدہ عائشہ فرماتی ہیں) کہ میں نہیں جانتی کہ کوئی عورت (جویریہ سے) بڑھ کر عظیم برکت والی اپنی قوم کے لئے ثابت ہوئی ہو۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۲/۳۔ تاریخ ابن کثیر ۱۵۹/۴)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ ان کو خبر دی ابو عبداللہ بطہ نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو ہشام نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جویریہ بنت حارث نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ کی ﷺ آمد سے تین دن پہلے خواب دیکھا تھا یثرب سے چاند روانہ ہو کر آیا ہے اور میری گود میں گر گیا ہے۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں لوگوں میں سے کسی ایک کو یہ خواب بتاؤں۔ حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے کہ جب ہم لوگ قیدی بنا لئے گئے تو میں نے اپنے خواب کی امید کی۔ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آزاد کروایا اور مجھ سے نکاح کر لیا اللہ کی قسم میں نے حضور اکرم ﷺ سے اپنے قوم کے بارے میں کوئی بات چیت نہیں کی تھی حتیٰ کہ مسلمانوں نے خود ہی ان لوگوں کو چھوڑ دیا تھا۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا پر چچا زاد لڑکی سے ہی مجھے معلوم ہوا تھا اس نے مجھے یہ خبر دی تھی۔ لہٰذا اس نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

واقدی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا مہر بنو مصطلق کے ہر ہر اسیر کی رہائی قرار دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اس کی قوم کے چالیس افراد کی آزادی اس کا مہر قرار دیا تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/۴۱۱۔۴۱۲)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے ان کو ابو بکر عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابو اویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے غزوۂ بنو مصطلق کے بارے میں ھام مُرَیسیع میں انہوں نے کہا کہ اللہ نے ان لوگوں کو شکست دی اور اس غزوۂ مریسیع میں جویریہ بنت حارث بن ابوضرار قیدی ہو کر آئی۔ اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو اس کی قسمت میں بنایا تھا۔ لہٰذا وہ آپ کی عورتوں میں سے ہو گئی تھی۔ اور بعض بنو مصطلق نے گمان کیا تھا۔ کہ جویریہ کے والد نے (قیدی بن جانے کے بعد) اس کو طلب کیا تھا اور اس کا ہدیہ دیا تھا رسول اللہ کو۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کا نکاح و بیاہ خود کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۵۹/۴)

☆☆☆

باب ۸۳

غزوۂ بنومُصطلِق میں عبداللہ بن اُبی بن سلول

کی منافقت کا ظاہر ہوجانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کو محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے قصہ بنومصطلق میں کہ رسول اللہ ﷺ وہیں ٹھرے ہوئے تھے کہ اچانک پانی پر جہجاہ بن سعید الغفاری لڑ پڑا وہ اُجرت پر کام کرتا تھا عمر بن خطاب دوسرا سنان بن زید ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن حبان نے وہ کہتے ہیں کہ دونوں آدمیوں نے پانی پر ازدحام کیا اور دونوں لڑ پڑے۔ سنان بن زید نے کہا اے انصاری کی جماعت۔ اور جہجاہ نے کہا اے مہاجرین کی جماعت۔ جب کہ زید بن ارقم اور انصار کی ایک جماعت عبداللہ بن اُبی کے پاس تھے ابن اُبی نے جب یہ سنا تو بولا کہ یہ لوگ ہمارے شہروں میں ہمارے ساتھ لڑتے ہیں ہمارے اوپر حملہ آور ہوتے ہیں۔

اللہ کی قسم ہم نے ان کو جو عزت دی ہے اور قریش کی عزتوں کو تحفظ دیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کہنے والے کہا تھا۔ (ابن اُبی منافق نے عرب کا بدترین محاورہ مہاجر مسلمانوں کے لئے استعمال کیا) سَمِّنْ كَلْبَكَ يَأْكُلْكَ۔ اپنے کُتے کو پال پال کر موٹا کیا کہ تجھے کھائے گا۔ (اس کے مقابلے میں وہ یوں کہتے ہیں کہ۔ جَوِّعْ كَلْبَكَ يَتْبَعْكَ۔ اپنے کتے کو بھوکا رکھ تیرے پیچھے پیچھے پھرے گا) نیز ابن اُبی نے کہا تھا اللہ کی قسم اگر ہم لوگ مدینہ واپس لوٹ کر گئے تو ضرور بالضرور عزت دار ذلیلوں کو مدینے سے نکالدیں گے (یعنی ہم لوگ نعوذ باللہ مہاجرین کو نکالیں گے ظاہر اس بکواس کا براہِ راست رسول اللہ پر پڑا تھا)۔ نیز اس کے بعد ابن اُبی ان لوگوں سے مخاطب ہوا جو اس کے پاس اس کی قوم میں سے موجود تھے کہنے لگے تم لوگوں نے اپنے آپ کے ساتھ کیا کیا تھا۔ تم لوگوں نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں داخل کیا۔ تم لوگوں نے اپنے مال تقسیم کر کے ان کو دیئے۔ خبردار اگر تم لوگ اللہ کی قسم ان لوگوں سے اپنے آپ کو روک لیتے تو یہ لوگ تمہارے ہاں سے واپس لوٹ جاتے تمہارے شہروں سے۔

زید ابن ادہم نے یہ ساری بکواس سنی اور جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتادی وہ اس وقت لڑکے تھے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے پاس عمر بن خطاب بیٹھے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو بتادیا۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ عباد بن بشر کو پکڑیں میں اس کی گردن ماردیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عمر کے جذباتی فیصلے پر سنجیدہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا) عمر اس وقت آپ کیا کریں گے جب لوگ یہ باتیں بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں، نہیں ایسے نہ کریں بلکہ اے (شاید) عمر (ہے) آپ واپس کوچ کرنے کا اعلان کردیں۔

عبداللہ بن اُبی کو جب یہ اطلاع ملی کہ اس کی بکواس رسول اللہ ﷺ تک پہنچ چکی ہے تو وہ آیا اور آکر معذرت کرنے لگا رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اس نے آپ کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ بات نہیں کہی جو زید بن ادہم نے کہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ابن اُبی کا اپنی قوم کے اندر بھی ایک مقام تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ممکن ہے کہ یہ اس لڑکے زید بن ادہم کی غلطی ہو یا اُسے وہم ہوا ہو اس آدمی نے جو کہا ہے وہ لڑکا اس کو صحیح سمجھ نہ سکا ہو۔ مگر رسول اللہ ﷺ دوپہر کو ایسے وقت روانہ ہوگئے جس وقت عادۃً آپ روانہ نہیں ہوتے تھے راستے میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت اُسید بن حضیر ملے اس نے حضور اکرم ﷺ کو سلام نبوت کیا پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ آپ بے گاہ وقت روانہ ہوگئے ہیں خیریت تو ہے آپ اس وقت تو روانگی نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اطلاع نہیں پہنچی جو تیرے دوست ابن اُبی نے کہی ہے۔ اس نے یہ بکواس کی ہے کہ وہ جب مدینے میں آئے گا تو عنقریب عزت والے ذلیلوں کو مدینے سے نکالیں گے اُس نے کہا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی عزت والے ہیں اور وہی ذلیل ہے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ابن اُبی کے مقابلے میں نرمی فرمائیں۔

www.ahlehaq.org

اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے پاس حکم اور وضاحت لائے گا۔ بیشک ہم لوگ ان کے خلاف اعتراضات اکھٹے کررہے ہیں تا کہ اس سے بات کی جائے۔ وہ (بدبخت) یہ سوچ بیٹھا ہے کہ آپ نے شاید اس کا اقتدار چھین لیا ہے حضور اکرم ﷺ لوگوں کے ساتھ چلے آرہے تھے حتی کے رات بھر چلے اور اگلی شام تک چلتے رہے حتی کہ پھر صبح کی اور دن کا ابتدائی حصہ بھی چلے۔ حتی کہ جاتے وقت موسم سخت ہو چکا تو آپ نے لوگوں کو اُترنے کے لئے کہا تا کہ اس بات سے لوگوں کے ذہن خالی کریں جو ہوگئی تھی۔ اترتے ہی لوگ زمین پر سو گئے نیند نے سب کو آغوش میں لے لیا۔ اتنے میں سورت المنافقون نازل ہوگئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۴۸-۲۴۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے ان کو خبر دی حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو عمرو بن دینار نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے غازیوں میں وہاں پر مہاجرین ہی کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو ہاتھ کے ساتھ پیچھے سے سر پر مارا۔ تو اس انصاری نے انصاریوں کو پکار کر کہا کہ دیکھو یہ ایسی حرکت کررہا ہے اور مہاجر نے بھی ایسے ہی کہا اے مہاجرین آجاؤ اس نے ایسے کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ (نے دونوں کی بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا) کیا ضرورت ہے اس طرح جاھلیت والی پکاریں پکارنے کی۔ چھوڑ و ایسی حرکت کو یہ بدبودار بات ہے۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا۔ کیا انہوں نے ایسی بات کہی ہے۔ اللہ کی قسم اگر ہم لوگ مدینہ میں واپس لوٹ گئے تو البتہ ضرور عزت والے ذلیلوں کو۔ (یا طاقتور کمزروں کو) نکالیں گے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ انصار مدینے میں مہاجرین سے زیادہ تھے جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ اس کے بعد مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا۔ چھوڑیئے مجھے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوڑیے اس کو تا کہ لوگ باتیں نہ بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کررہے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/ ۶۵۲)

اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم کتاب الارب حدیث ۶۳ ص ۱۹۹۸)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مَرو میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ان کو اسرائیل نے سُدی سے ان کو ابوسعید ازادی نے ان کو زید بن ارقم نے وہ کہتے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی عرب بھی تھے ہم لوگ پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے جلدی کرتے تھے۔ مگر وہ دیہاتی لوگ ہم سے پہل کر لیتے تھے۔ ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ کر حوض بھر لیتا اور اس کے گرد پتھر رکھ دیتا اور اس پر چمڑے کا بچھونا ڈال کر ڈھک دیتا یہاں تک کہ اس کے ساتھی آجاتے۔ چنانچہ انصار کا ایک آدمی دیہاتی کے پاس آیا اس نے اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کی تا کہ وہ پانی پی لے مگر اس دیہاتی نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس نے پتھر ہٹا دیے جس سے وہ پانی بہہ گیا۔ اس لئے اس دیہاتی نے ڈنڈا اُٹھا کر انصاری کے سر میں دے مارا جس سے اس کے سر میں شدید زخم آگیا وہ انصاری عبداللہ بن اُبی بن سلول رئیس المنافقین کے پاس گیا اور جا کر اس کو خبر دی اس واقت وہ انصاری ابن اُبی کے ساتھیوں میں سے تھا۔ لہٰذا ابن اُبی غصے ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ تم لوگ۔ لَاتُنْفِقُوا عَلیٰ مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہ حَتّٰی ینفضوا من حولہ۔ تم لوگ ان لوگوں پر مال خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں۔

اس کے اردگرد سے یعنی اعراب و دیہاتی لوگ۔ اور وہ لوگ کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب یہ لوگ محمد ﷺ پاس سے ہٹ جائیں تو تم لوگ اس وقت جایا کرو محمد ﷺ کے پاس کھانا لے کر تا کہ محمد ﷺ کھائیں اور جو اس کے پاس موجود ہوں پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب تم لوگ لوٹ کر مدینے جاؤ تو عزت والے ذلیلوں کو وہاں سے نکالدیں۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کا ردیف تھا یعنی ان کے پیچھے سواری کررہا تھا۔ میں نے عبداللہ بن اُبی سے سنا ہم لوگ اس کے اخوال

ونہیال ہوتے تھے۔ میں نے جو سنا تھا اس کی خبر اپنے چچا کو دی وہ کہتے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی رسول اللہ نے ابن اُبی کے پاس کسی کو بھیج کر بلا کر پوچھا تو اس نے قسم کھالی اور انکار کر دیا۔ کہ اس نے کچھ بھی نہیں کہا رسول اللہ نے بھی اس کی تصدیق کر دی اور میری تکذیب کر دی میرے چچا میرے پاس آئے اور کہنے لگے تم نے کیا ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے ناراض ہو گئے ہیں اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا سمجھ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی مجھ پر اس قدر غم واقع ہوا جو شاید کسی پر واقع ہوا ہو گا ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں چل رہا تھا میں نے اپنے سر کو غم سے ہلکا محسوس کیا اچانک میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے کان میں کھجانے لگے جس سے میرے چہرے پر ہنسی آ گئی اس بات سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میرے لئے اس کے بدلے میں دنیا اور آخرت مل جاتی تو مجھے اس قدر خوشی نہ ہوتی۔ ﷺ

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کیا کہا ہے میں نے وہی بات بتا دی کہ آپ نے کچھ بھی نہیں کہا صرف انہوں نے میرا کان کھینچا ہے اور میرے سامنے ہنسے ہیں انہوں نے فرمایا کہ خوش ہو جا۔ اس کے بعد مجھے عمر رضی اللہ عنہ ملے میں نے ان کو بھی اس طرح کہا جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔ اس کے بعد جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سورۂ المنافقون پڑھی۔ اِذاجَاءَ کَ المنافقون قالوانشھدانك لرسول اللّٰه۔ پڑھتے پڑھتے اس مقام تک پہنچے ھم الذین یقولون لا تنفقو اعلی من عند رسول اللّٰه حتی ینفضوا۔ اور پڑھتے رہے حتی کہ اس مقام تک پہنچے لَیُخرِ جَنَّ الاَ عزُّ منھا الاَذَل۔ منافق جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس مقام تک پڑھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم ان لوگوں پر مال خرچ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں حتی کہ وہ لوگ بھاگ جائیں۔ اور یہ بھی پڑھا۔ کہ عزت والے ذلیلوں کو مدینے سے نکالیں گے۔

(ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۳۱۳ ص۱۵۵/۴۔ ۴۱۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے تفسیر آدم میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے ہمدان میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابواباس نے ان کو اسرائیل نے ابواسحٰق ہمدانی سے اس زید بن ارقم سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے پاس تھا میں نے عبداللہ بن اُبی بن سلول سے سنا وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔ لاتُنفقوُا علیٰ مَنُ عند رَسُول اللّٰه حتی ینفضُوا۔ آپ لوگ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس نہیں حتی کے وہ بھاگ جائیں۔ اور یوں کہا کہ اگر ہم لوگ مدینے کی طرف واپس لوٹ گئے تو ضرور بالضرور عزت دار اس میں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔

میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتا دی میرے چچا نے وہ رسول اللہ ﷺ کو بتا دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابن اُبی کو اور اس کے ساتھیوں کو بلایا۔ انہوں نے قسمیں کھالیں کہ ہم لوگوں نے یہ نہیں کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سچا مان لیا اور مجھے جھوٹا بنا دیا۔ مجھے اس سے شدید دکھ ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا مارے شرم کے۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری اذاجائك المنافقون قالوانشھَدُ۔ یہاں تک اُتری ھم الذین یقولون لاتنفقو علی من عند رسول اللّٰه حتی ینففضوا۔ اور یہاں تک لیخر جَنَّ الاعز منھا الاذل۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر مجھے یہ سورۃ سنائی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا قرار دیا ہے اور ابن لہیعہ نے ذکر کیا ہے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اس قصے کو اپنی دونوں مغازی میں۔ اور انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اوس بن اقرم بنو حارث بن خزرج میں سے ایک آدمی تھا اس نے ابن اُبی کو سنا تھا اس نے وہ عمر بن خطاب کو بتایا۔ عمر نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کر دیا رسول اللہ نے آدمی بھیج کر ابن اُبی سے پوچھا ان کے قول کے بارے میں اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے اس میں سے کوئی بھی بات نہیں کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم سے یہ بات منہ سے نکل گئی ہو تو تم توبہ کر لو اس نے انکار کر دیا اور قسم بھی کھالی لوگ مجھ اوس بن اقرم پر پڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے اپنے چچا زاد کے ساتھ برا کیا ہے۔ اور تم نے اس پر ظلم کیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی تمہیں سچا نہیں جانا۔ وہ اسی چکر میں پڑے ہوئے تھے۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی آ رہی ہے۔ جب اللہ نے اپنا فیصلہ اس بارے میں پورا کر دیا تو حضور اکرم ﷺ سے وہ کیفیت وحی ہٹ گئی تو حضور اکرم ﷺ نے اس کے کان پکڑ کر اسے مروڑ دیا حتی کہ سب لوگوں نے غور سے دیکھنا شروع کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ خوش ہو جا اللہ نے تیری بات کو سچا کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے سامنے سورۃ المنافقون پڑھی حتی کہ اس آیت تک پہنچے جو ابن اُوس کے بارے میں اللہ نے نازل کی۔ ھم الذین یقولون لاتنفقوا علیٰ من عند رسول اللّٰہ حتی ینفضوا۔ حتی کہ یہاں تک پہنچے ولکن المنافقین لایعلمون۔ یہی لوگ کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کیا کرو وہ جو رسول اللہ کے پاس رہتے ہیں حتی کہ یہ بھاگ جائیں یہاں تک پڑھی کہ لیکن منافق نہیں جانتے۔

بخاری نے صحیح میں آدم سے روایت کی ہے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/۶۴۶۔ الدرر لا بن عبدالبر ۱۸۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعبداللہ نے ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابواسود نے عروہ سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی حسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوکریب بن عتاب سے۔ ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے وہ کہتے کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے اسی کو ذکر کیا ہے اور موسی بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اس روایت میں جس میں زید بن ارقم نے سنا تھا دوسرے قصے میں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن فضل نے کہ اس نے سنا انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں شدید غمگین ہو گیا تھا۔ اس شخص پر جو میری قوم میں سے حَرہ میں مارا گیا تھا۔ زید بن ارقم نے میری طرف پہنچا تھا کیونکہ ان کو میرے غم کی شدت کی خبر پہنچی تھی۔ اس ذکر کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ فرماتے تھے اللھم اغفر للا نصار و لا بنآء الانصار۔ اے اللہ انصار کو اور ان کی اولاد معاف کر دے۔ ابن فضل نے ذکر کیا ہے یعنی عبداللہ بن فضل نے انصار کی اولاد کی اولاد کے بارے میں۔

ابن فضل نے کہا کہ کسی شخص نے حضرت انس سے پوچھا جو ان کے پاس بیٹھا تھا زید بن ارقم کے بارے میں۔ انہوں نے بتایا وہ وہی تو تھے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ وہ وہی ہے جس کے واسطے اللہ نے اس کی سماعت کی ہوئی بات کی تصدیق نازل کی ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے منافقین میں سے ایک آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ (حالانکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے) کہ البتہ اگر محمد ﷺ سچا ہے تو ہم لوگ گدھے سے بھی بدتر ہیں تو زید بن ارقم نے کہا تھا اللہ کی قسم محمد ﷺ سچا ہے۔ اور تم گدھے سے بھی بدتر ہو۔ اس کے بعد بات رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تھے۔ مگر کہنے والے نے اس بات سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری زید کو سچا قرار دینے کے لئے کہ۔ یَحلفونَ بِاللّٰہ مَا قَالُوا۔ کہ یہ منافق قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے ایسی بات نہیں کہی۔ الخ

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس سے اس قول تک۔ ھذا الذی اولی له باذنه۔ شاید کے اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔ اور تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن فُلیح نے موسی بن عقبہ سے اس کی اسناد کے ساتھ۔ پھر کہا ہے کہ ابن شہاب کہتے ہیں۔ اس کا مابعد ذکر کیا گیا ہے موسیٰ سے اس نے ابن شہاب سے۔

☆☆☆

باب ۸۴

ایسی ہوا کا چلنا جس نے رسول اللہ ﷺ کو منافقین کے سرداروں میں ایک سردار کی موت کا پیغام دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروۃ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوھری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بنومصطلق کے بارے میں دونوں کو بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمان کے راستے صنعاء میں پہنچ کر پڑاؤ کیا لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کو چرنے کے لئے چھوڑا ہی تھا کہ انہیں شدید ہوا نے اپنی گرفت میں لے لیا حتیٰ کہ لوگ اس سے ڈر گئے۔ کہا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس ہوا کی کیا وجہ ہے؟ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آج کے دن ایک عظیم منافقت کرنے والا منافق مر گیا ہے۔ اس لئے ہوا تیز و تند ہوگئی ہے۔ تمہارے اُوپر اس سے کوئی ڈر خوف نہیں ہے انشاء اللہ۔ اور اس کی موت منافقوں کے لئے بڑے غیظ و غضب اور بڑے دکھ والی ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت جابر نے کہا ہے۔ کہ ہم لوگ مدینے کی طرف لوٹے تو ہم نے یہ کیفیت پائی کہ ایک منافق جو عظیم نفاق رکھتا تھا وہ اسی دن مر گیا تھا۔

(اس کے بعد دونوں راوی متفق ہوگئے ہیں بیان میں) اور پھر اسی دن کے آخر میں ہوا تھم گئی تھی لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کے جانوروں کو جمع کیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی سواری گم ہوگئی اُونٹوں کے بیچ سے اس کی تلاش کے لئے لوگ بھاگنے لگے۔ اسی وقت منافقوں میں سے ایک آدمی نے کہا جو کہ انصار کے رفقاء میں سے تھا کہ یہ لوگ کہاں بھاگ رہے ہیں۔ اسکے ساتھیوں نے بتایا کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سواری کو تلاش کر رہے ہیں جو اُتر چکی ہے۔ عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ گم ہو چکی ہے۔ اس منافق نے (از راہ طنز یہ بکواس کی کہ) کیا اللہ اس کو اس کی سواری کی جگہ نہیں بتاتا؟ لہٰذا اس کے ساتھیوں نے اس کی بات کو ناپسند کیا اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے تو منافق ہو گیا ہے۔ تو کیوں نکلا تھا جب کہ تیرے دل میں یہ بات تھی؟ اُس نے کہا کہ میں دنیاوی عزت کے لئے نکلا تھا۔ میری زندگی کی قسم بیشک محمد ﷺ تو ہمیں بڑی بڑی باتیں بتاتے تھے اُونٹنی والی بات اتنی بڑی نہیں ہے۔ یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔

مگر اس منافق کے ساتھیوں نے اس کو گالیاں دیں اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہمارے پاس تیرے مقابلے میں کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے اگر ہمیں پتہ چل جاتا کہ تیرے دل میں یہ بات ہے تو ہم ایک لحظہ بھی تیرے ساتھ نہ رہتے۔ تھوڑی دیر تو وہ منافق ٹھہرا رہا اس کے بعد وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا رسول اللہ ﷺ کی باتیں سننے کے لئے وہاں جا کر اسے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی ساری باتیں بتادی ہیں رسول اللہ ﷺ بات کر رہے تھے اور وہ سن رہا تھا۔ کہ ایک آدمی منافقین میں سے خوش ہو گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بھاگ گئی ہے یا گم ہوگئی ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو اونٹنی کا مقام نہیں بتایا بیشک اللہ عزوجل نے مجھے اس کی جگہ کے بارے میں بتا دیا ہے۔

اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ وہ اُونٹنی تم لوگوں کے سامنے والی وادی میں یا گھاٹی میں کھڑی ہے اس کی مہار درخت کے ساتھ الجھ گئی ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی طرف گئے اور اس کو لے کر آگئے۔ اور وہ منافق جلدی سے واپس اپنے احباب کے پاس آگیا جو گروہ بیٹھا تھا جن کے سامنے وہ سابقہ باتیں اس نے کہی تھیں وہ سب لوگ ابھی تک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی اپنی جگہ سے نہیں اُٹھا تھا۔ اس نے پوچھا کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگوں میں سے کوئی محمد ﷺ کے پاس گیا ہے۔ اور اس کو وہ باتیں بتائی ہیں

جو میں نے کہی تھیں؟ ان سب نے کہا کہ نہیں اللہ گواہ ہے ہم تو اپنے مجلس سے اٹھے بھی نہیں اس کے بعد سے۔ اس نے بتایا کہ میری وہی باتیں وہاں پر کیسے ہورہی ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم گویا کہ میں مسلمان ہی نہیں ہوا مگر آج کہ بیشک میں تو محمد ﷺ کے بارے میں شک میں تھا۔ اب میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب تم جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس تاکہ وہ آپ کے بارے میں اللہ سے بخشش طلب کریں انہوں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ جاکر اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا۔ (اہل مغازی نے) گمان کیا ہے کہ اس کا نام ابن الصیب تھا۔ اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ اس کا نام ابن اللّصیت تھا۔ یا ابن اللُّصیت۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ ڈرتا رہا ڈرپوک رہا حتی کہ مرگیا۔ یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں۔ اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ وہ شخص جس کی موت کی خبر دی گئی تھی ہوا کے چلنے کے وقت وہ زید بن رفاعہ بن تابوت تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۴۲۳)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے اس اپنے ان شیوخ سے جس نے انس سے بنو مصطلق کا قصہ روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے لوٹے حتی کہ جب حضور مقام بقعاء میں پہنچے ارض حجاز میں یقیع کے پیچھے تو سخت ہوا چل گئی جس سے لوگ ڈر گئے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے نہ ڈرو کیونکہ کہ کفر کے سرداروں میں سے ایک سردار کی موت کے لئے چلی ہے۔ لہذا لوگوں نے یہ واقعہ پایا کہ اس دن رفاعہ بن زید تابوت مرگیا تھا وہ قبیلہ بنی قینقاع میں سے تھا اس نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر رکھا تھا جب کہ وہ منافقین کے لئے جائے پناہ کے طور پر تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۰)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے اعمش سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق ثقفی نے ان کو ابوکریب نے ان کو حفص بن غیاث نے اعمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے جابر سے۔ کہ کہ نبی کریم ﷺ سفر سے تشریف لائے تھے جب مدینے کے قریب ہوئے تو سخت ہوا چل گئی قریب تھا کہ وہ سوار کو بھی گرا کر دفن کر دیتی (جا پڑے) گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے بھیجی گئی ہے　وہ کہتے ہیں کہ حضور مدینے میں تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا منافق فوت ہوگیا ہے منافقین میں سے۔ یہ الفاظ حدیث حفص کے ہیں۔ اور ابومعاویہ کی ایک روایت میں سے لے کر انہوں نے کہا کہ ایک سخت ہوا چل گئی تھی جب کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض سفروں میں تھے انہوں نے فرمایا تھا یہ ایک منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم جب مدینے میں آگئے تو معلوم ہوا کہ منافقین کے سرداروں میں سے ایک سردار مرگیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے۔ (مسلم۔ کتاب صفات المنافقین۔ حدیث ۴/۲۱۴۵۔۲۱۴۶)

حضور اکرم ﷺ کی خواہش کی تکمیل کے لئے بیٹے کا باپ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہونا

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس اور بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ان کو عاصم بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنو مصطلق سے واپس مدینہ میں آئے تو ان کے پاس عبداللہ بن عبداللہ ابن اُبی آئے انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ عبداللہ بن اُبی کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو اس کام کو مجھے دیجئے گا میں اس کا سر کاٹ کر آپ کے پاس لے آؤں گا۔ اللہ کی قسم بنوخزرج جانتے ہیں کہ بنوخزرج میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو مجھ سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ آپ کسی آدمی کو اس کام پر مامور کریں گے جو اس کو قتل کرے گا۔ میں ایسے نفس کو اس

حال میں نہیں چھوڑ سکتا کہ میں دیکھتا ہوں عبداللہ کے قاتل کو کہ وہ دھرتی پر زندہ چلتا پھرتا ہے حتی کہ میں اس کو قتل کردوں گا اس طرح میں ایک مومن کو ایک کافر کے بدلے میں قتل کر بیٹھوں گا اور اس سے یہ قتل کر کے جنتی ہو جاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ ہم اس کے ساتھ اچھی صحبت رکھیں گے اور اس کے ساتھ نرمی کریں گے جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۵۸)

حضور اکرم ﷺ کا حکمت وفضیلت کے پیش نظر ابن اُبی کو اپنے قریب بیٹھنا

(۵)　روایت ہے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر سے کہ عبداللہ بن اُبی جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تھا اور آپ کے پاس اوس وخزرج کے صحابہ موجود ہوتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کے بغض اور کینے کو جانتے ہوئے تھے انہیں یہ بات اچھی لگتی تھی کہ آپ اس کے لئے اس کے شرف کو جھٹلائیں اور ناپسند کرتے تھے کہ وہ اس بات کو ان کے لئے کہیں کیونکہ وہ اس کے بغض کو ان کے خلاف جانتے تھے۔ لہٰذا بعض ان کا بعض سے کہتا تھا کہ یہ عبداللہ بن اُبی ہے جب رسول اللہ ﷺ اس بات کو سنتے تو اس سے کہتے کہ میرے قریب آجائیے۔

باب ۸۵

حدیث اِفک[۱] (واتہام)

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے کہا۔ کہ نعمان بن راشد کہتے ہیں۔ وہ زھری سے روایت کرتے ہیں کہ حدیث اِفک (یعنی سیدہ عائشہ پر اتہام والا واقعہ) غزوۂ مریسیع میں ہوا تھا۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ان کو محمد بن ابراہیم بن جناد نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ان کو نعمان بن راشد نے اور معمر نے زھری اس نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے۔ (ابن ماجہ۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۱۹۷۰ ص ۱/۶۳۳)

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے لئے غزوۂ مریسیع کے غُزاۃ کے طور پر قرعہ ڈالا۔ چنانچہ میرا قرعہ نکلا۔ لہٰذا میرے بارے وہ شخص ہلاک ہوا جس نے ہلاک ہونا تھا مصنف کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اور اسی طرف گئے ہیں اصحاب مغازی۔ محمد بن یسار۔ محمد بن عمر واقدی اور واقدی نے روایت کی ہے یعقوب بن یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے عیسیٰ بن معمر سے اس نے عباد بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے میری امی مجھے اپنی حدیث بیان کیجئے غزوۂ مریسیع کے بارے میں۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان سے ابوسھل بن زیاد قطان سے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن عبدالواحد بن شریک بزاز نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن عبداللہ بن بکیر۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبدالصفار نے ان کو عبید بن شریک اور ابن ملحان نے دونوں نے فرق کیا ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے یحیٰی بن عبداللہ بن بکیر نے ان کو لیث بن سعد نے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے

---

[۱] (تفصیل کے لئے دیکھیے سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۴۔ تاریخ طبری ۲/۶۱۰۔ ۶۱۹۔ مغازی للواقدی ۲/۴۲۶۔ الدررہ بن عبدالبسر ۱۹۰۔ عیون الاثر ۲/۱۲۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۰)

ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے اور سعید بن میسّب نے اور علقمہ بن وقاص سے اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عُتبہ نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول کی حدیث کے بارے میں۔ جب ان کے بارے میں اھل افک نے جو کچھ کہا تھا۔ پر اللہ نے ان کو بری کر دیا تھا اس سے جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا۔ اور ہر ایک نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک جماعت نے حدیث میں سے اور ان میں سے بعض حدیث بعض کی تصدیق کرتی ہے اگر چہ ان میں سے بعض دوسرے بعض سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہے۔ مگر جو کچھ مجھے عروہ نے حدیث بیان کی سیدہ عائشہ سے۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے روایت قطان میں۔ کہ اگر چہ ان میں سے بعض ان کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے سیدہ عائشہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

نبی کریم ﷺ جب جہادی سفر کے لئے جانا چاہتے تھے تو اپنی عورتوں کے مابین قرعہ ڈالتے تھے جس کا قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے۔ سیدہ عائشہ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالا تھا ایک ایک غزوہ میں جہاں آپ نے جہاد کیا تھا (یعنی غزوہ بنو مصطلق میں جو کہ غزوہَ مریسیع کے نام کے ساتھ پہچانا جاتا ہے) چنانچہ میرا ہی قرعہ نکلا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگئی۔ یہ واقعہ حجاب اور پردے کی آیت اُترنے کے بعد تھا میں اپنے کجاوے پر سوار تھی اور اسی میں اتری تھی ہم لوگ چلتے رہے حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوگئے۔ اور واپس لوٹے اور ہم لوٹتے ہوئے مدینے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے کوچ کرنے کا اعلان کیا میں اٹھی جب لوگوں نے کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ میں چلتی ہوئی لشکر سے آگے بڑھ گئی جب میں قضاء حاجت سے فارغ ہوئی واپس لوٹ آئی۔ میرا ایک ہار تھا (جَزعِ ظَفَاز) سے یعنی حرز یمان (یہ یمن میں پایا جاتا ہے عقیق کی کان میں) وہ ہار ٹوٹ کر گر گیا تھا میں ان کو ڈھونڈھنے لگ گئی تھی اس کی تلاش نے مجھے روک دیا وہ (خدام) گروہ جو مجھے سوار کرتے تھے آئے اور انہوں نے میرا کجاوے کو اُٹھایا اور اس کو میرے اُونٹ پر جس پر میں سوار ہوئی تھی اُوپر رکھ کر باندھ دیا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کو گوشت نے بھاری نہیں کیا تھا اس لئے کہ وہ بقدر سدارمق جان بچانے کی مقدار میں کھاتی تھیں کھانے میں سے۔ لہٰذا ان لوگوں نے کجاوے ہلکا ہونے کو اٹھاتے وقت عجیب نہ سمجھا تھا۔ ویسے بھی میں کم عمر لڑکی تھی انہوں نے اُونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔ میں نے اپنا ہار وہیں پالیا جب لشکر چلا گیا میں لشکر کے ٹھکانے پر آئی تھی جگہ پر میں بیٹھی تھی وہاں پر نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ لہٰذا میں وہیں پر رُک گئی۔ قطان کی ایک روایت میں ہے کہ میں اپنی منزل پر آئی جہاں پر میں تھی تو میں نے سوچا کہ عنقریب وہ لوگ مجھے موجود نہیں پائیں گے تو میری طرف لوٹ آئیں گے اور قطان کی ایک روایت میں ہے کہ بس وہ میری طرف متوجہ ہوں گے بس میں اپنی اس منزل پر بیٹھی تھی۔ تو مجھ پر نیند غالب آ گئی۔

لہٰذا میں سو گئی۔ اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ منہ اندھیرے روانہ ہوا اور اس نے میری منزل پر صبح کی اس نے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا دیکھا تو میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے پہچان لیا جب اس نے مجھے دیکھا کیونکہ اس نے مجھے پردے کے حکم سے قبل دیکھا ہوا تھا اس کے انا للّٰہ وانا الیه راجعون پڑھنے سے میں جاگ گئی تھی جب اس نے مجھے پہچان لیا تھا میں نے اپنا چہرہ اپنی اوڑھنی کے ساتھ چھپا لیا اللہ کی قسم اس نے مجھ سے کوئی کلمہ کلام بھی نہیں کیا اور نہ ہی میں نے اس سے کوئی کلمہ بات سنی اس کے اناللّٰہ وانا الیه راجعون پڑھنے کے سوا۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی۔ اور اس کے اگلے گھٹنوں پر وہ چڑھ گیا۔ لہٰذا میں اس پر سوار ہوگئی۔ لہٰذا وہ میری سواری کو پکڑ کر آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ ہم لوگ لشکر میں پہنچ گئے اس کے بعد وہ دوپہر کی گرمی کے وقت اترے تھے۔ چنانچہ ہلاک ہو گیا جس نے ہلاک ہونا تھا اور افک واتہام پر جو شخص سرپرست بنا تھا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ہم لوگ جب مدینے پہنچ گئے تو بیمار پڑ گئی ایک مہینہ کے قریب اور لوگ اصحاب اتہام کے قول میں منہمک ہونے اور دلچسپی لینے لگے مجھے اس میں سے کسی بات کا بھی علم نہیں تھا۔ جو چیز میرے کرب میں۔ بیماری کے ساتھ ساتھ اضافہ کرتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ سے لطف اور مہربانی نہیں دیکھتی تھی جو اس سے قبل میں ان سے دیکھا کرتی تھی اپنی بیماری کے وقت۔

بس رسول اللہ ﷺ میرے پاس آتے تھے سلام کرتے پھر کہتے کہ تم کیسی ہو اس کے بعد وہ ہٹ جاتے تھے یہ بات مجھے شک میں مبتلا کر دیتی تھی مگر میں کسی شر کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک دن میں روانہ ہوئی جب بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور میں اس طرح کے ساتھ نکلی۔

پاخانوں کی جگہ کی طرف اور ہم لوگ راتوں کو ہی نکلتے تھے پھر دوبارہ رات کو نکلنا ہوتا تھا۔ یہ ہم لوگوں کے گھروں کے پاس پاخانے نہانے سے پہلے کی باتیں ہیں۔ اس بارے میں ہمارے معاملہ بھی عرب کے پہلے دور کے لوگوں والا ہی تھا کہ پرانے زمانے میں لوگ قضاء حاجت کے لئے نشیبی جگہوں کی طرف جانا پڑتا تھا۔ اور ہم لوگ گھروں کے پاس پاخانے نہانے سے اذیت محسوس کرتے تھے۔

چنانچہ میں اور ام مسطح ہم لوگ قضاء حاجت کے لئے گئے۔ یہ خاتون ابو رُہم کی بیٹی تھی رُہم بن عبدالمناف تھے اس عورت کی ماں صخر بن عامر کی ماں تھی۔ ابوبکر صدیق کی رضی اللہ عنہ خالہ تھی۔ اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عبدالمطلب تھا میں اور ام مسطح اپنے گھر کی طرف متوجہ ہوئے ہم اپنی حاجت سے فارغ ہو چکے تھے اچانک ام مسطح کا پیر اس کی چادر میں الجھا اور وہ پھسل گئی۔ کہنے لگی ہلاک ہو جائے مسطح میں نے اس سے کہا کہ آپ نے بہت بری بات کہی ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو برا کہہ رہے ہو جو بدر میں حاضر تھا وہ بولی اے لڑکی کیا تم نے نہیں سنا اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ اور قطان کی ایک روایت میں ہے کہ وہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی ہے۔ وہ بولی کیا تم نہیں جانتی ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم۔ فرماتی ہیں کہ پھر اس نے مجھے اتہام لگانے والوں کے قول کی خبر دی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے تو مرض پر مرض بڑھ گیا کہتی ہیں کہ جب میں گھر آ گئی تو اور رسول اللہ ﷺ میرے پاس داخل ہوئے انہوں نے سلام کیا پھر فرمایا کہ تم کیسی ہو؟ میں نے کہا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں؟ کہتی ہیں کہ میں اس وقت یہ ارادہ کر رہی تھی کہ میں ان کی طرف سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی میں اپنے والدین کے پاس آ گئی۔ بعد میں اپنی امی سے کہا اے میری امی لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں انہوں نے کہا اے بیٹی۔ کرب کے معاملہ کو آسان رکھو اپنے اوپر۔ اللہ کی قسم بہت کم کوئی عورت ایسی ہوتی ہے جو خوبصورت ہو کسی آدمی کے پاس اور وہ اس سے محبت بھی کرتا ہو۔ اور اس کی سوکنیں بھی ہوں مگر کثرت سے وہ اس پر (حسد کرتی ہیں) فرماتی ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ۔

البتہ تحقیق لوگ اس طرح کی غلط باتیں کرتے ہیں؟ فرماتی ہیں کہ میں بقیہ رات روتی رہی حتی کہ صبح ہو گئی مگر رات بھر میرے آنسو نہیں رُکتے تھے۔ اور نہ ہی مجھے ذرہ بھر نیند آئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ اسی طرح روتے ہوئے صبح ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابو طالب کو اور اسامہ بن زید کو بلایا جب وحی کے آنے میں تاخیر ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ ان سے اپنی اہلیہ کے فراق وعلیحدگی کے بارے میں مشورہ پوچھنا چاہتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ بہر حال اس نے تو رسول اللہ ﷺ کو ایسی چیز کا مشورہ دیا جو وہ جانتے تھے ان کی اہلیہ کی برأۃ کے بارے میں۔ اور اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ ان کے علم میں تھا کہ آپ دل سے اپنی اہلیہ سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا اسامہ نے کہا آپ کے گھر کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے سوائے خیر کے۔ اور علی بن ابو طالب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ تو آپ کے اوپر تنگی نہیں کی۔ اس کے علاوہ بھی عورتیں بہت ہیں۔ اگر آپ لڑکی مانگیں گے تو وہ بھی آپ کے لئے پیش کی جائے گی۔ فرماتی ہیں کہ۔ پھر رسول اللہ ﷺ (لونڈی) بریرہ کو بلایا اور پوچھا کہ اے بریرہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟ بریرہ نے کہا کہ نہیں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ۔ اگر میں اس کے اوپر کوئی بات دیکھتی تو میں اس پر عیب لگا دیتی اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ کم عمر لڑکی اپنے گھر آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری کا بچہ آتا ہے اور اسے کھا جاتا ہے۔

لہٰذا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ کون میری خیر خواہی اور میری نصرت کرتا ہے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے بارے میں۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرمایا تھا کون ہماری طرف سے بدلہ لے گا اس شخص سے جس سے ہمیں میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا پہنچی ہے۔ پس اللہ کی قسم میں نہیں جانتا اپنے اہل کے بارے میں مگر خیر ہی نہیں جانتا ہوں اور ان لوگوں نے میرے اہل کے الزام کے بارے میں جس مرد کا نام لیا ہے میں اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا محض خیر ہی جانتا ہوں۔ وہ میرے گھر میں کبھی اکیلا داخل نہیں ہوا میرے ساتھ ہی داخل ہوا۔ لہٰذا حضرت سعد بن معاذ انصاری اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں اس شخص سے آپ کی طرف سے بدلہ لوں گا۔ اگر وہ قبیلہ سے ہے تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں میں سے ہے۔ بنوخزرج میں سے تو جو بھی آپ ہمیں حکم دیں گے ہم آپ کے حکم پر عمل کریں گے۔

فرماتی ہیں ادھر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہو گئے وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ وہ پہلے سے ہی نیک آدمی تھے۔ لیکن اس موقع پر ان کو محبت وغیرت جاگ اٹھی وہ سعد بن معاذ سے کہنے لگے آپ نے جھوٹ بولا ہے اللہ کی قسم تم اسے قتل نہیں کرو گے اور نہ ہی تمہیں اس کے قتل کرنے پر قدرت ہو گی۔ لہٰذا اُسید بن حضیر کھڑے ہو گئے وہ سعد بن معاذ کے چچا زاد ہوتے تھے۔ انہوں نے سعد بن عبادہ سے کہا تم نے جھوٹ کہا ہے اللہ کی قسم ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ بیشک تم منافق ہو اور منافقین کے لئے لڑتے ہو۔ چنانچہ اس بات پر اوس وخزرج کے دونوں قبیلے مقابلے پر اُٹھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے ایک دوسرے سے لڑائی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جب کہا آپ ﷺ ابھی تک منبر پر تشریف فرما تھے کھڑے تھے حضور اکرم ﷺ مسلسل ان کو چپ کرتے رہے حتیٰ کہ وہ چپ ہو گئے۔ فرماتی ہیں کہ میں اس دن سارا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ فرماتی ہیں کہ میرے ماں باپ علی الصبح میرے پاس آ گئے جب کہ میں ایک دن اور دو راتوں سے مسلسل رو رہی تھی۔ نہ نیند آتی تھی اور نہ ہی میرے آنسو رُکتے تھے۔ ان دونوں نے سوچا کہ میرے مسلسل رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا فرماتی ہیں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی اس وقت انصار میں سے ایک عورت نے مجھ سے ملنے کے لئے اجازت طلب کی میں نے اس کو اجازت دی۔ وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ (ابوبکر) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اسی حالت پر تھے کہ ہمارے اُوپر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت سے میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جب سے یہ باتیں ہونے لگی تھیں۔ اور حضور اکرم ﷺ مہینہ بھر ٹھہرے رہے تھے۔ میرے بارے میں کوئی وحی نہیں اُتری تھی۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھنے کے بعد اشھد ان لا الہ الّا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ پڑھا پھر فرمایا امابعد اے عائشہ میرے پاس تیرے بارے میں ایسی ایسی بات پہنچی ہے۔ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تجھے بری قرار دے گا اور اگر تم نے کسی غلطی اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ استغفار کر لے۔ کیونکہ جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ استغفار کر لیتا ہے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ہی اپنی بات پوری کر لی تو میرے آنسو ایک دم خشک ہو گئے حتیٰ کہ میں نے ایک قطرہ بھی محسوس نہ کیا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ جواب دیجئے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں جو انہوں نے فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں رسول اللہ ﷺ سے میں نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ جواب دیجئے وہ بھی کہنے لگی کہ میں نہیں جانتی کہ میں کیا کہوں رسول اللہ ﷺ سے میں نے کہا۔ حالانکہ میں ان دونوں نوعمر تھی زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھتی تھی۔

بیشک میں اللہ کی قسم البتہ تحقیق میں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے یہ بات سنی ہوئی ہے حتیٰ کہ تمہارے دلوں میں بیٹھ چکی ہے اور تم نے اس کو سچا بھی سمجھ لیا ہے بس البتہ اگر میں تم لوگوں سے کہوں کہ میں بَری ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں بَری ہوں۔ مگر تم لوگ مجھے سچا نہیں مانو گے اس بارے میں اور البتہ اگر میں تمہارے سامنے اس غلطی کا اعتراف کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بَری ہوں تو تم میرے (غلط) اقرار کو بھی سچا مان لو گے۔ (اس صورت حال میں) اللہ کی قسم میں نہیں چاہتی ہوں کوئی قتال مگر یوسف علیہ السلام کے والد کے قول کی کہ انہوں نے بھی (مشکل ومصیبت کے وقت) کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى تَصِفُوْنَ۔ (سورۃ یوسف: آیت ۱۸)

ان حالات میں صبر کی خوبصورت چیز اللہ سے ہی مدد مانگی جاتی ہے اس کیفیت پر جو تم بیان کر رہے ہو۔ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے ہٹ کر اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ فرماتی ہیں کہ میں اس وقت جان گئی تھی کہ چونکہ میں بَری ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ میرے بَری ہونے کے سبب میری برأۃ بیان کر کے مجھے بَری قرار دے دیں گے۔ اور قطان کی روایت میں ہے کہ عنقریب وہ مجھے بَری کر دیں گے کہ میرے بَری ہونے کے سبب لیکن اللہ کی قسم میں گمان ہی نہیں کر سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی اُتاریں گے جو پڑھی جاتی رہے گی میری شان میری حالت میرے دل اس سے کہیں زیادہ حقیر تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں کلام کریں گے۔ اور قطان کی ایک روایت میں ہے۔ اَبْرُيُتْلٰى کے الفاظ ہیں بلکہ میں تو یہ امید کرتی تھی رسول اللہ ﷺ نیند میں خواب میں دیکھ لیں گے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بَری قرار دے دیں گے۔

فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم نہ ہی وہاں سے رسول اللہ ﷺ اُٹھے تھے اور نہ ہی کوئی گھر سے باہر نکلا تھا حتی کہ حضور اکرم ﷺ پر وہ چیز آپ کو پکڑ لیا کرتی تھی برحاء سے حتی کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے چہرے سے سردی کے دن موتیوں کی مثل پسینے کے قطرے پھسل کر ٹپکنے لگے۔ اس قول کے ثقل سے جو آپ کے اُوپر اُترتا۔ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے وہ کیفیت کھل گئی جوان پر طاری ہوئی تھی تو حضور اکرم ﷺ مارے خوشی کے ہنس رہے تھے۔ اس وقت پہلا کلمہ جس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے تکلم کیا تھا وہ یہ تھا اے عائشہ آگاہ ہو جاؤ اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو بَری قرار دے دیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میری امی نے کہا اُٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس جاؤ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اٹھ کر ان کے پاس نہیں جاؤں گی بلکہ میں تو صرف اللہ کی تعریف اور اسی کا شکر کروں گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی :

ان الذینَ جاءَ با لافك عصبة منکم لاتحسبوہ شرالکم بل ھو خیر لکم لکل امرء منھم ما اکتسب من الاثم ۔
(سورۃ نور : آیت ۱۱)

بیشک وہ لوگ جنہوں نے اتہام اور تہمت گھڑی ہے وہ تمہارے اندر سے ایک گروہ ہے اس اتہام لگنے کو اپنے حق میں برانہ سمجھ بلکہ انجام کے اعتبار سے وہ تمہارے حق میں خیر کا باعث ہے۔ اور ہر اس شخص جس نے اس گناہ کا ارتکاب کیا اس کے لئے بڑا جرم ہے۔ (پوری دس آیات اُتریں)۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ آیات نازل کیں تو ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا جو کہ مسطع بن اثاثہ پر مال خرچ کرتے تھے اس کے ساتھ قرابت کی وجہ سے اور اس کی غربت کی وجہ انہوں نے فرمایا کہ میں مسطع پر کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا اللہ کی قسم کبھی بھی نہیں کروں گا۔ اس کے میرے جو اس نے عائشہ کے بارے میں بات کہی ہے۔ کیونکہ وہ اس اتہام لگانے میں منافقوں کے سہرا بن گئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔

ولَایَأتَلِ اُولُوالفضل منکم والسعة اَن یُؤتُوا اُولی القُربیٰ والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللّٰہ ولیعفوا ولیصفحوا الاتحبون ان یغفراللّٰہ لکم واللّٰہ غفوررحیم ۔ (سورۃ نور : آیت ۲۲)

تم میں سے صاحب مال وکشادگی اس میں کوتاہی نہ کریں جو وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو وہ دیتے تھے انہیں چاہیے کہ وہ درگذر کریں اور معاف کردیں کیا تم یہ پسند نہیں کرو گے کہ اللہ تمہیں بخش دے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو اس کے بعد ابوبکر نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم میں یہی پسند کروں گا کہ اللہ مجھے معاف کردے۔ لہٰذا انہوں نے مسطح کا نفقہ جرح پر بحال کردیا۔ جو اس پر خرچ کرتے تھے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں کبھی یہ خرچ کرنا بند نہیں کروں گا۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنتِ جحش سے میرے بارے میں پوچھا تھا کہ اے زینب تم کیا جانتی ہو یا فرمایا تھا کہ آپ نے کیا دیکھا یا تم کیا سمجھتی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے کانوں نے اور میری آنکھوں نے جو کچھ محفوظ کیا (وہ تو یہ ہے کہ) میں خیر کے سوا کچھ بھی نہیں جانتی ہوں۔ یہی وہ خاتون تھی ازواج رسول میں سے جو محمد سے فخر کیا کرتی تھیں بس اللہ نے اس کو بچائے رکھا تھا پرہیز گاری کے سبب سے جب کہ اس کی بہن حمنہ بنت جحش عائشہ کے خلاف جنگ کرتی تھی۔ لہٰذا وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوئی اصحاب افک کے مانند۔ یہ الفاظ حدیث ابو عبداللہ قطان کے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۸/۴۵۲۔ ۵/۲۶۹۔ ۲۷۲)

اور اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث ابن مبارک اس نے یونس بن یزید سے۔ (مسلم۔ کتاب التوبہ ص ۴/۲۱۲۹)

(۳)　ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے زہری سے وہ کہتے ہیں کہ میں ولید بن عبدالملک کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا۔ الذی تولّیٰ کبرہٗ منھم لہ عذاب عظیم ۔ کہ وہ شخص جس نے ان میں سے اس کو بُرا اور بُرائی کی سرپرستی کی۔

(یہ جوقران میں واقعہ ان کے بارے میں آتا ہے) اس سے مراد علی بن ابوطالب ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ مجھے حدیث بیان کی تھی سعید بن حسیب نے اور عروہ بن زبیر نے اور علقمہ بن وقاص نے اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے ان میں سے ہر ایک سے سنا تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی تھیں۔ الذی تولیٰ کبرہ۔ جو اس اتہام کا سرپرست بنا تھا وہ عبداللہ بن اُبی تھا۔ زھری کہتے ہیں ولید نے کہا مجھ سے کہ اس کا کیا جرم تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ۔ آپ کی قوم میں سے ابو مسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ھشام۔ ان دونوں نے سنا تھا سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی رہی تھیں کہ ابن اُبی میرے معاملے میں بُرائی کرنے والا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں معمر کی حدیث ہے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۸/۴۵۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روزباری نے۔ ان کو محمد بن شوذب مقری نے مقام واسط میں ان کو محمد بن عبدالملک نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو ابومعشر نے ان کو فلح بن عبداللہ بن مغیرہ نے زھری سے وہ کہتے ہیں کہ میں ولید بن عبدالمالک کے پاس بیٹھا تھا۔ زھری نے اپنی طوالت سمیت عروہ سے ذکر کی ہے اور ابن مسیّب سے اور علقمہ سے اور عبیداللہ بن عبداللہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے مگر انہوں نے ابوسلمہ کا اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں یہ اضافہ کیا ہے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید نے اور کہا۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنومصطلق کا غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور یہ قرعہ نکلا اور ام سلمہ کا۔ اور حدیث ذکر کی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمر ومحمد بن عبداللہ ادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو قاسم بن زکریا نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو بندار نے اور ابن مثنیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوعدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے سلیمان نے اس نے ابوالضحیٰ سے اس نے مسروق سے وہ کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت عائشہ کے پاس گئے انہوں نے اپنے اشعار کے ساتھ تشبیب کی۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

یہ محصنہ اور عفیفہ ہے کامل عقل والی نہیں تہمت لگائی جائے گی کسی شک کی بنیاد پر صبح کی ہے آپ نے بھوکی تھی غوافل کے گوشتوں سے

فرماتی ہیں کہ نہیں ہے (بات) اس طرح۔ میں نے کہا آپ چھوڑ دیں گی کہ اس جیسا شخص داخل ہوتا ہے آپ کے پاس حالانکہ اللہ نے یہ نازل فرمادیا ہے۔ والذ تولی کبرہ منهم له عَذاب عظيم۔ کہ وہ شخص جو اس اتہام کے درپے ہوا ان میں سے اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔

سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ کون سا عذاب زیادہ شدید ہے اندھا ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے ان کی طرف سے جواب دیتے تھے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بشار بندار سے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۸/۴۸۵۔ ۴۳۶۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا محمد بن مثنی سے۔ (مسلم۔ فضائل الصحابۃ حدیث ۱۵۵ ص ۴/۱۹۳۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تین افراد پر حدّ قذف لگائی گئی

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر بن عمرو بن حزم نے اس نے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن بن اسد بن زرارہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ قصہ تلاوت کیا لوگوں کے سامنے جس سے میری برأت نازل ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دو مرد وایک عورت کے بارے میں حکم دیا وہ حد کے طور پر دُرّے مارے گئے یعنی ان پر حدّ قذف لگائی گئی تھی (یعنی جھوٹی تہمت لگانے کی حد اور سزا) (۱) مسطح بن اثاثہ۔ (۲) حسان بن ثابت۔ (۳) حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی بہن۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے سیدہ عائشہ پر تہمت لگائی تھی صفوان بن معطل سُلَمی کے ساتھ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم تیمی نے کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت نے صفوان بن معطل پر سیدہ عائشہ کی شان کے بارے میں زیادہ کچھ کہنا شروع کیا تھا۔ اس نے یہ شعر کہہ کر اور اس جیسے دیگر اشعار کہہ کر ان کے ساتھ تعریفی کی تھی کہا تھا۔

امسی الجلابیب قد عَزّوُا و قد کَثُرُوا وَابـن الُفـرِیُعة اَمسیٰ بَیضۃ البلدِ

اصحاب رسول (مسلمان) عزت و غلبے کے مالک اور تعداد میں بہت ہوگئے ہیں اور ابن فریعہ (حسّان) منفرد مقام کا حامل ہوگیا ہے۔

ایک رات صفوان بن معطل کے سامنے حسان آگئے وہ اپنے ننھیال ہوساعدہ سے آرہے تھے صفوان نے حسان پر تلوار سے ان کے سر پر وار کیا اور حسان کو زخمی کر دیا ادھر سے ثابت بن قیس بن شماس نے کود کر صفوان کو پکڑ لیا اور اس نے ان کے ہاتھ ان کی گردن پر باندھ دیے اسی کے ساتھ اور وہیں در بنو حارثہ میں لے گیا، وہاں پر ان کو حضرت عبداللہ بن رواحہ ملے انہوں نے کہا یہ کیا ہوا؟ ثابت بن قیس نے بتایا کہ اس نے حسان پر تلوار سے حملہ کیا ہے۔ آپ کو کس قدر تعجب ہوگا ان کی اس حرکت پر میرا خیال ہے اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو علم ہوگیا ہے آپ کی اس حرکت کا؟ صفوان نے بتایا کہ نہیں ان کو معلوم نہیں ہے۔ ابن رواحہ نے ثابت سے کہا اللہ کی قسم آپ نے اس کو پکڑ کر جرأت سے کام لیا ہے چلیں ابھی چھوڑ دیجئے ان کو آپ، آپ لوگ صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں۔

لہٰذا صبح گئے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر بتائی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہاں ہے ابن معطل۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوگئے۔ اور عرض کیا میں حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے بتایا یارسول اللہ ﷺ اس شخص نے مجھے ایذا پہنچائی تھی اور میرے خلاف بہت کچھ کہا تھا۔ پھر بھی یہ خوش نہیں ہوا؟ حتی کہ اس برائی کر کے میں تعرض ہے مجھے غصہ آگیا تھا اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میرے ذمے جو اس کا حق بنتا ہو وہ آپ مجھ سے اس کو دلوا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسان کو میرے سامنے بلائیں وہ لائے گئے۔

آپ نے فرمایا اے حسان آپ نے اپنے لوگوں کے خلاف زبان کھولی ہے لوگوں کو ابھارا ہے (اور آپ کی برائی کی ہے) صرف اسی لئے کہ اللہ نے ان کو اسلام کے لئے ہدایت بخشی ہے۔ فرمارہے تھے کہ آپ نے ان کے اوپر پھنکار رہے ہے۔ اے حسان اب تم اچھائی کرو نیکی کرو اس تکلیف کی بات جو تمہیں پہنچی ہے۔ حسان نے کہا کہ یہ معاملہ آپ کے سپرد ہے یارسول اللہ۔ جو فیصلہ آپ چاہیں فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ سرین قبطہ حسان کو عطا فرمادی۔ اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے نیز حسان کو رسول اللہ ﷺ نے زمین عطا فرمادی جو کہ ابوطلحہ کی ملکیت تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کردی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۶/۳-۲۶۲۔ تاریخ ابن کثیر ۱۶۳/۴)

ابن اسحق کہتے ہیں۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن عتبہ نے مغیرہ نے ابن اخنس نے یہ کہ حضرت صفوان بن معطل نے جب حسّان کو تلوار ماری تھی تو کہا تھا۔ میں شاعر نہیں ہوں (کہ شاعری میں تیرا جواب دوں) جب میری برائی کی گئی ہے۔ تو تم سے تلوار کی دھار ہی نمٹے گی بیشک میں تو لڑاکا ہوں۔

''حضرت حسّان نے سیدہ عائشہ کی مدح میں کہا تھا''

رَأیتُكِ وَلیَغفِر لَكِ اللّٰهُ حُرَّةً مِنَ المعصنات غَیرُ ذَاتِ غَوائِلِ
حَصَانٌ رَزَانٌ ماتُزَنُّ بریبةٍ وَتُصبحُ غَرثیٰ مِن لُحُوم الغَوافِلِ
وان الذی قد قیل لیس بلائط بِكَ الدهر بل قیل امری متماحلِ
فَإنْ کُنتُ اهجُوكُم کَما بَلَّغُوا کُم فَلا رَجَعَت سَوطِی اِلیٰ اَنامِلی

فَکَیفَ وُدِّی مَا حُیِّیتُ وَنُصرَتِی لِآلِ رَسُولِ اللّٰہِ زَینُ المَحَافِلِ
وَاِنَّ لَھُم عِزًّا یُرَی النَّاسُ دُونَہ قِصَارٌ وَطَالَ العِزُّ کُلَّ التطاول

(اے سیدہ عائشہؓ) اللہ تجھ پر مہربان رہے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ خاندانی شرافت سے آراستہ ہیں۔ پاکدامن ہیں۔ برائی اور خرابی کے صفت سے متصف لوگوں سے آپ مختلف ہیں۔ آپ محصنہ ہیں اور عفیفہ ہیں۔ عقلمند (کامل العقل) ہیں۔ گوشہ نشین ہیں۔ آپ حسین صفات کی حامل خاتون کسی شک کی بنا پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ آپ غیبت کیے جانے سے پاک ہیں۔ جو (غلط) بات کہی گئی ہے بیشک اس کو زمانے نے قابل توجہ ہی نہیں سمجھا۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ (وہ غلط بات کہنے والا) خود فتنہ گر آدمی ہے (یعنی ابن ابی) اگر میں نے (دل سے) آپ کی برائی کی ہوتی جیسے لوگوں نے آپ کو خبر پہنچائی ہے تو میرے چابک کا رُخ میری انگلیوں سے میری طرف نہ ہوتا (حد قذف کی خوف اشارہ ہے جو حسان پر لگائی گئی تھی)۔ (اگر ایسی بات ہوئی تو) میں تا حیات آلِ رسول سے کیونکر محبت کرتا۔ اور آل رسول سے میرا نصرت کرنا محافل کی زینت نہ بنتا۔ بیشک (آپ کی برائی کرنے والوں کی) عزت سب لوگوں کے نزدیک کمتر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں کی عزت انتہائی عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۳)

(۸) ہمیں خبر دی حسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے جھجاہ کے اور انصار کے چند نوجوانوں کے درمیان غزوۂ بنو مصطلق میں پانی کے تنازعہ پر جو جھگڑا ہوا تھا اسی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت شاعر کو اس کی خبر پہنچی جو جھجاہ غفاری کے اور انصاری نوجوانوں کے درمیان جو جھگڑے کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ کہتے ہیں کہ حسان ناراض ہوگئے تھے۔ اور انہوں نے کچھ اشعار کہے ان کا ارادہ مہاجرین کے خلاف تھا ان قبائل میں سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام لانے کے لئے آرہے تھے اس نے یہ شعر کہا تھا۔

اَمسَی الجلابیب قدذ اغوا وقد کثروا وابن الفریعة اَمسَی بیضة البلَدِ

چنانچہ بنو سُلَیم کا ایک آدمی حَسّان کے مذکور قول سے ناراض ہو کر نکلا اور اس کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گیا جب حَسّانؓ نکلا تو سُلمی نے ان پر تلوار ماری حتیٰ کہ کہا گیا اس نے اسے قتل کر دیا ہے خیال یہ کیا جاتا ہے کہ وہ صفوان بن معطل ہی تھے۔ بیشک شان یہ ہے اس نے حَسّان کو تلوار ماری تھی مگر اس کی اس ضرب سے وہ کٹ نہ سکے (بلکہ بچ گئے) رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اس کو پکڑ لو اگر حَسّان ہلاک ہو جاتا ہے اس کو اس کے بدلے میں قتل کر دو۔ لہٰذا انہوں نے اس کو قید کر دیا اور جکڑ لیا۔ یہ بات سعد بن عبادہ کو پہنچی وہ اپنی قوم کے ساتھ ان کے پاس گئے اور کہا کہ ان کو چھوڑ دے۔ ان لوگوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اس نے کہا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی قوم کی طرف مائل ہوئے ہو تم ان کو گالیاں دیتے ہو اور انہیں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم نے ان کی نصرت کی ہے۔

لہٰذا سعد رسول اللہ ﷺ کے لئے اور ان کی قوم کے لئے ناراض ہو گیا اس نے کہا کہ اس جوان کو چھوڑ دو مگر انہوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ قریب تھا کہ ان کے درمیان قتال ہو جاتا۔ پر انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور سعد اسے لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اس کو انہوں نے پوشاک پہنا دی۔ پھر اس کو بھیج دیا۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سُلمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوا تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ جس نے تجھے کپڑے پہنائے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کپڑے پہنائے گا اس نے بتایا کہ مجھے سعد بن عبادہ نے پہنائے ہیں۔ اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ نے عبداللہ بن ابی کا قصہ ذکر کیا ہے اصحاب رسول پر خرچ کرنے کے بارے میں اور سورہ اِذَا جَاءَكَ المُنَافِقُونَ کے نزول کے بارے میں اور وہ حدیث افک کے اس غزوے میں ہونے کے ذکر کے درپے نہیں ہوا۔

اور زہری کی روایت میں جماعت سے مروی ہے انہوں نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے کہ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی سے عذر چاہا (وجہ دریافت کی) لہٰذا سعد بن معاذ انصاری اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو اس کی طرف سے عذر بتاتا ہوں (یعنی عذر پیش

کرتا ہوں)اور تحقیق صحیح حد تک گذر چکی ہے حضرت عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے یوم خندق میں سعد بن معاذ کو ان کی رگ اکحل میں تیر لگنے کے قصے کے بارے میں۔ اور اسی تیر سے بنو قریظہ کے واقعہ کے بعد ان کی وفات کے سلسلے میں۔ اگر اس شخص کا قول محفوظ ہے جس نے کہا ہے کہ قصۂ افک غزوۂ مریسیع پیش آیا تھا اور وہ غزوۂ بنو مصطلق ہے تو درست یہ ہوگا کہ سعد بن معاذؓ کا زخم جاری نہیں ہوا تھا حتی کہ وہ مریسیع کے بعد ہوا ہوگا اور حدیث افک کے بھی بعد اور ذکر کیا ہے ابو عبداللہ بن قندہ نے حافظ سے یہ کہ سعد بن معاذ سن پانچ ھجری میں مدینے میں وفات پا گئے تھے۔

اور ہم نے پہلے یہ ذکر کر آئے ہیں کہ غزوۂ بنو مصطلق شعبان کے مہینے میں ھجرت سے پانچویں سال ہوا تھا تو گویا کہ حضرت اسی سال شعبان کے بعد انتقال فرما گئے تھے۔ واللہ اعلم

باب ۸۶

سَرِیَّہ نَجد

کہا جاتا ہے کہ وہ مُحَرَّم سن ۶ ہجری میں ہوا تھا آپ ﷺ نے اُس سریہ میں محمد بن مَسلَمَہ کو بھیجا تھا وہ اھل یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال (کے پاس پہنچے) اور اسے پکڑ کر لے آئے تھے اس کے گرفتار ہونے اور اس کے مسلمان ہونے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد عبداللہ حافظ نے رحمتہ اللہ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے ان کو یحیٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے ان کو سعید بن ابو سعید نے کہ اس نے سنا ابو ھریرہؓ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑ سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا تھا وہ لوگ وہاں سے بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ کر لے آئے تھے اس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا ہے جو کہ اھل یمامہ کا سردار تھا۔ انہوں نے اس کو لا کر مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا تیرے پاس کیا کچھ ہے اے ثمامہ؟ اس نے جواب دیا میرے پاس اے محمد خیر (مال) ہے اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ صاحب دم کو قتل کریں گے۔ اور آپ نیکی اور احسان کریں گے تو آپ شکر کرنے اور قدردانی کرنے والے پر نیکی کریں گے۔ اور اگر آپ مال کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ مانگئے اس میں سے جو آپ چاہیں گے آپ کو دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کو کوئی جواب نہ دیا بلکہ اسی حالت پر اس کو) رہنے دیا حتی کہ صبح ہوگئی۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے آ کر اس سے پوچھا کہ آب بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ اے ثمامہ۔ اس نے کہا میرے پاس وہی جواب ہے جو میں نے آپ سے کہہ دیا تھا اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان شناس قدردان کے ساتھ احسان کریں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک صاحب دم کو قتل کریں گے (جس کے خون کا حساب چکانا پڑے گا) اور اگر آپ حاصل کا ارادہ کریں گے تو آپ مانگیے آپ کو دیا جائے گا آپ جو کچھ مانگیں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو چنانچہ وہ مسجد کے قریب کھجور کے درخت کی طرف چلا گیا۔ اس نے جا کر غسل کیا

اور پھر واپس مسجد میں آ گیا۔ اور کہنے لگا اشھدان لاالــــه الا الله محـــمـــد ارسول الله ۔ اے محمد ﷺ روئے زمین پر میرے نزدیک تیرے چہرے سے کوئی زیادہ ناپسندیدہ چہرہ نہیں تھا۔ اور اب آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چہرہ نہیں رہا۔ اب تمام چہروں سے زیادہ ہے۔

اللہ کی قسم تیرے دین سے زیادہ ناپسندیدہ میرے نزدیک کوئی دین نہیں تھا۔ اب تمام ادیان سے تیرا دین زیادہ محبوب ہو گیا ہے میرے نزدیک۔ اور تمام شہروں سے ناپسندیدہ شہر میرے نزدیک تیرا شہر تھا اب سب سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے تیرا شہر میری طرف ہاں آپ کے سوار مجھے گرفتار کر لائے تھے جبکہ میں عمرہ کرنے جا رہا تھا اب آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے آسانی کر دی۔ اور اس کو عمرہ کرنے کا امر فرما دیا وہ جب مکے میں پہنچا تو کسی نے کہا تم صحابی ہو گئے ہو یعنی اپنے پہلے دین سے پھر گئے ہو۔ اے ثمامہ؟ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں۔ اللہ کی قسم اب تم لوگوں کے پاس ثمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اجازت نہیں دیں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ عبداللہ بن یوسف سے۔

اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے قتیبہ سے ان دونوں نے لیث سے اور مسلم نے بھی اس کو حدیث عبدالحمید بن جعفر سے نقل کیا ہے اس نے سعید مقبری سے اسی طرح پر۔ (بخاری ۶/۲۔ مسلم ۱۳/۸۷)

محمد بن اسحٰق بن یسار نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۴۶۔۲۴۷)

مقبری سے روایت کرتے ہوئے ثمامہ کی گرفتاری کی کیفیت کے بارے میں۔ اس نے پہلے تو اپنی طرف سے یہ ذکر کیا ہے کہ ثمامہ بن اثال قاصد اور نمائندہ بن کر گیا تھا رسول اللہ کے پاس مُسلیمہَ کذاب کی طرف سے آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ان کو اس کے بارے میں قدرت عطا کر دیں۔

پھر روایت کیا گیا ہے مقبری سے (اس روایت کو) جس کی ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے۔ سعید مقبری نے ابو ھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ثمامہ بن اثال حنفی کا اسلام لانا بایں سبب تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی جب اس نے رسول اللہ کے سامنے پیش کیا جو کچھ اس نے پیش کرنا تھا۔ (دعا یہ فرمائی کہ) اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بارے میں (قدرت) اختیار دے دے۔ اسے جب حضور اکرم ﷺ کے آگے پیش کیا تو اس وقت مشرک تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ عمرہ کرنے کے لئے نکلا تھا حالانکہ وہ حالت شرک پر تھا۔

حتی کہ وہ روانہ ہو کر مدینے میں داخل ہوا اور وہ وہاں پر بیٹھ گیا۔ لہٰذا پکڑا گیا تھا۔ اور یوں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ جب کہ وہ مشرک ہی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا وہ مسجد نبوی کے ستون ہی سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا حالت ہے تیری؟ کیا اللہ نے (مجھے) قدرت دی ہے تیرے بارے میں؟ اس نے کہا یہی بات ہے اے محمد ﷺ ! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحب دم کو قتل کریں گے اور اگر آپ معاف کریں گے تو شکر کرنے والے کو معاف کریں گے (یعنی میں آپ کا مشکور رہوں گا) اور اگر آپ مال طلب کریں گے آپ کو مال بھی مل جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر اگلی صبح کو اس کے پاس واپس آئے اس کے پاس گذرے اور پوچھا کہ اے ثمامہ اب تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ خیر ہی کی بات کرتا ہوں گر مال طلب کریں گے تو وہ آپ کو دیا جائے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اس سے ہٹ کر چلے گئے۔ ابو ھریرہ نے فرمایا کہ۔ یہ سن کر ہم مساکین کہنے لگے ہم ثمامہ کو قتل کر کے کیا کریں گے؟ اللہ کی قسم ثمامہ کے فدیے کے طور پر مل جانے والے موٹے تازے اونٹ (کے گوشت کا) ایک لقمہ ہمارے نزدیک ثمامہ کے خون سے زیادہ محبوب ہے۔

لہٰذا جب اگلی صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گذرے اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہوا ے ثمامہ؟ اس نے کہا خیر کی بات کرتا ہوں اے محمد! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحب دم کو قتل کریں گے۔ اور اگر آپ درگذر کریں گے تو ایک شکر گذار کو معاف کریں گے۔ اور اگر آپ مال طلب کریں گے تو آپ کو وہ مل جائے گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے معاف کردیا ہے اے ثمامہ۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر باغ میں گیا مدینے کے باغوں میں سے اس نے غسل کیا اور خوب طہارت وصفائی کی اور اپنے کپڑے پاک صاف کئے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگا اے محمد ﷺ اللہ کی قسم میں ایسا تھا کہ آپ کے چہرے سے مجھے زیادہ مجھے کوئی چہرہ ناپسندیدہ نہیں تھا۔ آپ کے دین سے زیادہ میرے نزدیک کوئی دین ناپسندیدہ نہیں تھا۔ آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی شہر نہیں تھا۔ پھر میں نے جب صبح کی ہے تو ایسا ہوگیا ہے کہ اب آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب کوئی چہرہ نہیں ہے آپ کے دین سے زیادہ محبوب کوئی دین نہیں ہے آپ کے شہر سے زیادہ پسندیدہ کوئی شہر نہیں ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یارسول اللہ میں عمرہ کرنے چلا تھا۔ جب کہ میں اپنی قوم کے دین پر تھا۔

لہٰذا آپ مجھے عمرہ کرنے کی اجازت آسان کردیجئے میرے عمرہ کرنے میں اللہ آپ کے اوپر رحمت نازل کرے گا پھر وہ عمرہ کرنے چلا گیا۔ جب وہ مکے میں آیا اور قریش نے اس سے سنا کہ وہ محمد ﷺ کی باتیں کرتا ہے اور اسلام کی باتیں کرتا ہے تو وہ کہنے لگے کہ ثمامہ دین سے پھر گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو ناراض کردیا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک میں اللہ کی قسم صحابی نہیں بنا بلکہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور میں نے محمد ﷺ کو سچا مان لیا ہے اور ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ثمامہ کی جان ہے تم لوگوں کے پاس ثمامہ سے ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ ثمامہ اس علاقے کا سرسبز مقام تھا جب تک میں باقی رہوں گا حتی کہ محمد ﷺ اجازت دیں اس بارے میں۔ اس کے بعد وہ اپنے شہر (یمامہ) میں واپس لوٹ آیا۔ اور اس نے مکے کی طرف مال ومتاع اور غلہ وغیرہ) بھیجنا منع کردیا۔ جس کی وجہ سے قریش سخت پریشانی میں مبتلا ہوگئے۔ لہٰذا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف خط لکھا اور انہوں نے اپنے رحموں اور قرابت داریوں کے واسطے دیئے کہ آپ ثمامہ کی طرف لکھیں وہ غلے کی طرف ترسیل اور نقل وحمل سے پابندی اٹھالے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ بات مان کر سفارش کردی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۴۶۔ ۲۴۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن ابوسعید مقبری نے اپنے والد سے اس نے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا یعنی ثمامہ کے بارے میں لہٰذا آپ کو حجرے کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ تین راتوں تک۔

پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکورہ مفہوم کے ساتھ سابقہ مذکورہ تینوں روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ فرماتے ہیں۔

۱۔ یہ روایت (مذکورہ) یہ تأثر پیدا کر رہی ہے کہ صدر الحدیث (اول حصہ) یونس بن بکیر کی روایت میں۔ قول محمد بن اسحٰق میں سے ہے۔ (جس کو وہ روایت کرتے ہیں) اپنے شیوخ سے

۲۔ اور روایت لیث بن سعد اور وہ لوجو اس کی متابع (روایت) لائے ہیں وہ زیادہ صحیح ہے اس کی اخذ کی کیفیت کے بارے میں۔

۳۔ اور وہ (روایت) جو روایت کی گئی ہے محمد بن اسحٰق والی حدیث میں۔ ابوھریرہ کے قول میں سے اور دیگر کے (ثمامہ) کے فدیہ لینے کے ارادے کے بارے میں وہ دلالت کرتی ہے اس میں ابوھریرہ کی موجودگی پر۔

۴۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ابوہریرہ آئے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت جب آپ خیبر میں تھے لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ ثمامہ والا قصہ فتح مکہ اور غزوۂ خیبر کے درمیان واقع ہوا ہوگا۔ واللہ اعلم

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوقتیبہ سلمہ بن فضل آدمی نے مکہ میں ان کو ابراہیم بن ھاشم نیان کو محمد بن حُمید رازی نے ان کو ابوثمیلہ یحییٰ بن واضح نے ان کو عبدالمؤمن بن خالد حنفی نے علباء بن احمر سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ ابن اثال حنفی کو

جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا حالانکہ وہ اسیر تھا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا تھا اور وہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تھا۔ یعنی پھر وہ واپس لوٹا۔ لہٰذا وہ اس وقت حائل ہوگیا اور رکاوٹ بن گیا تھا اھل مکہ کے درمیان اور یمامہ سے ان کی طرف جانے والے غلے وغیرہ کے درمیان۔ اس وقت اہل مکہ پر غلے اور غذا کی قلت کا ایسا بحران پیدا ہوگیا تھا کہ اہل مکہ عِلْحَفرُ کھانے پر مجبور ہوگئے تھے (عِلْحَفر کیا ہوتا تھا اس کے بارے میں محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی لکھتے ہیں کہ عِلْحَفر ایک شئ ہوتی تھی جس کو وہ شدت بھوک کے زمانے میں بناتے تھے۔ وہ اس طرح کرتے تھے اُونٹوں کی پشم یعنی بالوں کی خون میں لت پت کو لیتے تھے پھر اس کو آگ پر بھون لیتے تھے پھر اسی کو کھاتے تھے)۔

لہٰذا اس برے وقت میں ابوسفیان بن حزب حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ اور کہنے لگا۔ کیا آپ یہ گمان نہیں کرتے ہو کہ رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں اس نے کہا کہ آپ نے لوگوں کے ماں باپوں کو تو تلوار کے ساتھ مار دیا ہے اور اولادوں کو بھوک کے ساتھ مار رہے ہو چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ولقد اخذناهم بالعذاب فمااستكانوالربهم ومايتضرعون ۔ (سورۃ المؤمنون : آیت ۷۶)

ہم نے ان کو پکڑا تھا عذاب میں پھر وہ نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہ ہی گڑگڑائے۔

باب ۸۷

ان سرایا کا تذکرہ۔ جو ۶ ھ میں واقع ہوئے بزعمِ واقدی

سیریہ عکاشہ بن محصن ۶ ھ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے۔ ان کو حسین بن فرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی سے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاول میں یا کہا تھا کہ ربیع الاخر میں ۶ ھ میں آپ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد عکاشہ بن محصن اَسدی کو چالیس آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقام غمر کی طرف بھیجا تھا۔ (مقام غمر مقام فید سے دو راتوں کی مسافت پر بنو اسد کے لئے پانی کا ایک مقام تھا)۔ اس جماعت میں ثابت بن اقرم اور سباع بن وہب بھی تھے انہوں نے اپنی رفتار تیز کردی تھی اور اس جماعت کے لوگوں سے وہ مقامی لوگ ڈر کر بھاگ گئے عکاشہ نے اس قوم کے پانی پر اُتر کر پڑاؤ ڈالا۔ اور اس نے اردگرد سے معلومات کی اطلاع لانے والے مخبر روانہ کیے۔ انہوں نے کچھ ایسے لوگوں کو پکڑا جنہوں نے اس قوم کے مال مویشیوں کے بارے میں رہنمائی کی ان لوگوں نے دوسو اونٹ پائے (انہیں اپنے قبضے میں لے کر ان کو وہ لوگ ہانک کر مدینے لے آئے۔

(نوٹ) عکاشہ بن محصن کا نام آیا یہ بنو اسد سے تھے قریش کے حلیف تھے سابقون الاولون میں سے تھے بدری تھے اہل جنت میں سے تھے۔ حضور اکرم انے ان کو سریۃ الغمر میں عامل مقرر کیا تھا اس دستے کو جنگ سے سابقہ نہیں پڑا تھا خلافت ابوبکر میں یہ شہید ہوگئے تھے۔ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی حضور اکرم انے ان کو کھجور کے خوشے کی ٹہنی یا کوئی اور لکڑی مقابلے کے لئے دی جوان کے ہاتھ میں بدل کر تلوار بن گئی تھی۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۰)

سیریہ ابوعبیدہ بن جراح ۶ ھ

(واقدی) کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی سن چھ ہجری میں سریۃ میں ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا تھا۔ (مذکورہ قصے میں) چالیس جوانوں میں۔ وہ لوگ اس رات کو پوری رات پیدل چلتے رہے۔ انہوں نے مذکورہ قصے موجودین سے موافقت کی یعنی ان کو پالیا علی الصبح (ابوعبیدہ نے) اس قوم کے لوگوں پر حملہ کیا اور انہیں پہاڑوں پر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اور انہوں نے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو کہ مسلمان ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۲)

سریہ محمد بن مَسلمہ ۶ ھ

اور محمد بن مسلمہ کو بھیجا تھا ربیع الاول ۶ ھ میں آپ کی مدینے میں تشریف آوری کے بعد دس جوانوں کے ساتھ مگر آگے سے لوگ ان جوانوں کے لئے گھات لگا کر بیٹھے حتیٰ کہ محمد اور ان کے ساتھی سو گئے۔ وہ بالکل ہی نہ جان پائے مگر قوم کے سر پر آ جانے کے بعد (لہٰذا سنبھل نہ سکے) لہٰذا محمد بن مسلمہ کے ساتھی مارے گئے اور وہ خود زخمی حالت میں واپس لوٹ آئے تھے۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۱)

(نوٹ) لفظ سرایا سریۃ کی جمع ہے اس سے مراد طائفہ جیش (لشکر کا گروہ) ہوتا ہے۔ جو دشمن کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ جس کے افراد کی آخری حد چار سو افراد ہے۔ سرایا۔ اور سریہ کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ۔

(۱) جو لوگ بھیجے اسی میں وہ خلاصہ عسکر ہوتے اور ان میں سے بہترین افراد ہوتے ہیں۔ یہ لفظ سَرِیُّ سے ماخوذ ہے بمعنی نفیس اور عمدہ شئی۔

(۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ سِرًّ سے ماخوذ ہے وہ لوگ بھی سراً اور مخفی طور پر بھیجے جاتے ہیں۔ ظاہر نہیں۔

سرایا و بُعُوث کی تعداد کی تحقیق۔

۱۔ ابن اسحٰق نے کہا (بقول شیخ صالحی سیرت شامیہ میں) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۳۸ ہے۔

۲۔ ابوعمر نے کہا۔ بقول ابن عبدالبر الاستیعاب میں) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۷ ہے۔

۳۔ محمد بن عمر واقدی کے بقول۔ ۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۸ ہے۔

۴۔ بقول مسعودی۔ وحافظ عراقی۔ ۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۶۰ ہے۔

۵۔ حافظ ابوعبداللہ حاکمؒ۔ الاکلیل میں۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۱۰۰ سے اُوپر ہے۔

حافظ عراقی نے کہا ہے کہ یہ قول میں نے حاکم کے سوا کسی اور کے ہاں نہیں پایا۔ پھر انہوں نے خود ہی کہا ہے کہ شاید حاکم نے مغازی کو بھی ساتھ ملا دیا ہو گا۔ (از مترجم)

سریہ زید بن حارثہ ۶ ھ

اور اسی سال یعنی ۶ ھ سریہ زید بن حارثہ ہوا تھا مقام حموم میں۔ اس سفر میں وہ قبیلہ مُزنیہ کی ایک عورت تک پہنچے۔ اسے حلیمہ کہا جاتا تھا اس عورت نے ان حضرات کو ایک ٹھکانے کے بارے میں بتایا تھا بنو سُلیمہ کے ٹھکانوں میں سے لہٰذا وہ لوگ بہت سارے مویشی اور بکریاں اور قیدی پکڑ کر لے آئے تھے جو قیدی شروع میں ہاتھ آئے ان میں اسی حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب زید واپس لوٹ آئے ان تمام قیدیوں اور مال مویشیوں اور بکریوں کے ساتھ جو ہاتھ لگے تھے۔ تو اس مزنیہ نے اور اس کے زوج نے اپنے نفس رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔

(مغازی للواقدی ۲/۵۵۳)

دوسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ

واقدی کہتے ہیں کہ۔ اسی ۶ھ میں زید بن حارثہ کا دوسرا سریہ ہوا تھا مقام طرف کی طرف جمادی الاولیٰ میں بنوثعلبہ کی طرف ۔ پندرہ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ۔ لہٰذا عرب دیہاتی بھاگ گئے تھے۔ اور ڈر گئے تھے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نہ آ جائیں۔ اس سریہ میں زید کو بیس اونٹ ہاتھ لگے تھے ان کے مویشیوں میں سے۔ چار راتیں یہ لوگ گھر سے یعنی مدینے سے باہر رہے تھے۔

تیسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ میں

واقدی کہتے ہیں کہ اسی ۶ھ میں ایک اور سریہ زید بن حارثہ ہوا تھا مقام عیص کی طرف جمادی الاولیٰ میں اس سریہ میں وہ مال حاصل کیے گئے تھے جو ابوالعاص کے پاس تھے ابوالعاص نے اس موقع پر زینب بنت رسول اللہ سے پناہ مانگی تھی سیدہ زینب نے ان کو پناہ دی تھی۔

چوتھا سریہ زید بن حارثہ

واقدی نے کہا ہے۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن اسماعیل نے اپنے والد سے وہ کہتے دحیہ کلبی قیصر روم کے ہاں ہو کر آئے تھے اس نے دحیہ کو مال دے کر روانہ کیا تھا اور اس کو کئی جوڑے کپڑے دیئے تھے وہ روانہ ہوا حتی کہ مقام حسمی میں پہنچا وہاں پر قبیلہ جذام کے کچھ ڈاکو ملے انہوں نے اس پر ڈاکہ ڈالا سب کچھ چھین کر لے گئے کچھ بھی نہ چھوڑا اس کے پاس۔ لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اپنے گھر میں جانے سے بھی پہلے۔ ان کو خبر دی تھی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو حسمی کی طرف بھیجا تھا۔

سریہ علی بن ابی طالب

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے یعقوب بن عتبہ سے وہ کہتے ہیں علیؓ ایک سو آدمیوں کے ساتھ فدک کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ قبیلہ بنوبکر بن سعد کی طرف نکلے تھے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تھی کہ ان لوگوں نے ایک خاصی تعداد لوگوں کی جمع کر لی ہے اور وہ خیبر کے یہودیوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ان کی طرف رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے انہوں نے ایک جاسوس کو پکڑا۔ اس نے اقرار کیا کہ وہ خیبر کی طرف بھیجا گیا ہے ان کے آگے اپنے لوگوں کی مدد کی پیش کش پیش کرے گا۔ اس شرط پر کہ وہ خیبر کے پھل انہی کو دیں گے۔ (المغازی للواقدی ۵۶۲/۲)

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف

واقدی کہتے ہیں کہ ۶ھ میں سریہ عبدالرحمٰن بن عوف ہوا تھا دومۃ الجندل کی طرف یہ شعبان کے مہینے میں ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا۔ کہ اگر وہ جان جائیں تو ان کے سردار کی بیٹی سے تم نکاح کر لینا۔ چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے اور عبدالرحمٰن نے تماضر بنت رضع سے شادی کر لی یہی خاتون ابوسلمہ کی ماں تھی اس کا باپ ان لوگوں کا سردار تھا اور بادشاہ تھا۔ (مغازی للواقدی ۵۶۰/۲)

سریہ کرزی جابر فہری

واقدی کہتے ہیں کہ سریہ کرزی بن جابر فہری اہل مدینہ کے ساتھ ہوا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے داعی کو قتل کر دیا تھا اور (بیت المال) کے اُونٹ ہانک کر لے گئے تھے شوال ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیس گھڑسواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔

سریۂ اصحاب رسول۔قافلہ ابوالعاص بن ربیع داماد رسول کی گرفتاری مال بطور فئ تقسیم ہونا رسول کا احسان کرنا اور ابوالعاص کا اسلام

بہرحال قصۂ ابوالعاص۔جس کو واقدی نے ذکر کیا ہے۔ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اس میں ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر محمد بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ ابوالعاص بن ربیع تجارت کی غرض سے نکل کر شام کی طرف گئے تھے۔امانت دار آدمی تھے ان کے پاس قریش کی پونجیاں اور سامان بھی تھے۔وہ واپسی پر آرہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا (کسی مہم پر) بھیجا ہوا سریہ (جہادی سفر کا مجاہد دستہ) ان کو مل گیا (چنانچہ یہ مجاہدین) ابوالعاص کے قافلے کو گھیر کر مدینہ منورہ لے آئے ابوالعاص داماد رسول سیدہ زینب بنت رسول کے شوہر تھے تاحال مشرک تھے اسلام نہیں لائے تھے اس لئے مسلمان مجاہد ان کو قافلے سمیت گرفتار کر لائے تھے کہ قافلے والے سارے کافر و مشرک تھے اور بدر احد وغیرہ جنگوں کو بھاری نقصان پہنچا چکے تھے اس لئے گرفتار کیے گئے اور ان کا سامان غنیمت کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔(وضاحت از مترجم)

رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کیے گئے اس مال سمیت جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے وہ مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور ابوالعاص آئے اور وہ سیدہ زینب کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے ان کے ساتھ پناہ حاصل کرنا چاہی۔اور اس نے سیدہ زینب سے گذارش کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے التجا کریں کہ حضور ابوالعاص کا مال ان کو واپس کر دیں۔اور وہ مال بھی جو ان کے پاس لوگوں کا مال تھا۔حضور اکرم ﷺ اہل سریہ (مجاہدین) کو بلایا۔اور ان سے فرمایا کہ یہ شخص (ابوالعاص) ہم میں سے ہے۔اس کی قربت کی حیثیت آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔آپ لوگ اس کا اور اس کے دیگر لوگوں کا مال حاصل کر چکے ہو۔

اور وہ مال اللہ کا فئ کردہ مال ہے جو اللہ نے تمہارے او پر فئ کیا ہے (یعنی بغیر جنگ اور لڑائی کے اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے) اگر تم لوگ مناسب سمجھو اس بات کو کہ تم واپس کر دو تو۔واقعی تم واپس کر دو۔اور اگر تم لوگ ناپسند کرو (یعنی مال واپس کرنے کو) تو تم جانو اور تمہارا حق جانے۔(یعنی اپنا مال قابو کر و میری طرف سے کوئی خبر نہیں ہے) سب لوگوں نے کہا بلکہ واپس کر دیتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔چنانچہ انہوں نے واپس کر دیا۔اللہ کی قسم ابوالعاص کے لئے جو کچھ بھی ان کو ہاتھ لگا تھا (حتی کہ چشم فلک نے پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھا کہ اشارہ ابروئے رسول پر جانیں نچھاور کرنے والے اصحاب رسول نے ایک ایک چیز واپس کر دی اطاعت فرمان رسول کے تحت) اس طرح کہ کوئی پانی کی خالی مشک واپس کرنے آرہا ہے تو کوئی شخص وضو کرنے والا لوٹا واپس لا رہا ہے تو کوئی سامان باندھنے کی رسی واپس لا رہا ہے حتی کہ انہوں نے نہ چھوٹی چیز چھوڑی جو ان کو حاصل ہوئی تھی نہ بڑی چیز مگر انہوں نے ہر چیز ابوالعاص کو واپس کر دی اس کے بعد وہ مدینے سے روانہ ہو کر مکے پہنچے انہوں نے لوگوں کی امانتیں ان کو واپس لوٹائیں۔جب فارغ ہو گئے تو انہوں نے کہا اے قریش کی جماعت کیا کسی شخص کا کچھ بھی مال میرے پاس باقی رہ گیا ہے جو میں نے ابھی تک واپس نہ کیا ہو۔

قریش نے کہا کہ نہیں کسی کا بقایا نہیں رہا۔بس اللہ تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ہم نے تجھے انتہائی پورا پورا مال واپس کرنے والا شریف انسان پایا ہے۔ابوالعاص نے کہا آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی قسم اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ میں مسلمان ہو جاؤں سوائے اسی خوف کے کہ آپ لوگ یہی گمان کرو گے کہ میں تمہارے مالوں کو دبانے کے لئے مسلمان ہوا ہوں۔اب سنو کہ شہادت دیتا ہوں۔ انی اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔
(مغازی ۵۵۳/۲)

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوالعاص کے اموال۔حقیقت یہ ہے کہ وہ ابونصیر نے لئے تھے صلح میں اس کی تفصیل انشاءاللہ بعد میں آئے گی۔

اہل عُرَینہ کا قصہ اوران کے بڑے جرم اور شدید ترین سزا

بہرحال عُرَینَہ والوں کا قصہ بمطابق اس کے جو ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو عبدالوہاب بن عطا نے ان کو خبر دی سعید بن قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قبیلہ عُرینہ کا ایک گروہ اور قبیلہ عُکل کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ مال مویشی رکھنے والے دودھ مکھن استعمال کرنے والے لوگ تھے شہری لوگ نہیں تھے مدینے کی آب وہوا ہمیں موافق نہیں آئی۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کچھ سامان دے کر (جنگل میں چرنے والے اُونٹ اُونٹنیوں) میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان میں جا کر رہیں۔ اور ان کے دودھ بھی پئیں اور پیشاب بھی (پیشاب پینے کا حکم غالباً بیماری کے علاج کے طور پر تھا) یہی توجیہ اہل علم نے کی ہے۔ بعض تحقیق کے مطابق اُونٹوں کا پیشاب پینے کا ذکر روایات میں ادخال راوی وفہم راوی ہے ورنہ پیشاب پینے کا حکم نہیں صرف دودھ پینے کا حکم تھا۔ (ازمترجم)

وہ لوگ باہر چلے گئے جب وہ حرہ کی جانب جا کر رہنے لگے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس نمائندے کو قتل کر دیا جو جانوروں کو چرانے کے لئے مامور تھا۔ اور وہ (بیت المال کے) اونٹوں کو بھی ہانک کر لے گئے، اور اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے دوبارہ کافر ہو گئے تھے اسلام لانے کے بعد۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں لوگ بھیجے اور آپ نے حکم دیا جب وہ گرفتار ہو کر لائے گئے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیے گئے اور ان کو گرم سلاخوں سے داغ دیا گیا اور انہیں حَرَّہ کی سمت چھوڑ دیا گیا کہ حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مر گئے۔ قتادہ فرماتے ہیں۔ ہمیں بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی :

انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله

سوائے اس کے نہیں کہ ان لوگوں کی سزا یہی ہے جو اللہ سے اور اس کے رسول سے محاربہ اور جنگ کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد اپنے خطبے میں صدقہ کرنے پر ترغیب دلاتے تھے اور مُثلہ کرنے سے روکتے تھے (یعنی ہاتھ پاؤں کان ناک کاٹنے سے) اس کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عروبہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ابن عروبہ ہے۔ مِن عُکلٍ اَوْ عُرَینَۃ۔ جب کہ ھمام نے اور شعبہ نے اور حماد بن سلمہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے مِن وَ عُرَیْنَۃ۔ اور عبدالعزیز بن صہیب نے انس سے نقل کیا ہے۔ مِنْ عُرَیْنَۃَ۔ اور کہا ہے ثابت نے اور وحید نے انس سے۔ مِنْ عُرَیْنَۃ۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم طلحہ بن علی بن صقر بغدادی سے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ شافعی ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن سلام نے ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نے ان کو زھیر نے ان کو سماک بن حرب نے معاویہ بن قرہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قبیلہ عرینہ کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے اور آ کر مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کر لی تھی۔

تحقیق مدینے میں ان دنوں قوم (پسلی کے درد کی بیماری) واقع ہو گئی تھی وہ برسام (یعنی ذات الجنب) ہوتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ ایک تکلیف ہے جو کہ واقع ہو گئی ہے یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اُونٹوں کی طرف چلے جائیں آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا اور فرمایا کہ چلے جاؤ اور انہی میں جا کر رہو وہ لوگ چلے گئے انہوں نے چرواہوں میں سے ایک چرواہے کو قتل کر دیا۔ اور اُونٹوں کو ہانک کر لے گئے تھے۔ اور ایک چرواہا زخمی ہو کر آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ ان لوگوں نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے اور اُونٹ بھی بھگا کر لے گئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس اس وقت انصاری نوجوان موجود تھے جو بیس کے قریب تھے۔حضور اکرم ﷺ نے ان کو ان کی طرف بھیجا تھا اور آپ نے ان کے پیچھے ایک قصاص لینے والا بھیجا تھا جو قصاص لے فوراً۔ چنانچہ وہ لوگ پکڑ کر لائے گئے۔اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔اور لوہے کی گرم سلاخوں سے ان کی آنکھوں کو داغا گیا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ھارون بن عبداللہ بن مالک بن اسماعیل سے اور کہا ابو قلابہ نے کہ انس سے مروی ہے من عُکلِ (وہ لوگ قبیلہ عُکل سے تھے)۔

ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے ان کو ابوبکر محمد بن حسن قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن حسن بن ابوعیسیٰ ھلالی نے ان کو عبداللہ بن ولید مدنی۔ نے ان کو ابراہیم بن طہمان نے ان کو ایوب سختیانی نے ابوقلابہ سے اس نے انس بن مالک سے کہ بنو عکل کا ایک وفد آیا تھا انہوں نے اس زمین کی آب وہوا موافق نہ پائی۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا حضور اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم لوگ اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے پیشاب بھی پیو اور دودھ پیو کہتے ہیں کہ وہ لوگ گئے جب تک اللہ نے چاہا ان میں جا کر رہے اور انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فریادی آیا اس نے فریاد کی ہے آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے ابھی سورج اونچا نہیں ہوا تھا کہ ان کو پکڑ کر لایا گیا آپ نے حکم دیا لوہے کی سلاخیں گرم کی گئیں ان کو داغا گیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور انہیں دھوپ میں ڈالا گیا وہ پانی مانگتے رہے مگر انہیں پانی نہ پلایا گیا حتی کہ مر گئے ان کے زخموں کو داغا نہیں تھا۔

بخاری نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث حماد وغیرہ سے اس نے ابوب سختیانی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد بن یوسف نے بطور املا کے ان کو خبر دی ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن ادریس انصاری نے ان کو عثمان بن ابو شیبہ نے ان کو عبدالرحیم بن سلیمان نے محمد بن عبیداللہ سے اس نے ابوزبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک گروہ آیا تھا قبیلہ عرینہ سے۔اس کے بعد راوی نے پوری حدیث اپنے طول کے ساتھ اس نے ذکر کی ہے۔اور یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں۔کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طلب میں بندے بھیجے اور ان کے خلاف آپ نے بددعا کی اور فرمایا :

اللهم عمی علیهم الطریق و اجهل علیهم اضیق من مسك جمل

اے اللہ ان کو رستہ دیکھنے سے اندھا کر دے اور جس قدر انہوں نے اونٹوں کو باندھا ہے اس سے زیادہ ان کو باندھ دے۔

لہٰذا اللہ نے ان کو راستے سے اندھا کر دیا وہ پکڑے گئے ان کو نبی کریم کے پاس لایا گیا اور ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے اور ان کی آنکھوں کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔

(بخاری۔کتاب الحدو۔فتح الباری ۱۲/۱۱۱۔مسلم کتاب القسامۃ ص ۱۲۹۶۔ابوداود۔کتاب الحدود۔حدیث ۴۳۶۴۔ترمذی کتاب الطہارۃ حدیث ۷۲ ص ۱/۱۰۶۔۱۰۷۔ نسائی۔کتاب تحریم فی ثلاثۃ ابواب متشابعۃ ص ۷/۹۳۔۱۰۱۔ابن ماجہ کتاب الحدور۔حدیث ۲۰۔سند احمد ۳/۱۶۳۔۱۷۷۔۱۹۸۔

☆☆☆

مجموعہ ابواب ۸۸

عُمرَۃُ الحُدَیبِیَّۃ [۱]

نبی کریم ﷺ کی مقام حدیبیہ کی طرف روانگی کی تاریخ

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان بغداد میں۔ ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابرہیم بن منذر نے ان کو عبداللہ بن نافع نے ان کو نافع بن ابونعیم نے ان کو نافع مولی عبداللہ بن عمر نے وہ کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں واقع ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہی بات صحیح ہے اور اسی طرف گئے ہیں زھری اور قتادہ اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق بن یسار وغیرہ۔ اس میں اختلاف کیا گیا ہے عروہ بن زبیر پر۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے ان کو اسماعیل بن خلیل نے ان کو خبر دی علی بن مسہر نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کی طرف ماہ رمضان میں نکلے تھے اور حدیبیہ (کی صلح) ماہ شوال میں ہوئی تھی۔

(۳) یعقوب نے کہا کہ حسان بن عبداللہ نے روایت کی ہے ابن لہیعہ سے اس نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان باندھ کر تیاری کی آپ عمرہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے آپ کے ساتھ بہت سارے لوگوں نے بھی رخت سفر باندھا یہ واقعہ ذیقعدہ ۶ھ میں ہوا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے ان کو خبر دی ابراہیم بن ھاشم نے ان کو ھُدبہ بن خالد نے ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے یہ کہ انس بن مالک نے ان کو خبر دی یہ کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے عمرے کئے تھے چار عمرے وہ سب کے سب ماہ ذیقعدہ میں تھے مگر وہ عمرہ جو آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ عمرۃ الحدیبیہ کہا تھا کہ زمانہ حدیبیہ ذیقعدہ میں تھا۔ اور عمرہ (اس سے) آئندہ سال تھا۔ اور ایک عمرہ مقام جعرّانہ سے (احرام باندھ کر) کیا تھا جہاں پر آپ نے غزوۂ حنین کی غنیمتیں تقسیم فرمائی تھیں ماہ ذیقعدہ میں۔ اور ایک عمرہ آپ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ہدبہ بن خالد سے۔

☆☆☆

---

[۱] (دیکھئے طبقات ابن سعد ۲: ۹۵، سیرۃ ابن ھشام ۳: ۲۶۵، المغازی للواقدی ۱: ۳۸۳، ۵: ۱۲۱، مسلم بشرح النووی ۱۲: ۱۳۵، تاریخ طبری ۲: ۶۲۰، الدار ۱۹۱، ابن حزم ۲۰۷، البدایۃ والنھایۃ ۴: ۱۶۴، نھایۃ الارب ۱۷: ۲۱۷، عیون الاثر ۲: ۱۴۸، شرح مواھب ۴: ۱۶۴، سیرۃ الشامیہ ۵: ۵۵)

باب ۸۹

ان لوگوں کی تعداد جو لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے

ایک ہزار سے زائد تعداد کا ذکر

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے اس نے عروہ بن زبیر سے اس نے مسور بن مخرمہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال ایک ہزار سے زائد اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تھے آپ جب مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو گلے میں قلادہ ڈالا اور اس کی کوہان سے زخم کر کے خون نکال کر نشانی لگائی اور اس مقام سے آپ نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

تیرہ سو تعداد کا ذکر

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اس نے ابن عیینہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی،۔ فتح الباری ۷/۴۴۴)

اس حدیث میں مذکور لفظ بضع کی تعداد کے بارے میں راویوں کا اختلاف ہے کہ ہزار سے کتنے زیادہ تھے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار تین سو تھی۔

(حاشیہ) از اسماعیل جاروی :

(۱) قَلَّدَ الْهَدْیَ۔ کا مطلب ہے کے قربانی کے جانور کے گلے میں رسی لٹکائی تاکہ یہ جانا چاہیے کہ یہ جانور قربانی کا ہے۔ کہ لوگ اس سے رُک جائیں۔

(۲) ذوالحلیفہ مدینہ اور مکے اور حدیبیہ کے درمیان مقام ہے۔

اٹھارہ سو اصحاب کی تعداد کا ذکر

(۳) حدیبیہ مقام پر اصحاب رسول کی تعداد کے بارے میں راویوں میں اختلاف ہے۔ عبدالعزیز آفاقی کی زھری سے روایت۔

(۴) حدیث مسور میں اور حدیث مردان میں ایک ہزار آٹھ سو تعداد مذکور ہے۔

چودہ سو تعداد کا ذکر

(۵) اور اسرائیل کی ایک روایت میں ابواسحٰق سے مروی سے ہے کہ کُنَّا اَرْبَعَ عَشَرَةَ مائة کہ ہم لوگ چودہ سو تھے۔

(۶) اور زہیر بن معاویہ کی ابن اسحٰق کی روایت میں چودہ سو یا اس سے زیادہ کا ذکر ہے۔

پندرہ سو تعداد کا ذکر

(۷) اور سالم بن ابوالجعد کی روایت میں جابر سے مروی ہے کہ صحابہ پندرہ سو تھے۔ زیادہ تفصیل مطلوب ہوتی دلائل النبوۃ جلد چہارم ص ۹۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

تیرہ سو تعداد کا ذکر

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے احمد اصبہانی نے ان کو یونس بن حبیب ان کو ابوداؤد طیالسی نے ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو نے اس نے سنا ابن ابواوفی صحابی رسول سے تحقیق وہ بیعۃ رضوان میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اس دن ایک ہزار تین سو تھے۔ اور اس دن مہاجرین کا آٹھواں حصہ مسلمان ہوئے تھے۔

چودہ سو اور پندرہ سو کی تعداد کا ذکر

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے ان کو یعقوب بن سفیان نے اس کو عبیداللہ بن معاذ نے ان کو ان کے والد نے ان کو شعبہ نے ان کو عمرو بن مرہ نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عبداللہ بن ابواوفی سے وہ کہتے ہیں کہ اصحاب شجرہ ایک ہزار تین سو تھے اور آٹھواں حصہ مہاجرین مسلمان ہوئے اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے اس نے محمد بن مثنی سے اس نے ابوداؤد سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ کہا عبداللہ بن معاذ سے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد وہ ابوداؤد کی روایت کو بطور شاہد کے لائے ہیں۔ اور علی بن جابر بن عبداللہ کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ان کی طرف سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک ہزار اور پانچ سو تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ایک ہزار چار سو تھے۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۵ ص ۱۴۸۔ بخاری۔ کتاب المغازی حدیث ۴۱۵۵۔ فتح الباری ۷/۴۴۳)

حدیبیہ کا کنواں پندرہ سو صحابہ کو کافی ہو گیا اگر ایک لاکھ ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو ابراہیم بن محمد صیدلانی اور عبداللہ بن محمد نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی رفاعہ بن ہشم نے ان کو خالد بن عبداللہ نے ان کو حصین نے سالم بن ابوالجعد نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ ایک لاکھ ہوتے تو بھی ہمیں کفایت کر جاتا (یعنی بئر حدیبیہ) جب کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں رفاعہ بن ہشم سے اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے معین سے اس طرح۔
(مسلم۔ کتاب لامارۃ حدیث ۷۳ ص ۱۴۸۴۔ فتح الباری ۷/۴۴۱۔ مسلم ۳/۱۴۸۴۔ حدیث ۷۲)

(نوٹ) : لو کنا مائۃ الف لکفانا۔ یہ بیر بئر حدیبیہ والی صحیح حدیث سے مختصر کی ہوئی ہے ان کا مطلب کہ صحابہ کرام جب حدیبیہ پہنچے تو انہوں نے ان کے کنویں کو اس طرح پایا کہ وہ جوتے کے تسمے کی مانند دھار کی طرح پانی دے رہا تھا نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ لہٰذا وہ اُبلنے لگا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے منجملہ معجزات میں سے ایک معجزہ تھا۔ لہٰذا حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا اس وقت ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

(۵) اعمش نے اس کی مخالفت کی ہے سالم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جیسے ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے ان کو عمران بن موسیٰ نے ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے ان کو خبر دی جریر نے اعمش نے اس سے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے کہا اس دن آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ ایک ہزار چار سو تھے اصحاب شجرہ والے (یعنی جنہوں نے ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر)۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عثمان سے۔ شاہد لائے ہیں بخاری میں روایت کے ساتھ اور اس کو انہوں نے قتیبہ سے اس نے جریر سے بھی روایت کیا ہے۔ (مسلم۔ حدیث ۷۴ ص ۱۴۸۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد سلیمان حرقی نے ان کو حدیث بیان کی **ابوقلابہ** نے ان کو سعید بن ربیع نے ابوزید ھروی نے ان کو قرہ بن خالد نے قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا سعید بن حبیب سے وہ لوگ کہتے تھے جو بیعتہ رضوان میں حاضر ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ پندرہ سو تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا بیشک جابر بن عبداللہ نے کہا ہے کہ چودہ سو تھے۔ اللہ نے کہا کہ اللہ اس کو رحم فرمائے اس نے وہم کیا ہے۔ انہوں نے ہی مجھے حدیث بیان کی تھی کہ وہ پندرہ سو تھے اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث ابن عرویہ سے اس نے قتادہ سے۔ (فتح الباری ۷/۴۴۳۔ حدیث ۴۱۵۳)

انہوں نے استشہاد کیا ہے قرہ بن خالد کی روایت کے ساتھ۔ اور یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ پہلے پندرہ سو کہتے تھے پھر وہم ذکر کیا تو کہا چودہ سو تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بصری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے وہ کہتے ہیں کہ عمرو نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ یوم حدیبیہ میں چودہ سو تھے۔ اور ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تمام اھل زمین سے بہتر ہو۔ اگر میں آج وہاں ہوتا تو تمہیں اس درخت کی جگہ دیکھاتا (جس کے نیچے ہم لوگوں نے بیعت رسول کی تھی)۔ (بخاری۔ حدیث ۴۱۵۴۔ فتح الباری ۷/۴۴۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے اس کو ذکر کیا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔

(۹) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابوصالح نے اور ابن بکیر نے اور ابن رفیح نے اور محمد بن خلاد نے لیث بن سعد سے اس نے ابوزبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو تھے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۶۷ ص ۱۴۸۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے ان کو عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حدیبیہ والے سال ستر اونٹ ذبح کیے تھے۔ ایک اونٹ سات افراد کی طرف سے تھا۔ ہم نے جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے اس نے بتایا کہ چودہ سو تھے۔ ہمارے گھڑسوار بھی اور ہمارے پیادے بھی تھے۔

یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔ بس اسی طرح اس کو کہا ہے براء بن عازب نے اور فضل بن یسار نے اور سلمہ بن اکوع نے اس سے صحیح ترین روایت ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس رحم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس دوری نے ان کو یحییٰ بن معین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ بن سوار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے قتادہ سے اس نے سعید بن حبیب سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ درخت تلے ایک ہزار چار سو۔

☆☆☆

باب ۹۰

قصّہ حدیبیہ کا سیاق

اوراس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو مغازی سے وہ کہتے ہیں کہ کہا معمر نے وہ کہتے ہیں کہ کہا زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عروہ بن زبیر نے (ح)۔ وہ کہتے ہین کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو ابواحمد بن زیاد نے ان کو ابن عمر نے ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے عروہ بن زبیر سے۔ اور یہ حدیث ہے محمد بن یحییٰ مسور بن مخرمہ سے اور مروان بن حکم سے ہر ایک ان دونوں ہی سے تصدیق کرتا ہے اپنے ساتھی کی۔

وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانے میں ایک ہزار سے زائد اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تھے حتی کہ جب کہ آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور کو جو کعبہ کی طرف ہانک کر لے جارہے تھے رسّی گلے میں ڈال کر قلادہ پہنایا اور اس کی کوہان میں سے خون نکال کر نشان لگایا (تا کہ معلوم رہے کہ یہ حرم میں کی جانے والی قربانی کا جانور ہے) اور عمرے کا احرام باندھا اور اپنے سامنے ایک خبر گیری کرنے والا خبر بھیجا (جاسوس) جو آپ کو خبریں لا کر دے وہ بنوخزاعہ کا ایک آدمی تھا۔ وہ آپ کو خبریں لا کر دیتا رہا تھا قریش کے بارے میں رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے حتی کہ جب آپ وادی کے کنارے پانی کے حوض یا مقام پر پہنچے۔ مقام عسفان کے قریب (یہ مکے سے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ تو آپ کے پاس عنیبخزاعی آیا۔ اس نے کہا میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو چھوڑ کر آرہا ہوں انہوں نے آپ کے مقابلے کے لئے جمعیت اکٹھی کر لی ہے۔ اور حابیش (لشکر) جمع کر لئے ہیں (حابیش بنوہون بن حزیمہ بن مدرکہ اور بنوحارث اور بنوعبدخزاعہ اور بنومصطلق خزاعہ میں سے تھے اور شرح مواہب ۱۸۲/۲ میں ہے کہ احابیش وہ لوگ تھے جنہوں نے قریش کے ساتھ مل کر حلف اٹھایا تھا کہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھ کر جس کو الحبش کہا جاتا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ احابیش نام رکھا گیا تھا ان کے تحبّش اور تجمّع کی وجہ سے از مترجم) وہ آپ سے قتال کریں گے یا آپ کو لڑوائیں گے۔ کہا ابواحمد بن زیاد نے کہ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ اور دونوں نے لفظ جمیعاً کہا۔ اور یہ کہ وہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے مشورہ دو کیا تم لوگ یہ رائے دیتے ہو کہ ہم ان لوگوں کی اولادوں کی طرف مائل ہوں متوجہ ہوں جنہوں نے موت کی اعانت کی ہے ہم لوگ ان کو قتل کریں اگر وہ بیٹھ گئے تو اکیلے ہو کر اور جنگ زدہ ہو کر بیٹھ جائیں گے اور اگر وہ بچ گئے تو وہ ایک ایسی گردن ہوگی جس کو اللہ نے کاٹ دیا ہوگا۔ یا تم لوگ یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم بیت اللہ کا ارادہ کر کے چلے جائیں جو ہمیں روکے ہم اس کے ساتھ قتال کریں؟ ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں ہم لوگ تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں ہم کسی سے قتال کے لئے نہیں آئے مگر جو ہمارے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرے گا ہم اس سے لڑیں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ بات ہے تو پھر چلئے۔

زہری نے حدیث میں کہا ہے کہ وہ روانہ ہوئے جب وہ بعض راستے میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک خالد بن ولید غمیم میں پہنچا ہے قریش کے دستے کے ساتھ بالائی کی جانب سے یا آگے آگے۔ لہٰذا تم لوگ دائیں جانب چلو۔ اللہ کی قسم خالد ان کے بارے میں نہ جان سکا۔

حتی کہ اچانک اس نے لشکر سے اڑتا ہوا یہاں غبار ملاحظہ کیا تو فوراً گھوڑا کو ایڑی لگا کر دوڑاتا ہوا گیا قریش کو ڈرانے کے لئے۔ اور نبی کریم ﷺ بھی چلتے رہے حتی کہ جب اس گھاٹی میں پہنچے جس سے ان پر اترتے تھے۔ آپ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے کہا چلو چلو مگر اس نے چلنے سے انکار کردیا لوگوں نے کہا کہ حضور کی اونٹنی قصواء تھک کر بیٹھ گئی ہے چلنے سے انکار کردیا ہے۔ ابواحمد بن زیاد نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ جب وہ اس قول پر پہنچے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو تو پھر ایسی بات تو چلیے زہری کہتے ہیں کہ ابوھریرہ نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو زیادہ مشورہ کرتا ہوا پنے احباب سے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر (بعض دفعہ حضور اکرم ﷺ کثرت سے مشورہ کرتے تھے اپنے احباب کے ساتھ)۔

مِسْور نے اور مروان نے دونوں نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ بس وہ لوگ چل پڑے حتی کہ جب بعض راستے میں پہنچے تو نبی کریم نے فرمایا بیشک خالد بن ولید مقام غمیم پر آرہا ہے۔ قریش کے گھڑسوار دستے کے ساتھ۔ اس کے بعد حدیث اپنی جگہ پر آگئی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قصوا اونٹنی نہیں تھکی نہ ہی یہ اس کی عادت ہے بلکہ اس کو اس ذات نے روک لیا ہے۔ جس نے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے (مکے والے) جو بھی کوئی ایسی خصلت یعنی تجویز مجھ سے مانگیں گے یا مطالبہ (امن اور صلح) جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کو قائم رکھیں گے میں وہ ان کو دے دوں گا یعنی میں ان کی ایسی تجویز اور ایسا مطالبہ ضرور مان لوں گا۔ (یعنی ترک قتال حرم میں اور صلح کا مطالبہ اور خون بہانے سے روکنا وغیرہ) اس کے بعد آپ نے اونٹنی کو جھڑکا وہ آپ کو ساتھ لئے ہوئے اُچھل کر کھڑی ہوئی۔

کہتے ہیں کہ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے حتی کہ آپ مقام حدیبیہ کے آخر میں مقام تمد پر جو قلیل الماء تھا اُترے لوگوں نے چلو سے تھوڑا پانی لے لیا لوگوں نے اس کو باقی نہ چھوڑا حتی کہ سارا پانی کھینچ لیا (اور پانی ختم ہو گیا۔ پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیاس کی شکایت کی۔ آپ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا۔ اور حکم دیا کہ اس کو کمان کے منہ میں ڈالو کہتے ہیں اللہ کی قسم وہ لوگ سامنے تیرازی کی نہ ٹھہر سکے حتی کہ اس سے ہٹ گئے وہ لوگ اسی کیفیت پر ہی تھے کہ اس کے یا بدیل بن ورقاء خزاعی بنو خزاعہ کے ایک گروہ کے ساتھ آگیا وہ اھل تہامہ میں سے رسول اللہ کے لئے نصیحت وخیر خواہی کے لائق اور حقدار تھے اس نے بتایا کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو اسی حالت میں چھوڑ کر آرہا ہوں کہ وہ حدیبیہ کے آب مسلسل پر اتر چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ماہر جنگجو ہیں وہ آپ سے لڑیں گے اور بیعت اللہ میں عمرہ کرنے کے لئے نہیں جانے دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی سے قتال کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور بیشک قریش کو ویسے بھی جنگ نے کمزور کردیا ہے۔ اور انہیں نقصان سے دوچار کردیا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ان کو ٹائم دے دیتا ہوں وہ میرے اور لوگوں کے درمیان علیحدگی اور خلوت چھوڑ دیں اور اگر وہ چاہیں تو داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہوتے ہیں۔ تو کرلیں۔ وگرنہ پس تحقیق وہ اکھٹے ہو گئے ہیں۔ اور اگر وہ انکار کریں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو میں ضرور ان سے قتال کروں گا اپنے اس مقابلے پر حتی کہ میری گردن الگ ہو جائے یا اللہ اپنا حکم نافذ کردے۔ بُدَیل بن ورقاء نے کہا عنقریب میں وہ پیغام ان کو پہنچا دوں گا (مکے والوں کو) جو آپ فرما رہے ہیں وہ چلا گیا حتی کہ قریش کے پاس پہنچا۔ ان کو بتایا کہ میں اس آدمی کی طرف سے (یعنی محمد کی طرف سے) تمہارے پاس آیا ہوں۔ ہم نے اس سے سنا ہے وہ ایک ایسی بات کہتا ہے۔ اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے پیش کریں چنانچہ ان میں سے کم عقلوں بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں کوئی حاجت نہیں ہے اس بات کی کہ تم ہمیں ان کی (محمد کی) طرف سے کوئی بات بیان کرو۔ مگر صاحب رائے عقلمندوں نے کہا بتایئے آپ نے ان سے جو بات سنی ہے اس نے بتایا کہ میں نے ان کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے اس نے ان کو پوری پوری بات بتائی جو کچھ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

لہٰذا عروہ بن مسعود ثقفی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے میری قوم کیا تم لوگ ولد نہیں ہو؟ انہوں نے کہا کہ بالکل ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا میں بیٹا نہیں ہوں؟ وہ بولے بالکل ہو۔ اس نے پوچھا کیا تم محمد پر کوئی تہمت لگاتے ہو؟ وہ بولے کہ بالکل نہیں اس نے کہا کہ کیا جانتے نہیں ہو کہ میں نے اھل عکاظ کو بھگا دیا تھا جب وہ میری بات ماننے سے رک گئے تھے اور میں اپنے گھر والوں کو اور اپنے بیٹوں کو اور جس نے میری بات مانی تھی، لے کر تم لوگوں کے پاس آگیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بالکل صحیح ہے اس نے کہا کہ (سنو میری بات مان لو) محمد ﷺ نے تم لوگوں کو درست

بات کا مشورہ دیا ہے اور تمہارے سامنے اچھی بات پیش کی ہے۔تم لوگ اس کی بات مان لو اور مجھے بھیج دو میں اس کے پاس چلا جاتا ہوں قریش نے کہا کہ ٹھیک ہے تم بات کرنے کے لئے چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ آیا اور حضور اکرم ﷺ سے بات چیت کرنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے وہی بات کہی جو آپ نے بُدَیل سے کہی تھی عروہ نے اس کے جواب میں کہا اے محمد آپ بتائیں بھلا اگر آپ اپنی قوم کو جڑ سے ختم کر دیں گے۔تو کیا آپ نے عرب میں سے کسی کے بارے میں سنا ہے کہ آپ سے پہلے کہ اس نے اپنی اصل اور اپنی جڑ کو اکھاڑ پھینکا ہو اور ختم کر دیا ہو اور اگر یہ بات نہیں ہے تو سنو اللہ کی قسم بیشک وہ کئی چہرے دیکھتا ہوں اور کئی ملے جلے لوگ، لوگوں میں سے جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھاگ جائیں اور آپ کو چھوڑ جائیں۔ابوبکر صدیق ﷛ (سے یہ بات برداشت نہ ہوئی اور انہوں نے عُروہ کو شدید ترین گالی دیتے ہوئے فرمایا کہ دفع ہو جاؤ یہاں سے) جا! لات کی مورتی کی جا کر شرم گاہ کو چاٹ۔کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو یونہی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟۔

(نوٹ) : ابوبکر صدیق کی گالی کے اصل لفاظ تھے۔ اَمْصُصْ بَظْرَ الَّلاتْ۔ اُمْصُص اُم کا صیغہ ہے مُص' سے اس کا معنی ہے چوسنا، چاٹنا۔ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی محشی لکھتے ہیں کہ۔ اَلْبَظْرُ الَّتِی تَبْقِیْ بَعْدَ خِتَانِ الْمَرْءَۃ ۔کہ بَظر وہ شرم گاہ کا حصہ جو عورتوں کے ختنہ کے بعد باقی رہتا ہے یہ عربوں کے ہاں اسلام سے قبل دورِ جاہلیت کا رواج تھا۔اور لات ایک بُت کا نام ہے۔عربوں کی عادت تھی اس طرح کی گالی دینا (گویا کہ ابوبکرؓ نے معاشرے کی زبان بول کر اس کو زجر فرمائی) باقی رہا ان کا اس بارے میں صیغہ امر استعمال کرنا یہ مبالغہ کے لئے تھا۔(مترجم) عروہ نے کہا کہ کس نے یہ بات کہی ہے انہوں نے کہا کہ ابوبکر ہوں۔عروہ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر آپ کا میرے اُوپر احسان نہ ہوتا جس کا میں نے تا حال بدلہ نہیں اُتارا ہے تو میں تمہیں ضرور جواب دیتا۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ نبی کریم ﷺ سے بات چیت کرنے لگ گیا جیسے جیسے بات کرتا رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو بھی ہاتھ لگاتا (عاجزی کرنے اور اصرار کرنے اور بات منوانے کی غرض سے) ادھر مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے تھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کے پاس تلوار اور ان پر لوہے کا خول تھا عُروہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی داڑھی کی طرف جھکتے تو مغیرہ بن شعبہ ان کے ہاتھ کو تلوار کے دستے سے مارتے اور کہتے کہ پیچھے کر اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے عروہ نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ عروہ نے ان سے کہا اے بہت بڑے غادر غدر کرنے والے کیا تم میں تیرے غدر میں نہیں دوڑتا رہا۔ کہتے ہیں کہ مغیرہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھی بنے رہے تھے اور بالآخر ان کو قتل کر دیا تھا اور ان کے مال لے لئے تھے پھر آ کر مسلمان ہو گئے تھے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال اسلام اس کو تو میں نے قبول کرایا اور رہا مال تو اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

عروہ بن مسعود کی اصحاب رسول کو دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی

اس کے بعد عروہ اصحاب رسول کو ملاحظہ کرتا رہا اللہ کی قسم حضور جب بھی کھنکھارے اور بلغم پھینکتے تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی گرتا کیونکہ وہ اتنی شدید محبت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہ آپ کی تھوک کو نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔بلکہ اپنے ہاتھوں پر لے لیتے تھے اس کو اپنے ہاتھوں پر اور چہروں پر اور جلد پر مل لیتے تھے۔اور جب حضور ان کو کسی کام کے کرنے کا کہتے تھے تو وہ لوگ ایک دوسرے سے بھاگ کر پہلے کر دیتے تھے۔اور جب حضور اکرم ﷺ وضو کرتے تو وہ لوگ آپ کے وضو کے پانی پر لڑتے تھے اور حضور اکرم ﷺ جب بات کرتے تھے تو وہ حضور کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کر لیتے تھے۔اور حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ اُٹھا کر یا تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔جس سے اس کی حیرت کی انتہاء نہ رہی۔

عروہ بن مسعود ثقفی کا اہل مکہ کو جا کر حضور کے صحابہ کی یہ کیفیت بتانا

عروہ بن مسعود اپنے احباب کے پاس جا کر اطلاع دیتا ہے کہ اے میری قوم اللہ کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں قیصر روم کے پاس میں گیا کسریٰ فارس کے پاس گیا۔نجاشی کے دربار میں گیا اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی اس کے احباب اور نوکر جا کر

اتنی تعظیم کرتے ہوں جس قدر محمد کے اصحاب اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب بھی اس نے بلغم تھوکا وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی گرا اس نے وہ اپنے چہرے پر مل لیا یا اپنی جلد پر۔ جب اس نے ان کو کسی کام کا حکم دیا تو ایک دوسرے سے پہلے بھاگ کر انہوں نے اس پر عمل کیا۔ جب اس نے وضو کیا تو قریب تھا کہ وہ اس کے وضو کے پانی پر لڑ پڑتے۔ وہ جب اس سے بات چیت کرتے ہیں تو اس کے سامنے آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں اور وہ اس کی تعظیم کی خاطر اس کی طرف گھور کر یا تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے (میں یہ کہتا ہوں) کہ اس نے تمہارے سامنے رُشد و کامیابی کی درست صورت پیش کی ہے۔ لہٰذا تم لوگ وہ بات قبول کرلو۔ مگر اس کے بعد بنو کنانہ کے ایک آدمی نے کہا۔

بنو کنانہ کے ایک آدمی کا جا کر حضور اکرم ﷺ اور اصحاب کو دیکھ کر ان کی سفارش کرنا

چھوڑو اس کو مجھے جانے دو میں خود جا کر صحیح رپورٹ لے آتا ہوں انہوں نے کہا جاؤ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور اس نے حضور اکرم ﷺ کے اصحاب کو دیکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ یہ فلاں ہے۔ یہ ایسی قوم کا آدمی ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتی ہے اس کو آگے جا کر ملو۔ لہٰذا ان لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے ساتھ ساتھ رہنے لگے۔ اس نے جب صحابہ کرام کے یہ اخلاق دیکھے تو کہ کہنے لگا۔ سبحان اللہ! ایسے لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ لہٰذا وہ واپس جب اپنی قوم کے پاس آیا تو کہنے لگا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنا دیئے گئے ہیں اور کوہانیں چیر کر خون آلود کر کے جانور نشان زدہ کر دیے گئے ہیں۔ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کو بیت اللہ سے روکا جائے۔

مِکرز بن حفص کا حضور اکرم ﷺ کو جا کر دیکھنے کی خواہش کرنا

اس کے بعد ان میں سے ایک اور شخص جس کا نام مِکرز بن حفص تھا کہا کہ مجھے جانے دو میں جا کر خبر لاتا ہوں قریش نے اجازت دے دی اس نے جب جا کر دیکھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بتا دیا کہ یہ مکرز ہے یہ ایک تاجر آدمی ہے (یا کہا تھا کہ غادر ہے) وہ جا کر نبی کریم ﷺ سے بات چیت کرنے لگا وہ ابھی کلام کر ہی رہا تھا کہ اچانک سہیل بن عمرو آ گیا۔ مِکرز کو غادر کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ انہوں نے عامر بن یزید سید بنو بکر کو قتل کر دیا تھا دھوکے سے یا اس لئے کہ انہوں نے حدیبیہ میں مسلمانوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس لئے وہ معروف بالغدر ہو گئے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو کا آ کر بات چیت کرنا

معمر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ایوب نے عکرمہ سے کہ جب سہیل آ گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تحقیق آسان ہو گیا ہے تمہارے لئے تمہارا معاملہ۔

سہیل بن عمرو کی آمد اور باہم تحریر میں اس کا حجت بازی کرنا حضور اکرم ﷺ کا نرمی و رواداری کرنا

زھری نے اپنی حدیث میں کہا ہے جب سہیل بن عمرو آ گیا تو اس نے کہا لائیں آپ میں اپنے اور تمہارے درمیان ایک نامہ لکھ دوں اس نے کاتب کو بلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھیئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا۔ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے؟ بلکہ اور طرح لکھیئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ جیسے آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا۔ اللہ کی قسم ہم اس نام کو نہیں لکھیں گر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ہی۔ نبی کریم ﷺ نے (رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا ٹھیک ہے اسی طرح لکھئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔ یہ وہ تحریر ہے جس پر باھم فیصلہ کیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے پھر سہیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے کیوں روکتے۔ بلکہ اس طرح لکھیں۔ محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔ (پھر آپ نے رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) فرمایا۔ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور اگر تم میری تکذیب ہی کرتے ہو تو لکھئے محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے نرمی کرنے کی وجہ آپ کا یہ اقرار تھا

زھری نے کہا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا رویہ بایں وجہ تھا کہ آپ یہ فرما چکے تھے کہ جو بھی وہ ایسی کسی صورت کا مجھ سے مطالبہ کریں گے کہ وہ جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کریں گے میں ان کی بات مان لوں گا اور ایسی شرط قبول کرلوں گا۔

نبی کریم ﷺ کا ایک نکاتی مطالبہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا ایک مطالبہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان تصفیہ کردیا جائے یعنی ہمیں آزادی سے بیت اللہ کا طواف کرنے دیا جائے اس وقت تک اور کوئی ہمارے بیچ میں نہ آئے ہم آزادانہ طواف کرلیں۔ سھیل نے کہا اللہ کی قسم عرب یہ کہیں گے کہ ہم مجبور ہو کر آپ لوگوں کو خود بلا کر لے آئے ہیں نہیں۔ (آپ لوگ اس سال واپس بغیر عمرہ اور طواف کے چلے جاؤ) اگلے سال آپ لوگ آکر کرلینا۔ اور سہیل نے یہ شرط بھی لکھی کہ ہم میں سے اگر کوئی آدمی تیرے پاس مدینے میں مسلمان ہو کر پہنچ جائے تو آپ ان کو واپس ہمارے حوالے کردیں گے مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا کہ سبحان اللہ کیسے مشرکین کے پاس واپس کردیا جائے گا حالانکہ مسلمان ہو چکا ہوگا۔ وہ لوگ اس طرح بحث کررہے تھے کہ عین اس وقت اچانک خود سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا حضور اکرم ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر پہنچ گیا۔ وہ زیریں جگہ سے نکلتا ہوا آیا اور اس نے خود کو مسلمانوں کے آگے پھینک دیا۔ سھیل بن عمرو نے کہا اے محمد پہلا پہلا فیصلہ جس پر میں نے تم سے معاہدہ کیا ہے وہ یہی ہے کہ آپ ابو جندل کو واپس لوٹا دیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس کے بعد اپنے معاہدے کے خلاف نہیں کریں۔ ابو جندل کو رہنے دو مگر سہیل نہیں مانا اس نے کہا کہ اللہ کی قسم پھر تمہارے درمیان کوئی مصالحت نہیں ہے کسی بھی شرط میں ہمیشہ کے لئے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر ابو جندل کو میرے لیے پناہ دے دو (اس لئے کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس پہنچ گیا ہے) مگر سہیل نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کو تیرے لئے پناہ نہیں دوں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مان جایئے اس نے کہا کہ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا یہ سن کر مکرز نے کہا ہاں ہاں میں نے ابو جندل کو پناہ دی ہے۔ ابو جندل نے سنا تو اس نے کہا کہ اے مسلمانوں کی جماعت کیا میں مشرکین کی طرف واپس کردیا جاؤں گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہو کر آچکا ہوں۔ کیا آپ لوگ دیکھتے نہیں کہ میں کس قدر اذیت سے دوچار ہو گیا ہوں۔ اس لئے کہا کہ وہ اللہ کی راہ میں سخت عذاب اور سزا میں مبتلا کیا گیا تھا۔

اس موقع پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرط جذبات میں آنا

اور رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کا حوصلہ دلانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی شک نہیں کیا مگر اسی دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟ اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔ عمرؓ نے کہا جب ہم حق پر ہیں تو پھر ہم اپنے دین میں کمزوریکیوں ہیں ہم کیوں جھک گئے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے پھر عرض کی کیا آپ ہمیں یہ بات نہیں بتایا کرتے تھے کہ بیشک ہم بیت اللہ میں آئیں گے اور ہم طواف کریں گے کیا یہ بات آپ سچی نہیں بتارہے تھے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں میں نے ہی تمہیں خبر دی تھی مگر کیا یہی کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں کہا کہ نہیں یہ نہیں کہا تھا آپ نے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک تم بیت اللہ میں آؤ گے اور اس کے ساتھ طواف کرو گے۔

حضرت عمر بن خطاب کا حضور اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق ؓ کے پاس فرط جذبات کا اظہار کرنا اور ابوبکر کا بعینیہ حضور اکرم ﷺ والا جواب دینا

حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں ابوبکر ؓ کے پاس آیا میں نے کہا اے ابوبکر۔ کیا یہ (محمد ﷺ) اللہ کے برحق نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں سچے نبی ہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم لوگ حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔ میں نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کمزوری کیوں دے رہے ہیں۔ ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا اے جوان بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے وہی ان کا ناصر و مددگار ہے۔

تم اے عمر انہی کی رکاب کی مضبوطی سے پکڑ کر اسی سے چمٹے رہو حتی کہ تم اسی حال پر مر جاؤ۔ اللہ کی قسم بیشک وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا کیا آپ ﷺ ہمیں یہی بات نہیں بتایا کرتے تھے کہ وہ عنقریب بیت اللہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ ابوبکر نے کہا جی ہاں یہی بات ہے۔ مگر کیا انہوں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ اسی سال یہ سب کچھ کرو گے؟ میں نے بتایا کہ نہیں۔ ابوبکر نے فرمایا کہ تو پھر (یقین رکھو) کہ تم بیت اللہ میں ضرور جاؤ گے اور ضرور طواف کرو گے۔

بظاہر ناکامی والے معاہدے سے مسلمانوں کی مایوسی و دل گرفتگی اور شدید غم و غصے کا اظہار کرنا اور حضور اکرم ﷺ کا اُم المؤمنین اُم سلمہ سے مشورہ کرنا

زہری کہتے ہیں کہ۔ حضرت عمر ؓ نے کہا کہ میں اس بات کے لئے کئی اعمال کیے حضور اکرم ﷺ جب معاہدے کی تحریر سے فارغ ہوگئے تو آپ نے فرمایا۔ اٹھو اور قربانی کے اونٹ ذبح کر و اس کے بعد سر منڈوا دو (یعنی عمرے کا جو احرام باندھا ہوا ہے وہ کھول دو) عمر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی (یہ کام کرنے کے لئے) نہ اُٹھا حتی کہ حضور اکرم ﷺ نے تین بار یہی بات فرمائی۔ جب کوئی بھی (بوجہ ناراضگی و مایوسی) نہ اُٹھا ان میں سے تو حضور اکرم ﷺ اُٹھ کر اندر (خیمے میں) چلے گئے جا کر سیدہ ام سلمہ سے وہ کیفیت ذکر کی جو لوگوں کو پہنچی تھی اُم المؤمنین اُم سلمہ نے کہا۔ اے اللہ کے نبی کیا آپ یہی کام پسند کرتے ہیں؟ تو پھر آپ جائیں اور کسی سے ایک جملہ بھی نہ بولیں آپ جا کر اپنا قربانی کا جانور ذبح کریں اور اپنا حلق کرنے والے کو بلا کر سر منڈوا دیں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ اُٹھے باہر جا کر انہوں نے کسی سے ایک جملہ بھی نہیں کہا بلکہ آپ نے ایسا ہی کام کیا۔ اپنے اُونٹ کو نحر کیا اور اپنے سر منڈنے والے کو بلا کر سر مونڈوایا صحابہ کرام نے جب یہ منظر دیکھا تو خود بخود اُٹھے اور انہوں نے بھی اپنے اپنے جانوروں کا نحر کرنا شروع کیا اور وہ ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ مگر (مایوسی و دل گرفتگی کا یہ عالم تھا کہ) قریب تھا کہ ان میں سے بعض بعض کو قتل کر دیتا غم کی وجہ سے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے پاس مئومنہ عورتیں آئیں (بیعت کے لئے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یاایها الذین آمنوا اذا جاء کم المؤمنات مهاجرات۔ اے اہل ایمان جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں آئیں ہجرت کرنے والیاں۔ حتی کہ اس لفظ تک پہنچے۔ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔ (سورۃ ممتحنہ آیت ۱)۔

حضرت عمر ؓ نے اس دن دو عورتوں کو طلاق دے دی تھی جو ان کی بیویاں تھیں اور مشرک میں تھیں۔ ان میں سے ایک نے معاویہ بن ابوسفیان سے شادی کر لی تھی اور دوسری نے صفوان بن اُمیہ سے۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ واپس لوٹ آئے۔

ابوبصیر مسلمان ہوکر مدینہ پہنچ گیا قریش نے طلب کیا حضور اکرم ﷺ نے معاہدہ کی پاس داری کی

اس کے بعد آپ کے پاس قریش میں سے ابوبصیر مسلمان ہو کر پہنچ گئے۔ قریش نے اس کی تلاش میں دو آدمی بھیجے انہوں نے مدینہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ سے کہا آپ اپنا عہد پورا کریں جو ہم نے کیا تھا حضور اکرم ﷺ نے (معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے) ابوبصیر کو ان دو آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ وہ اس کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ حتی کہ جب وہ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے تو وہ وہاں پر اُترے ان کے پاس کچھ پھل تھے وہ بیٹھے وہاں کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک آدمی سے کہا کہ تیری تلوار تو بہت عمدہ ہے اللہ کی قسم مجھے تو بہت ہی عمدہ لگتی ہے۔ اس نے تلوار کو نیام سے باہر نکال کر دکھایا اور کہنے لگا کہ واقعی اللہ کی قسم یہ بہت ہی عمدہ تلوار ہے میں نے تو بار بار اس کا تجربہ کیا ہے۔ ابوبصیر نے کہا کہ دکھایئے ذرا میں بھی اس کو دیکھوں اس نے اس کے ہاتھ میں تھما دی اب اس کو اس پر قدرت حاصل ہوگئی تو اس نے اس پر وار کر کے اس کو ٹھنڈا کر دیا اور دوسرا بھاگ گیا وہ سیدھا مدینے جا پہنچا دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو جب اس حال میں دیکھا تو فرمایا کہ یہ اس نے خطرناک امر دیکھا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے۔ اور میں بھی قتل ہونے والا ہوں۔ (ہوتے ہوتے بچا ہوں) کہتے ہیں پیچھے پیچھے ابوبصیر بھی پہنچ گئے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی! اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کر دیا ہے۔ آپ نے تو مجھے ان کے پاس واپس بھیج دیا تھا پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ویل ہو اس کی ماں مُسعِر بن حرب (یعنی جنگ بھڑکانے والا)۔ اس نے جب یہ سنا تو سمجھ گیا کہ حضور اکرم ﷺ اس کو دوبارہ واپس لوٹا دیں گے۔ لہٰذا وہ وہاں سے نکل کر مقام سیف البحر پہنچ گیا۔

ابوبصیر اور ابوجندل کا ملنا اور قریش کے لئے نئی مصیبت بنانا

ابوبصیر البحر میں پہنچا تو ابوجندل بن سہیل بھی اس کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے قریش میں سے جو بھی مسلمان ہو جاتا وہ بھاگ کر ابوبصیر اور ابوجندل کے پاس پہنچ جاتا اس طرح انہوں نے اچھی خاصی مضبوط جماعت بنالی۔ اللہ کی قسم وہ جب سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا ہے تو وہ اس کا راستہ روک کر ان کو قتل کر دیتے اور ان کے مال چھین لیتے۔

قریش نے مجبور ہوکر اپنے مذکورہ معاہدے میں خود ترمیم کی

چنانچہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس نمائندہ بھیجا انہوں نے ان کو اللہ کی قسم دی اور رحم وقرابت داری کے واسطے دیکر التجا کی کہ ہم میں سے جو بھی مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا اس کو ہمارے پاس واپس بھیجیں گے تو ان کو ہماری طرف سے امان ہوگی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ ان کی طرف بھیج دیا۔ جو اللہ نے آیت نازل فرمائی۔

وھو الذی کف ایدیھم عنکم و اید کم عنھم

کہ وہی ذات اللہ ہی تو ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا تھا۔ (سورۃ الفتح : آیت ۲۴)

حتی کہ اس لفظ تک پہنچے۔ حمیّة الجاھلیة۔ جاہلیت کی غیرت وحمیة سے مراد (جس کا ان الفاظ میں ذکر ہے) وہ مشرکین کی وہ عزت تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اور انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اقرار بھی نہیں کیا تھا۔ اور وہ مسلمانوں اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اس نے عبدالرزاق سے۔

(بخاری۔ کتاب الشروط۔ فتح الباری ۵/ ۳۲۹)

اوراس روایت کے لئے حدیبیہ کے قصے کے بارے میں کئی شواہد موجود ہیں۔اس میں کئی کئی اضافے ہیں جنہیں ہم انشاءاللہ متفرق ابواب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سیدھے راستے کی توفیق عطا فرمانے والے ہیں۔

ہمیں خبر دی ابوالحسین نے علی بن احمد بن عمر بن حمانی مقری نے بغداد میں۔ان کو خبر دی اسماعیل بن مسللی بن اسماعیل خطمی نے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو عبداللہ بن معاذ سے ان کو ان کے والد نے ان کو قرہ نے ابوزبیر سے اس نے جابر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے آپ نے فرمایا جو شخص ثنیۃ المرار پر چڑھے بیشک اس سے اتنے گناہ معاف ہونگے جتنے بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے۔ چنانچہ پہلا شخص جو جبل بنوخزرج پر چڑھا وہ اس کے بعد لوگ مسلسل یہی عمل کرنے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب لوگ بخشے ہوئے ہیں مگر سرخ اونٹ والا (وہ جد بن قیس منافق تھا) ہم نے اس سے کہا تم آجاؤ رسول اللہ ﷺ تیرے استغفار کریں اس نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے میرا گمشدہ اونٹ واپس مل جائے تو مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہوگی اس سے کہ تم لوگوں کا ساتھی میرے لیے استغفار کرے اچانک دیکھا تو وہ اپنا گم شدہ اُونٹ تلاش کررہا ہے (یعنی واقعتۂ اس کا وہ سرخ اُونٹ گم ہوگیا تھا)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔(مسلم۔کتاب المنافقین۔حدیث ۱۲ ص ۲۱۴۴)

باب ۹۱

حُدیبیہ کے کنویں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا دعا فرمانا
اوراس بارے میں دلائل نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عبداللہ بن رجاء نے ان کو خبر دی اسرائیل نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعمرو نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے۔ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے اس نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ تم لوگ فتح شمار کرتے ہو فتح مکہ کو یقیناً فتح مکہ فتح بھی فتح تھی جب کہ ہم لوگ فتح بیعۃ الرضوان یوم حدیبیہ کو شمار کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چودہ سو افراد تھے۔اور حدیبیہ ایک کنواں تھا ہم نے اس کا پورا پانی کھینچ لیا تھا ہم نے اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا۔نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کی دیوار پر بیٹھے اور آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا آپ نے وضو کیا پھر کلی کی اور دعاء فرمائی اس کے بعد اس پانی کو اسی کنویں کے اندر انڈیل دیا اور تھوری سی دیر اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا اس کے بعد ہم نے اور ہمارے قافلوں نے اس میں سے پانی نکالنا شروع کردیا۔

(۲) یہ الفاظ میں حدیث عبداللہ کے اور ابن رجاء کی ایک روایت میں اسی کی مثل ہیں۔قول بیعۃ الرضوان تک کہتے ہیں۔ہم لوگ حدیبیہ والے دن اُترے تھے یہ کنواں تھا۔ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ اس کا پورا پانی کھینچ چکے تھے انہوں نے اس میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اس سے پانی کھینچا گیا پھر اس میں سے آپ نے اپنے منہ سے پانی لیا کلی بھر کر کنویں کے اندر ڈال دی اور اللہ سے دعا کی لہٰذا اس کا پانی کثیر ہوگیا (حضور اکرم ﷺ کی دعاء کی برکت سے اور کلی والے پانی کی برکت سے) حتی کہ ہم لوگوں نے استعمال کیا اور ہماری سواریوں نے بھی اور ہم لوگ چودہ سو کی تعداد میں تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن موسیٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۱۴۵۰۔ فتح الباری ۷/۴۴۱)
اور اس نے اس کو نقل کیا ہے حدیث زہیر بن معاویہ سے بھی اس نے ابواسحٰق سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے حسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ھشام بن علی نے ان کو ابن رجاء نے احمد کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تمتام نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ بن عمار نے اس نے ایاس بن سلمہ بن اُکوع سے وہ کہتے ہیں کہ اس نے کہا ہمیں خبر دی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام میں آئے تھے اور ہم چودہ سو افراد تھے۔ حدیبیہ میں بچاس بکریاں تھی جو اس کے پانی سے سیر نہ ہوئی تھیں (یعنی پانی اس قدر کم تھا کہ اس کو سیراب نہ کرسکتا تھا) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس کے کنارے پر جا بیٹھے۔ یا تو آپ نے دعا فرمائی۔ یا اس میں تھوک کر لعاب دہن ڈالا۔ لہٰذا اس کا پانی جوش مارنے لگا۔ لہٰذا ہم نے خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

یہ الفاظ حدیث بن عبداللہ بن رجاء کے ہیں۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ایک اور طریق سے عکرمہ بن عمار سے۔
(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳ ص ۱۴۳۳)

حضور اکرم ﷺ کی ترکش کے تیر سے قلیب حدیبیہ سے خوشگوار پانی اُبلنا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں یہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکر نے ان کو ابن اسحٰق نے ان کو حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ بن زبیر سے اس نے ہروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے ان دونوں نے اس کو حدیث بیان کی ہے اکھٹے یہ کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آپ بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کررہے تھے۔ جنگ کرنے کا ارادہ نہیں کررہے تھے (مسور ۔ ے) حدیث ذکر کی ہے اور اس میں اس نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اُترو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس وادی میں تو پانی نہیں ہے کہ لوگ اس پر اُتریں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور وہ ان کے اصحاب میں سے ایک آدمی کو دیکھ کر فرمایا ان قلیبوں اور کنوں میں سے بعض میں اتر جا اور اس تیر کو اس کے پیٹ میں گاڑ کے دیکھ۔ اس نے گاڑا تو پانی ابلنے لگا سیراب کرنے والا حتی لوگوں نے وہاں پر اونٹوں کا پڑاؤ قائم کرلیا۔

حضور اکرم ﷺ کے وضو، کُلی کے پانی آپ کی ترکش کے تیر اور آپ کی دعاء کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے اس کو ابوالاسود نے وہ کہتے ہیں کہ عروہ نے کہا اور حضور ﷺ کی روانگی کا ذکر کیا اور کہا کہ ادھر سے مکے سے قریش روانہ ہوئے اور وہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے مقام بلدح میں اور پانی کے مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے اس جگہ پر پڑاؤ ڈال لیا حضور اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ اس جگہ پر پہلے سبقت ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالا شدید گرمی میں۔ وہاں ایک کنواں کے سوا کوئی کنواں اور نہیں تھا۔ لہٰذا ان لوگوں کو پیاس کا خطرہ محسوس ہوا لوگ بہت سارے تھے۔ اس میں کچھ مرد اترے اور وہاں پانی چیک کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا۔ آپ نے ڈول میں وضو کیا اور اسی میں منہ سے کلی ڈالی۔ اور اس کے ساتھ کلی بھری پھر حکم دیا کہ وہ پانی کنویں میں انڈیل دیا جائے اور پھر اپنی ترکش سے تیر نکالا اور اس کو کنویں کے اندر ڈال دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی جس سے پانی اُبلنے لگا حتی کہ وہ لوگ اپنے ہاتھوں کے ساتھ اس میں سے چلو بھرنے لگے حالانکہ وہ کنویں کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس رحم نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بعض اہل علم نے بنو اسلم کے کچھ جوانوں سے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کی ذمہ داری سنبھالتے تھے۔ جب کہ بعض اہل علم نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا تیر ساتھ لے کر کنویں میں اترا تھا وہ میں ہی تھا جب کہ قبیلہ اسلم والوں نے شعر کہے تھے ناجیہ جن کو کہا کرتے تھے اسلم نے گمان کیا ہے کہ انصاری ایک لڑکی اپنا ڈول لے کر آئی تھی جب کہ ناجیہ کنویں کے اندر لوگوں کے لئے ڈول بھر رہے تھے اس وقت اس لڑکی نے کہا تھا۔

یاایها المائع دَلْوِیَ دونکا انی رئیت الناس بحمدونکا

یُثون خیرا وبمجدونکا

اے پانی کے ڈول بھرنے والے میں دیکھتی ہوں کہ تیرے پیچھے لوگ تیری تعریف کر رہے ہیں تیرے بارے میں اچھی باتیں کر رہے ہیں اور تیری بزرگی اور مجد بیان کر رہے ہیں اس وقت ناجیہ نے لوگوں کے لئے قلیب میں سے پانی بھرتے ہوئے کہا تھا۔

قد علمت جارية بمانية انی انا المائح واسمی جاجیه

وطعنة ذات رشاش واهية طعنتها تحت صدور العادية

تحقیق اس مبارک و شریف لڑکی نے یہ جان لیا ہے کہ میں پانی بھرنے والا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے قسم ہے نیزے کی اور پانی ٹپکانے والے ڈول کی جو سست روی سے ٹپکتی ہے وہ نیزہ جس کو میں نے دوڑنے والے گھوڑے کے سینوں کے نیچے سے کھونپا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۷۔۲۶۸۔البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۶۵)

عمامہ رسول کنویں میں بھیجنے کا ذکر

اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ کنویں میں جو شخص اترا تھا وہ خلاد بن عباد غفاری تھے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا عمامہ مبارک دے کر کنویں میں اتارا تھا اس نے اس کو کنویں میں پھیرا تھا لہٰذا پانی کثیر ہو گیا تھا حتی کہ لوگ سیر ہو گئے تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے کنویں سے پانی بھرنے والا ناجیہ بن جندب اسلمی تھا۔ (الدرر لابن عبد البر۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۶۷۔البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۶۵)

خلاّد بن عبّاد غفاری کے کنویں میں اُترنے کا ذکر

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سواری سے اُترے تو لوگوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور حکم دیا کہ اس کو قلیب (کنویں) میں رکھ دیا جائے اس میں پانی نہیں تھا۔ پھر لوگ سیر ہو گئے تھے۔ حتی کہ انہوں نے اونٹنیوں کا پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کون ہے جو کنویں میں اُتر جائے؟ لہٰذا خلاّد بن عباد غفاری اُتر گئے تھے اس نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۹۴

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہونا

جس وقت آپ کے اصحاب کے لئے پانی نہیں تھا نہ ہی وضو کے لئے اور نہ ہی پینے کے لئے درست بات یہ ہے کہ یہ واقعہ عام الحدیبیہ میں ان کی واپسی کے موقع پر ہوا تھا جب حضور اکرم ﷺ نے ان کے زادِراہ میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ یہ دلائل نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے عمرو بن مُرّہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سالم بن ابوالجعد سے شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے یوم شجرہ والے دن؟ اس نے بتایا کہ ہم لوگ ۱۵۰۰ پندرہ سو تھے اور انہوں نے اس پیاس کا ذکر بھی کیا جو ان کو لاحق ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اسی میں رکھ دیا چنانچہ پانی آپ کی اُنگلیوں سے ایسے نکلنے لگا جیسے کہ وہ چشمے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے پانی پیا اور زیادہ پیا جب کہ وہ ہمیں پورا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی ہمیں پورا ہو جاتا تاہم لوگ ڈیڑھ ہزار تھے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۵۲۔ فتح الباری ۷/۴۴۱۔ مسلم۔ کتاب المغازی)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمر بسطامی نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمران بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن ابوشیبہ نے ان کو عبدالعزیز بن مسلم نے ان کو حصین نے اس نے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے اس نے کہا کہ حدیبیہ والے دن لوگ پیاسے ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے وضو کے پانی کا برتن رکھا ہوا تھا آپ اس سے وضو کر رہے تھے۔ اچانک لوگ حضور اکرم ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ اور نہ ہی وضو کرنے کے لئے ہے۔ بس یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن کے اندر رکھ لیا اور پانی آپ کی اُنگلیوں کے بیچ سے زور سے نکلنے لگا چشموں کی مثل کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سے پیا اور وضو کیا۔ سالم کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا اگر ہم سو ہزار ہوتے تو بھی ہمیں کافی ہو جاتا اس وقت ہم لوگ ڈیڑھ ہزار افراد تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے عبدالعزیز سے۔ (فتح الباری ۶/۵۸۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابواحمد حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن حسین خثعمی نے ان کو ابوکریب نے ان کو محمد بن فضیل نے ان کو حصین نے اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکورہ حدیث کی مثل علاوہ ازیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ پانی حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان جوش مانے لگا مثل چشموں کے سو ہم نے پیا اور وضو کیا۔ اس کے بعد اس کو ذکر کیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن عینی نے اس نے محمد بن فضیل سے۔ (فتح الباری ۷/۴۴۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے ان کو جریر نے اعمش سے ان کو سالم بن ابوالجعد نے جابر بن عبداللہ سے یہ حدیث وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تحقیق صلوٰۃ عصر کا وقت ہو چکا تھا اور ہمارے پاس پانی بالکل نہیں تھا سوائے تھوڑے سے

بچے ہوئے کے۔ وہ پانی برتن میں ڈالدیا گیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پانی میں ڈال دیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا کہ وضو کرنے والے آجاؤ اور برکت اللہ کی طرف سے ہوگی۔ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کو دیکھا آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے وضو کیا اور پی بھی لیا۔

جابر کہتے ہیں کہ میرے پیٹ میں جو آسکتا تھا میں نے اس میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ میں نے جان لیا کہ وہ برکت تھی۔ سائل کہتے ہیں کہ میں نے جابر سے کہا تم لوگ اس دن کتنے تھے اس نے بتایا کہ ایک ہزار چار سو افراد تھے۔ (بخاری۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۵۶۳۹۔ فتح الباری ۱۰/۱۰۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا قتیبہ بن سعید سے اس نے جریر سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو زیاد بن خلیل نے ان کو مسدد نے ان کو ابوعوانہ نے اسود بن قیس نے اس نے نبیح عنزی سے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ ہم نے غزوہ کیا تھا یا کہا تھا کہ ہم نے سفر کیا تھا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہم اس دن ایک ہزار سے زیادہ تھے چنانچہ نماز کا وقت ہوگیا تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں کے پاس وضو کا پانی ہے؟ چنانچہ ایک آدمی ڈورتا ہوا آیا وہ ایک پانی کا برتن لایا اس میں کچھ پانی تھا لوگوں کے پاس اس کے علاوہ پانی نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے اس پانی کو ایک پیالے میں انڈیل دیا آپ نے وضو کیا اور احسن طریقے سے کیا اس کے بعد واپس ہٹے اور پیالہ چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ لوگ اس پیالے کے اوپر چڑھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرو وضو کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یہ کہتے سُنا تو فرمایا کہ تم لوگ اسی حالت پر رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی مبارک پانی اور پیالے میں رکھ دی اور کہنے لگے سبحان اللہ پھر فرمایا کہ وضو کامل کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ البتہ تحقیق میں نے دیکھا کہ پانی کے چشمے رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے نکل رہے تھے انہوں نے اس برتن کو نہ اُٹھایا حتی کہ سب کے سب لوگ فارغ ہوگئے۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت اور ہاتھوں کی برکت چودہ سو صحابہ نے ایک پیالہ بھر پانی سے وضو کیا

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو نضر بن محمد نے ان کو عکرمہ بن عمار عجلی نے ان کو ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے ایک غزوہ سے ہمیں سخت مشقت پہنچی تھی۔ حتی کہ ہم نے ارادہ کرلیا تھا کہ ہم بعض اپنی سواریوں کو ذبح کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے مزاد (مراد توشہ دین ہے) جمع کریں۔

(نوٹ) : مِزَاوُدُنَا۔ مراد ہے توشہ دان ہم نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک دسترخوان بچھا کر چمڑے کے بچھونے پر لوگوں کے سامان کو جمع کر دیا کہ میں نے دراز کیا تاکہ میں تمہیں اسی پر جمع کروں میں نے اس کو جمع کیا جیسے بکریاں اپنے باڑے میں جمع ہوتی ہیں ہم لوگ چودہ سو افراد تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کھایا حتی کہ خوب شکم سیر ہوگئے تھے اور ہم نے اپنی اپنی اُنگلیاں بھر لیں۔ پھر نبی کریم انے فرمایا۔ کیا کوئی وضو کرنے کا برتن ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کا لوٹا وضو والا لے کر آیا ذرا سا پانی تھا اس نے اس کو ایک پیالے میں انڈیل دیا ہم سب نے یعنی چودہ سو افراد نے اس ہی سے وضو کیا ہم میں ایک ایک اس کو انڈیلتا رہا۔ وہ کہتے اس کے بعد آٹھ افراد آئے انہوں نے کہا کہ کیا وضو کا پانی ہے رسول اللہ انے فرمایا پورا ہوگیا ہے وضو کا پانی۔ یہ الفاظ حدیث نضر کے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن یوسف سے۔

نبی کریم ﷺ کا کھانے کا بقیہ سامان جمع فرما کر برکت کی دعا کرنا اور اس میں برکت ہونا

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس آ گئے تھے تو آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے بات چیت کی اور کہا کہ ہم لوگ انتہائی مشقت میں واقع ہوگئے ہیں اور لوگوں میں سواری کا اونٹ ہے آپ اس کو ذبح کر دیں تا کہ ہم اس کا گوشت کھائیں اور اس کی چربی لے جائیں۔ اور اس کے چمڑوں سے جوتے بنائیں۔ عمر بن خطاب نے خود فرمایا نہیں ایسا نہ کریں یا رسول اللہ ﷺ بیشک اگر لوگوں کے پاس زیادہ سواروں کے جانور ہونگے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے چمڑے کے دستر خوان پھیلاؤ اور اپنی پوریاں یعنی پوٹلیاں کھولو انہوں نے ایسے ہی کیا۔

پھر فرمایا کہ جس کے پاس کچھ بقیہ طعام یا کچھ توشۂ سفر بچا ہوا ہو اس کو یہاں پر پھیلا دے (سب لوگوں نے بقیہ سامان پھیلا دیا) اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی پھر فرمایا اپنے اپنے برتن یا سانچے وغیرہ قریب لاؤ (لہٰذا وہ لوگ قریب آئے اور) انہوں نے لے لیا جس قدر اللہ نے چاہا۔ نافع بن جبیر یہ حدیث بیان کرتے تھے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھے یہ حدیث بیان کی تھی نافع بن جبیر نے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو یحییٰ بن سُلیم طائفی نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے اس نے ابوالطفیل سے اس نے عبداللہ بن عباس سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب پڑاؤ کیا آپ قریش کی صلح میں سے گذر چکے تو اصحاب نبی نے کہا یا رسول اللہ کہ اگر ہم اپنے جانور ذبح کرتے اور ہم ان کے گوشت کھاتے چربیاں استعمال کرتے شوربا پیتے اگلے دن جب ہمارے اوپر صبح ہوئی تو پھر ہم علی الصبح اس کے پاس پہنچ گئے ہمارے ساتھ کافی لوگ تھے (پھر ہم نے اجازت چاہی تو آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا) کہ نہیں جانور ذبح نہ کرو بلکہ میرے پاس وہ بقیہ لے آؤ جو تمہارے زاد سفر میں سے کچھ بچ رہا ہے۔ صحابہ نے چمڑے کا بچھونا بچھایا۔

اور اس پر بچا ہوا زادِ سفر لا کر انڈیل دیا جو کچھ ان کے پاس بچا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس میں سے کھایا حتی خوب سیر ہو گئے یہاں تک کہ ان کی کوکھ نکل آئیں شکم سیر ہو جانے کی وجہ سے۔ پھر انہوں نے اس کھانے کو لپیٹ لیا بچے ہوئے کو جو کچھ بچ گیا تھا اس کے زادِ راہ میں سے اپنی اپنی تھیلیوں میں۔ (مسلم۔ کتاب اللقطہ۔ حدیث ۱۹ ص ۱۳۵۴)

باب ۹۳

ذکر اس بیان کا کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے

پانی رواں دواں ہونا ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوا تھا اور آپ کی دعاء کی برکت سے کنویں کا پانی زیادہ ہونا تو آپ ﷺ کی عادت بن گیا تھا اور یہ دونوں باتیں واضح دلیل ہیں دلائل نبوت میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوذکریا بن ابواسحٰق مزکی نے آخر میں انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی مالک نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو

فضل بن حباب نے ان کو عبداللہ کعنبی نے ان کو مالک نے ان کو اسحق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس وقت نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر نہ پایا اس کو۔ لہٰذا وضو کے پانی کا برتن لایا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ لیا۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ وہ اس میں سے وضو کرنا شروع کر دیں کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے اُبل رہا تھا سب لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے قعنبی سے۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۳۔ فتح الباری ۶/۵۸۰)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث معین سے اور ابن وہب سے اس نے مالک سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۵ ص ۱۷۸۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو مسدد نے ان کو حماد بن زید نے ثابت سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابویعلیٰ نے ان کو ابوربیع نے ان کو حماد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ثابت بن انس نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے پانی منگوایا چنانچہ پانی کا ایک بڑا پیالہ آپ کے پاس لایا گیا لوگوں نے اس میں سے وضو کرنا شروع کیا۔ میں نے ستر سے اسی آدمیوں تک کا اندازہ خیال کیا۔ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھتا رہا آپ کی انگلیوں سے جوش مار رہا تھا۔ یہ الفاظ حدیث ابوربیع کے ہیں۔

(۳) اور مسدد کی ایک روایت میں ہے (پیالہ کے بجائے) اِنَاءٍ مِن مَاءٍ پانی کا برتن لایا گیا اور ایک بڑا پیالہ لایا گیا اس میں کچھ پانی تھا۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو اس میں رکھ دیا انس فرماتے ہیں کہ میں پانی کو دیکھ رہا تھا وہ آپ کی انگلیوں کے بیچ سے جوش مار رہا تھا۔ انس فرماتے ہیں میں نے اندازہ کیا تھا ان لوگوں کا جنہوں نے وضو کیا تھا ستر سے اسی کے درمیان۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (بخاری۔ کتاب الوضوء۔ حدیث ۲۰۰۔ فتح الباری ۱/۳۰۴)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ربیع سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۷۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اور دباری نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابواحمد قاسم بن ابوصالح ہمذانی نے ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزل نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو ان کے بھائی نے سلیمان بن بلال سے اس نے عبداللہ بن عمر سے اس نے ثابت بنانی سے اس نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قباء کی طرف نکلے ان لوگوں کے کسی گھر سے ایک چھوٹا پیالہ لایا گیا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس پیالے میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو وہ (اتنا چھوٹا تھا کہ) پیالے میں آپ کے ہاتھ کی گنجائش نہیں تھی بلکہ چھوٹا پڑ گیا۔

لہٰذا آپ نے اپنی چاروں انگلیاں اس کے اندر داخل کر لیں تو انگوٹھے کو داخل نہ کر سکے پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم آجاؤ پینے کے لئے انس فرماتے ہیں میری دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے لوگ مسلسل پیالے کے پاس آتے رہے حتیٰ کہ سب کے سب سیر ہو گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۹۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو محمد بن فرج نے ان کو عبداللہ بن بکر سہمی نے ان کو حمید نے انس سے وہ کہتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ جن کا گھر قریب تھا وہ وضو کرنے گھر چلے گئے۔ اور کچھ لوگ باقی رہ گئے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پتھر کا ٹب لایا گیا اس میں پانی تھا برتن اس سے چھوٹا پڑ گیا کہ آپ ﷺ اس کے اندر ہاتھ پھیلا سکیں۔ سب لوگوں نے اس ہی سے وضو کیا ہم نے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے ہونگے اس نے بتایا کہ اسی یا اس سے زیادہ تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن منیر سے اس نے عبداللہ بن بکر سہمی سے۔

(بخاری۔ کتاب الوضوء۔ حدیث ۱۹۵۔ فتح الباری ۱/۳۰۱۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۶/۵۸۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر احمد بن اسحٰق بن ایوب فقیہ نے ان کو ابواعثی نے ان کو عبدالرحمٰن بن مبارک نے ان کو جریر نے وہ کہتے ہیں انہوں نے سنا حسن سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی انس بن مالک نے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے بعض مقاصد کے لئے کسی مقام پر نکلے آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے آپ چلتے چلے گئے نماز کا وقت ہوگیا اور ان لوگوں نے وضو کرنے کے لئے پانی نہ پایا ان لوگوں میں سے ایک آدمی چلا گیا اور کہیں سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر آ گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو لے کر وضو کرنا شروع کیا اس کے بعد آپ نے اپنی چاروں انگلیوں کو اپنے قدم پر پھیرا پھر لوگوں سے کہا آ جاؤ وضو کر و لہٰذا سب لوگوں نے وضو کیا حتی کہ جو جو وضو کرنا چاہتے تھے سب نے کر لیا حضرت انس سے پوچھا گیا کہ کتنی تعداد میں تھے انہوں نے فرمایا کہ ستر یا اس کے قریب قریب تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالرحمٰن بن مبارک سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۵۸۱/۶)

مذکورہ روایات پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ

۱۔ یہ روایات (مذکورہ) جو حضرت انس سے مروی ہیں، مناسب یہ ہے کہ سب کی سب ایک ہی واقعہ سے متعلق خبر ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب حضور اکرم ﷺ قباء کی طرف نکلے تھے۔

۲۔ اور قتادہ کی روایت حضرت انس سے جو ہے اس کے بارے میں مناسب یہ ہے کہ وہ کسی اور واقعہ کے بارے میں خبر ہو۔ واللہ اعلم۔ قتادہ والی روایت درج ذیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے ان کو عبدالوہاب بن عضاء سے ان کو خبر دی سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو علی بن حمشاذ عدل نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو ابوموسیٰ نے ان کو محمد بن جعفر نے ان کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے اس نے انس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مقام زوراء میں تھے (مدینے میں بازار کے پاس مسجد) آپ نے پیالہ پانی کا منگوایا اور اپنا ہاتھ مبارک میں رکھا۔ تو پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے اُبلنے لگا اور آپ کی اُنگلیوں کے پوروں سے حتی کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا ہم نے انس سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا کہ تین سو کے قریب تھے ابوموسیٰ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوموسیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۷ ص ۱۷۸۳)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابن المرر سے اس نے سعید سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۸۲۔ فتح الباری ۵۸۰/۶)

اور ہشام دستوائی نے روایت کیا ہے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مقام زوراء میں تھے اور زوراء مدینے میں بازار و مسجد کے پاس تھا آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور آپ نے اپنی ہتھیلی اس کے اندر رکھ دی لہٰذا آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلنے لگا لہٰذا آپ کے اصحاب نے سب نے وضو کیا میں نے انس سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ وہ لوگ کتنے تھے اس نے بتایا کہ تین سو کے قریب تھے۔

(۷) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو معاذ بن ہشام نے ان کو ان کے والد نے پھر اس نے مذکور کو ذکر کیا مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعسان مسمعی سے اس نے معاذ سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۶ ص ۱۷۸۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عبدل نے بغداد میں ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن اسحٰق طیبی نے ان کو خبر دی ابوعلی بشر بن موسیٰ بن صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی نے ان کو مقری یعنی عبداللہ بن یزید نے ان کو عبدالرحمٰن بن زیاد نے ان کو زیاد بن نعیم حضرمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیادہ بن حارث صدائی صاحب رسول سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اسلام کی بیعت کی۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کے ساتھ اسلام کی بیعت کی۔ آگے اس حدیث کو

(مفصل) ذکر کیا (یعنی حدیث بیان کرتے گئے) حتیٰ کہ یہاں تک پہنچے کہ یوں کہا۔ کہ پھر رسول اللہ ﷺ اول رات میں روانہ ہوئے بشر نے کہا یعنی شروع رات میں چل پڑے میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ رہنے لگا۔ میں طاقتور تھا جب کہ آپ کے اصحاب کٹ جاتے اور آپ سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ نہ باقی رہا آپ کے ساتھ کوئی ایک شخص بھی میرے سوا جب صبح کی اذان کا وقت ہوگیا آپ نے مجھے حکم دیا میں نے آذان کہی۔ اور میں نے یہ کہنا شروع کیا میں اقامت کہوں یا رسول اللہ مگر رسول اللہ ﷺ مشرق کے کونے کی طرف فجر کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ فرماتے کہ نہیں حتیٰ کہ جب فجر طلوع ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ اترے اور قضائے حاجت کی پھر لوٹے میری طرف اتنے میں آپ کے (پیچھے رہ جانے والے) اصحاب بھی پیچھے سے پہنچ گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کیا پانی ہے اے بھائی صُداء؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ مگر تھوڑا سا ہے۔ جو کہ آپ کو کفایت نہیں کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس کو برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ میں برتن میں ڈال کر لے آیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پانی کے اندر رکھ دیا۔ صدائی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے اپنے آپ سے شرم آتی ہے تو ہم پلاتے اور پیتے میرے اصحاب میں اعلان کردو کہ جس کو پانی کی حاجت ہو اگر (ضرورت پوری کرے) میں نے ان لوگوں میں اعلان کر دیا ان میں سے جس جس کو ضرورت تھی اس نے لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے۔ بلال نے اقامت پڑھنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا کہ بیشک بھائی صُدآء نے اذان پڑھی تھی جس شخص نے اذان دی ہو وہی اقامت کہتا ہے۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی۔ اور اسی ثناء میں کہا تھا کہ ہم نے کہا اے اللہ کے نبی بیشک ہمارا ایک کنواں ہے اس کا پانی ہمیں سردیوں میں کافی ہوجاتا ہے۔ اور اس پر جمع رہتے ہیں اور جب گرمیاں آتی ہیں تو اس کا پانی کم ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ہم لوگ یہاں متفرق اور الگ الگ ہوجاتے ہیں ہمارے اردگرد جہاں دیگر پانی کے چشمے موجود ہیں۔ اب جب کہ ہم لوگ مسلمان ہوگئے ہیں تو ہمارے اردگرد جتنے لوگ ہیں وہ ہمارے دشمن ہوگئے ہیں آپ ہمارے لیے کنویں کی بابت دعا فرمائیں۔ کہ اس کا پانی ہمیں سیراب کرتا رہے اور ہم اس پر اکھٹے رہیں ہم متفرق نہ ہوں الگ الگ نہ ہوں لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے سات کنکریاں منگوائیں آپ نے ان کو ان کے ہاتھ تحریک دی اُلٹ پُلٹ کیا اور ان کے اوپر دعا فرمائی (یا دعا پڑھی) اس کے بعد فرمایا کہ یہ کنکریاں لے جاؤ جب تم لوگ کنویں پر آؤ تو تم لوگ بسم اللہ پڑھ کر (اللہ کا نام لے کر) ایک ایک کر کے کنویں میں ڈال دینا۔ صُدائی نے فرمایا کہ ہم نے اسی ترکیب کے ساتھ وہ کنویں میں ڈالدیں جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ لہٰذا ہمیں اس کنویں کی گہرائی نظر نہ آسکی۔

(ترمذی۔ حدیث ۱۹۹ ص ۱/۳۸۳۔ ۳۸۵۔ ابوداؤد۔ حدیث ۵۱۴ ص ۱/۱۴۲۔ ابن ماجہ۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۷۱۷ ص ۱/۲۳۷۔ مسند ۴/۱۶۹)

(اس روایت کی تفصیل اصل کتاب دلائل النبوت جلد چہارم ص ۱۲۶، ۱۲۷۔ حاشیہ ۱۵، ۱۶ پر ملاحظہ کریں)۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابواُمیہ یعنی طرسوی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن صلت نے ان کو ابوکُدینہ نے عطاء بن سائب سے اس نے ابوالضحیٰ سے اس نے ابن عباس سے وہ فرماتے ہیں ایک دن صبح ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ کیا آپ کے پاس کوشئی یعنی کوئی انتظام ہے آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا اس میں کچھ پانی تھا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُنگلیاں برتن کے منہ پر رکھ دیں اور اُنگلیوں کو کھولدیا۔ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی جوش مار رہا ہے کہتے ہیں کہ آپ نے بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردے مبارک پانی (یا مبارک وضو) کا۔

☆☆☆

باب ۹۴

(۱) رحمۃ للعلمین ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے کئی مرتبہ وافر مقدار میں چشمے کی مانند پانی جاری ہوا ان میں سے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود تھے اور وہ اس کے عینی شاہد تھے۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اس کھانے نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور صحابہ کرام نے طعام کی تسبیح کو خود سنا۔ یہ سب معجزات رسول دلائل نبوت ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن بشار عبدی نے ان کو ابواحمد زبیری نے ان کو اسرائیل نے ان کو منصور نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں۔

(۱) تم لوگ آیات (یعنی نشانیوں) کو عذاب شمار کرتے ہو جب کہ ہم لوگ ان کو برکت شمار کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تحقیق ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

(۲) اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پانی کا برتن لایا گیا اس میں سے پانی اُبلنے لگا آنحضرت ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا آجاؤ مبارک پانی کے پاس اور برکت اُوپر سے آئی ہے (اللہ کی طرف سے) حتیٰ کہ ہم لوگوں نے سب کے سب نے (اس مبارک پانی سے) وضو کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے اس نے ابواحمد سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۹۔ فتح الباری ۶/۵۸۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمش فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال ہزاز نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالازقم نے ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الثوری نے اعمش سے اس نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگویا اس میں پانی تھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اندر رکھدیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور پھر فرمایا۔ آجاؤ وضو کرنے کے لئے اور برکت اللہ کی طرف ہے چنانچہ میں نے دیکھا کہ پانی جوش مار رہا تھا آپ ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۹۸۰)

☆☆☆

باب ۹۵

سفر حدیبیہ کی بارش والی رات کی صبح نبی کریم ﷺ کا فرمان

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابومحمد جعفر بن ہارون بن ابراہیم نحوی نے بغداد میں ان کو اسحق بن صدقہ بن صبیح نے ان کو خالد بن مخلد نے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر شیبہ نے ان کو خالد بن مخلد نے ان کو سفیان بن بلال نے ان کو صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عبداللہ سے اس نے زید بن خالد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے ایک رات ہمیں بارش آن پہنچی رسول اللہ ﷺ نے (بارش والی رات کی صبح) صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد ہماری طرف منہ کر کے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے صبح اس طرح کی ہے کہ بعض میرے ساتھ مؤمن ہیں تو بعض کافر ہیں بہر حال جس نے یہ بات کہی ہے کہ ہم بارش برسائے گئے ہیں محض اللہ کی رحمت سے اور اس کے فضل سے وہ میرے ساتھ مؤمن ہے اور ستاروں کے ساتھ سفر کرنے والا ہے۔ اور بہر حال جس نے کہا کہ ہم لوگ بارش برسائے گئے فلاں ستارے (کے طلوع یا غروب کی وجہ سے) وہ ستاروں کے ساتھ ایمان لانے والا ہے اور میرے ساتھ سفر کرنے والا ہے۔ (یعنی وہ ستاروں پر تو ایمان رکھتا ہے اور میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ابن اسحق کی ایک روایت میں ہے۔

ثم اَقبَلَ علینا بِوَجهِہٖ

کہ پھر آپ ﷺ اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خالد بن مخلد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۸۔ فتح الباری ۷/۴۳۹۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۱۵ ص ۱/۸۳)

☆☆☆